یا صاحب البرکات والخیرات

مصنفہ حضرت سلطان العاشقین قدوۃ السالکین جناب سید شاہ برکت اللہ

الملقب بہ صاحب البرکات صاحب گلزار علیہ الرحمۃ قدس سرہ العزیز

دیوان عشقی — مثنوی ریاض عشق

مجموعۃ البرکات

رسالہ سوال و جواب — عوارف ہندی

جسکو جناب حافظ حاجی سید علی حسن صاحب احسن سجادہ نشین درگاہ علیہ برکاتیہ نے بسعی

مرتب کیا اور بندہ ہیچمیرز خاقانی وفا مارہروی نے اپنی نگرانی میں

مرقع عالم پریس ہردوئی میں چھپوایا

محمد مبارک ... نقاش مارہروی

ریاض سخن

بھولے ہین ابتو مردم دیدہ چمن کے پھول
آنکھون سے چن رہے ہین ریاض سخن کے پھول

حضرات یہ وہ گلدستہ ہے جسکی ہر پتی سے ناظر کو ایک خاص دلچسپی ہوتی ہے اسکے ہر ایک پھول کو معشوقا
گل عارض سے تشبیہ دیجاتی ہے اس گلدستہ کو ریاض سخن مین پھولے پھلے آج دس مہینے ہوچکے ہر مہینے مین ایک ن
سے اپنے حسن و جمال کی خوبیان پبلک کو دکھاتا ہے اس گلشن سخن کی جو شخص سیر کرے اسکو وہ وہ لطف حاصل ہو کہ گو
بیان سے ہماری زبان قاصر ہے کہین سوسن اپنی زبان آوری کا سبق دے رہی ہے کہین نرگس آنکھون ہی آنکھون مین بلبل
گل کی محبت کا اشارہ کر رہی ہے کہین جوانان چمن مست الست کیطرح جھوم رہے ہین کہین سرو اپنے خرام ناز
عاشق مزاج دلونکو پامال کر رہا ہے غرض کہ یہ وہ گلدستہ ہے جسکی درستی کیلیے حضرت داغ بالقابہ اور حضرت امیر
شوق اور حضرت جلال اور حضرت احسان اور حضرت مضطر اور حضرت شہیر جیسے لوگ اپنا اپنا عزیز وقت د
پبلک کے مذاق کے موافق علاوہ نظم کے آٹھ صفحے ناول کے بھی شایع کیے جاتے ہین اور نیز
یے کچھ تھوڑا سا فارسی کلام بھی اس گلدستہ کے ساتھ شایع ہوتا ہے جسکے مصنف ایک مشہور و
جناب عالم و فاضل حضرت فرجدی سید شاہ صاحب عالم صاحب صاحب قدس سرہ العزیز سجاد
رگاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ ہین جسکی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے گویا خاص اہل فارس کا کلام ہے اس مجموعہ سخن کی
قیمت صرف مبلغ (عا) معہ محصول ڈاک ہے جو صاحب صرف گلدستہ نظم لینگے انسے ایک روپیہ (عہ) اور
(عہ) معہ فارسی کلیات (عا) روپیہ ہے غرض کہ ہر پارٹ اسکا قابل دید ہے منگایئے اور جلد

المشتہر
سید علی احسن منیجر ریاض سخن مارہرہ ضلع ایٹہ



نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم
وآلہ وصحبہ ذے الفضل العظیم

خدا در انتظار حمد ما نیست		محمد چشم بر راہِ ثنا نیست

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین

فی الحقیقت وہ مشہور و معروف خاندان ہے جسکے ہر ایک جزو کو خواص و عوام معزز ہونے سے دیکھتے ہون اور واقعی وہ قابل افتخار و اعزاز ہو تو اُسکے وہ حالات جنکی بدولت اُس خاندان کے حضرات بابرکات مفتخر خیال کیے گئے ہین اگر قلمبند نہ کیے جائین تو اُس خاندان کے اعقاب بدنصیب خیال کیے جائینگے۔

مین اسوقت سادات بلگرام کے ایک بزرگ یعنی اپنے جد امجد قدوۃ السالکین

سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات قدس اللہ سرہ العزیز کے مختصر حالات لکھکر آنکی تصنیف کے مجموعہ مین بطور دیباچہ بیان کیئے دیتا ہون ناظرین سے امید ہے کہ اُسکو قدر کی نگاہون سے دیکھکر مجکو عزت بخشین گے۔

اصل مین آپکا اور آپکے آبا و اجداد کا مولد و مسکن قصبۂ بلگرام ضلع ہردوئی جو ملک اودہ مین ہے تھا مگر آپکے جد امجد حضرت سید شاہ عبد الجلیل خلف اکبر حضرت میر عبد الواحد قدس اللہ اسرارہما جو ایک مشہور و معروف بزرگ ہین مارہرہ کے قیام کا سبب ہوے جنکی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپکی طبیعت تنہائی پسند سی تھی اور اہلِ تصوف مین صاحب جذبۂ قوی مانے جاتے تھے آپ اکثر صحرانوردی کیا کرتے تھے چنانچہ عرصہ تک اُسی ذوق و شوق مین اپنے وطن اور عزیزون سے کنارہ کش رہے آپکی عمر کا قریب قریب نصف حصہ اسی حالت مین گذرا مدت تک آپنے اپنے اعزا کو اپنی طرف چشم براہ انتظار رکھا اتفاقاً ایک مرتبہ اُسی حالت بیخودی مین ایک جماعت کے ساتھ آپکا گذر بلگرام مین ہوا ۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ جن تاریخون مین حضرت بدیع الدین شاہ مدار کا سالانہ عرس ہوا کرتا ہے ۔ مکن پور جہان کہ حضرت شاہ موصوف کا مزار واقع ہے بلگرام سے قریب تر ہے

اور اس زمانے مین اُسکا راستہ بلگرام ہی ہو کر تہا یہ وہی جماعت تھی جو بغرض شمول
برکات عرس و فاتحہ مکن پور جاتی تھی غرضکہ جب آپ بلگرام پہونچے اور اوس محلہ
مین جسمین کہ انکی ہمشیر کا مکان تہا گذرے اتفاقاً انکی بہن نے اِن کو دیکہکر پہچانا
اُنہون نے اُس محبت عینی سے مجبور ہو کر (جو خدا نے ہر ایک بہن بہائی کے
دل مین ودیعت کی ہے) بآواز بلند پکارا اگرچہ تو دوسرے ہی عالم مین تھے وہ آواز
نہ سُنی آخر بمشکل تمام اپنی ہمشیر کے گہر مین آئے اور اپنے عزیز اقربا کے بہانے
بجہانے سے وہ دن اُسی گہر مین گذرا اور آخر شب سبکو سوتا چہوڑ کر وہان سے
نکل کہڑے ہوے اسی سفر مین آپکا گذر اترنجی کہیڑہ پر ہوا یہ کہیڑہ مارہرہ سے جانب شرق
واقع ہے یہ جگہ عرصہ سے غیر آباد ہے چونکہ اسپر ایک بزرگ کا مزار واقع ہے جو
حسین شہید کے نام سے مشہور ہے اسلیے اس مقام پر ابہی معدودے چند
خادمون کا قیام رہتا ہے [illegible]ھ مین جبکہ سلطان محمد معز الدین سام الملقب بہ
شہاب الدین غوری خلافت گاہ غزنی پر جلوہ فرما ہوا تو چند مرتبہ وہ بارادۂ تسخیر
ملک ہندوستان مین آیا حتی کہ ۵۸۹ھ مین بعد محاربۂ عظیم راے پتہورا بادشاہ
دہلی کو زندہ گرفتار کیا اور سب سے پہلے سلاطین اسلامیہ مین تخت سلطنت دہلی پر جلوہ افروز
ہوا اِس درمیان مین راجہ بین سے جو اترنجی کہیڑہ کا مالک تہا کچہ [illegible]

پیچیدہ گیاں ہوکر نوبت بمحاربہ پہونچی چنانچہ ایک مرتبہ بذات خاص خود شہاب الدین نے
لشکر کشی کرکے فتح کیا اور بذریعہ سرنگ کل عمارت نیست و نابود کردی اسی
حادثہ میں راجہ بھی مع جملہ متعلقین و متوسلین دب کر مر گیا اس زمانہ سے وہ قلعہ بطور
ٹیلہ کے ویران پڑا ہے۔

بہرحال حدود سنہ ۱۰۱۷ھ میں حضرت کا گزر اس غیرآباد جگہ میں ہوا اور کچھ دنوں تک
شہید موصوف کے مزار پر آپ کا قیام رہا شدہ شدہ آپ کے قیام کی خبر مارہرہ پہونچی محمد
وزیر المخاطب بہ چودھری وزیر خان جنکے آبا و اجداد سلاطین عصر کی طرف سے علاقہ
مارہرہ کے قانون گو مقرر تھے اور یہ خود بھی اس عہدہ پر ممتاز اور مارہرہ کے رئیس اعظم
تھے اس خبر کو سنکر بہت خوش ہوے اور گویا بہ الہام غیبی ایک دن علی الصباح اپنے
ساتھ ایک جماعت بزرگ لیکر حضرت کے استقبال کے لیے پہونچے اتفاقاً
حضرت بھی اس روز ٹیلے سے اترکر خراماں خراماں مارہرہ کی طرف آرہے تھے
راستے ہی میں وزیر خان سے ملاقات ہوئی اور وہ آپ کو بہ اعزاز تمام مارہرہ لائے
غرضکہ اس زمانے سے پیرزادگان مارہرہ کی بنیاد مارہرہ میں قائم ہے بعد تشریف آوری
حضرت کی عمر کے تقریباً چالیس برس مارہرہ میں گزرے اور یہیں بعہد سلطنت
ابو المظفر سلطان خرم شہاب الدین محمد شاہجہان ساتویں صفر سنہ ۱۰۵۷ھ کو اس جہان فانی

سے رحلت فرمائی آپ کا مزار مارہرہ مین زیارت گاہ انام ہے آپ کے صاحبزادے حضرت میر اویس بلگرام سے مارہرہ مین اکثر تشریف لایا کرتے تھے مگر اُن کا مستقل قیام یہان نہین رہتا تھا حضرت میر عبد الجلیل کے بعد اُنکے معتقدین نے بہت چاہا کہ حضرت میر اویس مارہرہ مین اپنی سکونت اختیار کرین مگر آپنے اُنکی درخواست نامنظور کی البتہ بہ نسبت سابق کے یہان قیام زیادہ کرنے لگے سنہ ۱۰۹۷ھ مین جبکہ آپ بلگرام تشریف لے گئے تھے حیات مستعار نے وفا نہ کی اور وہین انتقال فرمایا حضرت صاحب البرکات انہین بزرگ کے بڑے صاحبزادہ ہین اب مین اپنے معزز ناظرین کو حضرت صاحب البرکات کے حالات کی طرف متوجہ کرتا ہون -

حضرت صاحب البرکات کی ولادت باسعادت کا وہ زمانہ ہے جبکہ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر کو تخت سلطنت پر بیٹھے دو برس گزر چکے تھے آپکا سال ولادت سنہ ۱۰۷۰ھ ہے آپنے ایک شعر مین اپنی تاریخ ولادت خود لکھی ہے ؎

سال تولدم ہمہ تقویم دان شہر	روے حساب ۱۰۷۰ھ شائق خوبان نوشتہ اند

آپکی ولادت قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی مین واقع ہوئی اپنے والد بزرگوار حضرت میر اویس صاحب کی حیات تک آپکی عمر کا حصہ بلگرام ہی مین گزرا بعد وفات اپنے والد ماجد کے کالپی تشریف لے گئے اور وہان حضرت سید شاہ فضل اللہ صاحب سجادہ

سے دست بیع ہوکر مارہرہ تشریف لائے حضرت میر غلام علی آزاد بلگرامی اپنے تذکرہ
مآثر الکرام مین شرح تحریر فرماتے ہین۔

سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن
میر عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ اسرارہم شاہبازیست آشیانش سدرۃ المنتہی و یکہ
تازیست میدانش سموات علی شعشعۂ ولایت از جبینش پیدا و جبروت فقر
از ناصیہ اش ہویدا مدۃ العمر سر بر آستانۂ خالق گذاشت و قدم بر در مخلوقے نفرسود
امیر و فقیر فرش آستانش بودند و گوے سعادت عرصہ علوی و سفلی مے ربودند
اگرچہ اوائل حال دست بیعت بجناب سید محمد بن سید عبد النبی بلگرامی قدس سرہ
واد اما از مبادی عہد شباب تا آغاز ایام کہولت صحبت سید العارفین میر سید
لطف اللہ عرف شاہ لدھا قدس سرہ لازم گرفت و عقیق استعدادش بہ فروغ
باطن اقدس رنگ کمال پذیرفت و از مشرب خاص آنحضرت حظے مستوفیٰ
اندوخت و سند خلافت و اجازت اخذ نمود و سید العارفین را نسبت بالیشان
معاملات معنوی خاص بود و مکاتیب محتوی بر اسرار حقائق و معارف اکثر بنام
مشار الیہ شرف صدور یافت بسیارے ازان مکاتیب در نسخہ انیس المحققین
مندرج است طالبان را از مطالعہ آن حظ روحانی حاصل مے شود و نیز صاحب البرکات

بدار الولایت کالپی رفتہ از خدمت مخدوم زادہ عالیجناب شاہ فضل اللہ ین میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما تیمناً و تبرکاً سند اجازت و خلافت التماس نمود حضرت مخدوم زادہ قدس سرہ التفات ہا و عنایت ہا مبذول داشت و بہ عطائے مثال خلافت پایہ اش را بلند گردانید و بہ اعزاز و اکرام فراوان رخصت فرمود" الخ

اوّل اول جبکہ حضرت صاحب البرکات مارہرہ تشریف لائے تو اپنی جد بزرگوار کی خانقاہ میں قیام کیا جسکے ہمسایہ مین اکثر رذیل اقوام کا مسکن تھا چونکہ یہی جگہہ آپکے قیام کے لیے مناسب نہ تھی اسلیئے آپنے وہان سے ترک سکونت کرکے اوسجگہہ قیام فرمایا جو فی الحال بستی پیرزادگان کے نام سے مشہور ہے جبکہ آپکو اپنے قیام کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہوگیا اُسوقت آپنے اہل و عیال کو بلگرام سے طلب فرمایا اور مارہرہ کو اپنا وطن قرار دے دیا آپکے دونون صاحبزادے یعنی حضرت شاہ آل محمد و حضرت صاحب البرکات شاہ نجات اللہ بلگرام ہی مین پیدا ہوے تھے جبکہ آپ کا مستقل قیام اس غیر آباد جگہہ مین ہوا تو باہتمام اکثر معتقدین والاشان عمائد کسوہ خانقاہ اور مسجد تعمیر ہوئی آپکے فضل و کمال کا شہرہ تھوڑے سے ہی عرصے مین آویزہ گوش آفاق ہوا اور اکثر عمال اور تعلقہ دار

آپ کے معتقد و مرید ہوئے۔

اگرچہ آپ کو اسناد خلافت سلاسل خمسہ ابائن جد حاصل تہین مگر آپ نے زیادہ تر ترویج

سلسلۂ علیۂ قادریہ کو دیا ہمیشہ آپ مطابق شریعت ما مہ عمل درآمد فرمایا کرتے تھے

آپ کے معتقدین یا مریدون مین بھی اگر کوئی خلاف شرع رسوم کا شیوع کرتا تو آپ

اسکو تنبیہ فرماتے بلکہ اکثر لوگ جو باہر کے آجاتے اور وہ معاصی و مناہی مین مبتلا

ہوتے تو آپ انکو بطریق سنت سنیہ اپنے اخلاق سے ایسا گرویدہ کرتے

کہ وہ خود بخود اُن افعال قبیحہ سے تائب ہو جاتے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

اس جگہ دو ایک حکایتین آپکی عادات اور اوصاف اور اخلاق کی جو آپ کے چھوٹے

صاحبزادے حضرت صاحب النجات نے قلمبند فرمائی ہین۔ بعبارتہ نقل کر کے

ہدیۂ ناظرین کرون۔

ذکر اتیت و مسلمان شدن آن

وقتے کہ رابہ خوشوقت راے قوم کھتری عامل مارہرہ بود فقراے ہنود از فرقۂ

اتیت آمدہ زیر درخت نیب کہ متصل آبادی سراے بر دروازہ کٹرہ احمد سعید خان

صاحب جاگیردار واقع است فرود آمدند سردار آنہا ہر صبح و شام رسنے بر درخت

آویختہ بدان خود را آویزان میساخت بطرزے کہ سر زیر و پا بالا و در زیر آن آتش

می افروخت وناقوس می نواخت وبران آتش مثل جهوله بر شعله آمد ورفت
می کرد وآسیب آتش باو نمیرسید تمامی هنودان جمع شده گرداگرد دست بسته
باادب تمام می ایستادند بعد دو گهڑی که فرو می آمد انگشتهاے آن آتش افروخته
را تبرک کرده می بردند وندرهاے از هر قسم می آوردند بعد دو سه روز از اهل
اسلام هم جمع شدند وبطرز هنودان انگشتهاے میگرفتند ونیازها می کردند
شهره عام وغلو تمام شد روزے بعد نماز عصر فقیر اکثر درباغچه که الحال درگاه درانجاست
می آمد ازانجا آن زمره نظر می آمد آن اینست سردار سرو پا برهنه بطرزے که
لنگ بسته نشسته بود تنها برخاست دیدم که بسوے ما می آید جوانی خوبصورت
نعلین چوبین درپاے آنکه ازکسی پرسد ودعا وسلام کند روان روان بدروازه
درآمد گویا که او را کسی گرفته می برد وآنوقت در حضور حضرت صاحب چندان انبوه
بهنود ومعدودے چند حاضر بودند وقاعده چنین بود که همیشه حضرت صاحب هرگز
زینهار گاهے بطرف مردم نمی نگریستند مگر کسی که روبرو آید یکبارگی نظر برداشته
بسوے او می نگریستند آن نگاه که ٥

آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند		آیا بود که گوشه چشمی بما کنند

کسانیکه این حالت دیده اند میدانند که هیچ چشم مست بدان مستی ومخموری نظر

نیامده ونیز اکثر ضابطه بود که تکلم با هر یک از زبان نمی نمودند مگر بنابر ضرورت
یا اشارت میفرمودند مثلاً اگر کسے تازه وارد سے روبرو شد بچشم اشاره شد
و بعض وقت لب بسته بدست مبارک ایما فرمودند اگر آینده معلوم کرد بجواب
عرض نمود والا حاضران گفتند که از کجا می غرض که رعب جناب عالی بر اہل
مجلس بظهور هیبت و صلابت بمثابتے بود که از اہل دنیا و علما و فقرا ہزارہا
معاینه شده که استفسار نکته یا استکشاف عقده نمودند جناب عالی هر چه
از زبان مبارک ارشاد فرمودند سایلان یارائے تکرار نداشتند و بهم
گردنکشان که روبرو شدند بادب خشوع و خضوع کردند الحاصل که آن آیت
را دیده نیز بهمان و تیره اشاره فرمودند بہ انجا بادب تمام استاده عرض
کرد که فقیرم و از دوارکا که معبد هندوان است می آیم فرمودند که در توهم دوارکا
است از آن هم خبرداری عرض کرد که نے در کتب خود دیده ام باز عرض
کرد که متصل آبادی سرود آمده ام و بر آتش آویزان مے شوم باز فرمودند
که آتشے که در تست گاہے بران آویختیه عرض کرد که نے در کتب خود دیده ام
باز عرض نمود که اراده گیا تربینی دارم فرمودند که از تربینی که در خود داری غسل کرده
گفت نے بهمان جواب سابق گفته بی اختیارانه با آتش آمد لا اله الا الله محمد رسول الله

بعد از آن عرض نمود کہ ہمین جا باشم و بندہ از بندگان سرکار تیم و
این جماعت کہ ہمراہ دارم ہمہ را جواب دہم اینقدر عمر عبث رائگان ضائع شد
تمام معبدہا را رسیدم و ہیچ از آن حصولے نیافتم فرمودند کہ الحال برو
کہ در سرداری راہ خود گیر ہر چند عرض نمود پذیرا نشد چار و ناچار رخصت شد
بطرف حاضران فرمودند کہ از سہ روز این آواز ناقوس و این غوغا غبار بخاطر آوردہ بود
الحال رفع شد سبحان اللہ

جمال روے ترا ہر کہ دید حیران شد		چہ صورتے است ترا لا الہ الا اللہ

ایک اور حکایت جس سے آپکی استغنا کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور جو کمال فقر
پر دلالت کرتی ہے تحریر فرماتے ہین -

وقتیکہ نواب ثابت خان بہادر از اٹہ روانہ شد از اتفاقات وقت براہ
سکندرہ بکول رفت از انجا بچند روز بمارہرہ آمد از خبر آمد آمد جاگیرداران
و قانونگویان براے استقبال رفتند نواب فرمود کہ ہمانجا باز گردید و حضور حضرت صاحب
مے آیم ہمانجا ملازمت نمایند و از خدمتگار گفت کہ گلیم سیاہ بیار کہ روبروے شیر
مے روم لباس شیران باید پوشید و جاگیرداران وغیرہ را رخصت کرد
کہ شما ہمانجا رفتہ نشینند من مے آیم و خود درانجا قدرے توقف کرد کہ جاگیرداران

بحضور رسیدند فرمودند که خیر است چرا جمع شده آمده اید ماجرا عرض نمودند
فرمودند که شما بهانجار روید ما هرگز هرگز نواب را آمدن نخواهیم داد و درین اثنا
نصیر الدین خان آمده از طرف نواب تسلیمات و بندگی و همچنین چنان عرض کرد
هرگز قبول نیفتاد مومی الیه دوباره به نیاز تمام و خاکساری ما لا کلام
گذارش نمودند طبیعت جناب عالی از دست رفت فرمودند اگر او بر فوج خود
نازان باشد این فقرا کتک گرفته وقتیکه روبرو خواهند شد فوج و لشکر
بکار نخواهد آمد نامبرده رفته با نواب ظاهر نمود نواب خواست که بر نیهم رود نصیر الدین خان
دیده بود عرض کرد که صلاح نیست نواب ازین طرف باز گشته آن طرف
شهر دیره نمود صبح آن فضیلت و کمالات دستگاه میر سید عبد الله متوطن بلگرام
محله سید واڑه از ابناء سید سیان مرحوم که از چند مدت رفیق و مصاحب نواب
بودند آمدند بارادهٔ اینکه برای آمدن نواب عرض نمایند و از نواب دعوی کرده
آمده بودند که من معقول سکیم وقتیکه روبرو شدند بعد قدمبوس نیاز گزرانیدند
حضرت صاحب فرمودند که چه ضرورت است الحاصل بعد لابه و منت
تمام فقیر را حکم شد همین که روبرو نشستند هیچ نتوانسته گفت گویا که کسی
زبان بند کرده است بعد دیری چون دیدند که چیزی نمیگویند و سراسیمه

وحیران وا نشسته اند بفقیر حکم کردند که میسر طعام خورانید از انجا برخاسته
بردم و طعام خورانیدم و را شناسے طعام خورانیدن گفتند که نواب چنین عادل و چنان
بر دین و اسلام قائم است و در بارہ مساکین و محتاجان شفقت و ایثار میکنند
و مساجد ہا ساختہ تا نهدام بنیاد کفر کردہ و اکثر کفار و بیدینان را در اسلام
آوردہ و آنانکہ ابا کردند اورا قتل کردہ و قطاع طریقان را و دزدان را از بیخ برکندہ
مستاصل ساختہ بر دینداران واجب و لازم است کہ دعائے خیر در حق اینچنین
کس ہر وقت کنند و ملاقات چنین دیندار را طاعت و عبادت دانند
و آرزو کنند و فقرا را رویہ خلق باید چنانچہ حق تعالے با رسول خود می فرماید وَاِنَّکَ
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ این بد خلقی و ترشی و تلخی از کجا خصوص در بارہ اینچنین دینداران
زنہار زنہار خوب نیست گفتم عبث صاحب در درد سر میکنند ہیچ ازین فایدہ نخواہد
شد اگر بزعم شما باشد کہ مکرر این حکایت پیش حضرت رسانم ممکن نیست
ہر چہ گفتنی باشد شما رو برو عرض نمائید بگرمی و ترشی تمام گفتند کہ من رو برو
مے گویم رو برو آمدند ندانم کہ با وصف فضیلت و جہاندیدگی و سلیقہ کمال چہ شد
کہ باز تا وقتیکہ نشستند ہرگز دم نزدند تا شخصے وزر در پنجا دائرہ داشت دیگران
ہم آمدند عرض نمودند پذیرا نشد میر مذکور با نواب گفتند کہ نواب را اگر با فقرا

ارادت است درویشے را طلبم کہ نواب حظ کنند و دانند کہ فقیر این را سیگویند
سید لطف اللہ عرف شاہ لدہا بلگرامی درویش کامل اند نواب خط نوشت
کہ صاحب را بخواب دیدہ ام از ان وقت آرزومندم خود بدولت تشریف
آرند و من بہ سبب کاروبار و بعضے موانعات رسیدن نمیتوانم طالب سعادت
سید الستم و سید عبد اللہ نیز خط نوشتند و طرفہ آنکہ خطوط را گوند کردند و پیش حضرت
صاحب فرستادند کہ بدست آدم خود بلگرام فرستند و مبلغ یکصد و بست و پنج روپیہ
ہنڈوی ملفوف ساختہ فرستادند حضرت صاحب بدست آدم سرکار خطوط
بہ بلگرام فرستادہ جواب طلبیدہ بکول فرستادند پیر صاحب عذر ضعف و
پیری نوشتند وقتیکہ نواب براے بندوبست بہ اٹاوہ رفت باوجودیکہ از اٹاوہ
بلگرام نزدیک بود بار خط طلب نوشتہ و ہنڈوی صد روپیہ و خط سید
عبد اللہ و پروانہ زمین صد بگیہ بخشتہ و دو روپیہ یومیہ ہم از اٹاوہ بمارہرہ فرستاد
کہ حضرت صاحب بہ بلگرام فرستند چنان شد دیدند کہ از نیم مدعانہ کشود روزی
دو پیرزا سے غالب کار کشمیر باشند بر رتھہ سوار آمدند و قاعدہ بود کہ حضرت صاحب
وقت دوپہر ہمیشہ وضو کردہ بیرون تشریف مے آوردند دوگانہ خواندہ می نشستند
و ہمہ ہا در خواب مے بودند تا آنکہ وقت اذان ظہر مے شد آن زمان فقیران

از خواب برخاسته طهارت کرده بتهیه نماز مشغول مے شدند همان عادت قدیم
از اندرون تشریف آورده بعد فراغ دوگانه نشستند درین اثنا آن هردو
از در در آمده آداب بجا آوردند و عرض نمودند که اصلح علی خان خواجه سرا ے
نواب که کل اختیار و مدار نواب بود و بدره زر نیاز فرستاده عرض نموده که من
بدل وجان ارادت آورده ام و مرید شده ام آرزو دارم که بخدمت رسیده بیعت
نمایم از انجا که تمام کاروبار اینجا ذمه من است نواب نمیگذارد که از کول بدیگر پرگنه
چنان توجه فرمایند که بخدمت رسم و اگر بخاطر آید بنواب قلمی فرموده مرا بطلبند
و این سخن و نذر سوا ے حضرت صاحب دیگر ے را معلوم نشود همان وقت
حضرت صاحب فرمودند این جواب تعلق از در دارد و نذر هم همان وقت گرفته
خواهد شد زود برویدو این زر نیز همراه برید چرا که وقت نماز است مردمان مے آیند و
این همه یک معلوم خواهد شد هر چند عرض نمودند که از نیاز است باشد و او غلام است
و بسیار آرزومنت نموده که قبول شود قبول نکردند آنها هر دو همیان گرفته بیرون
مے رفتند که شیخ خیر الله کنبوه که مرید صادق بود و از وقت واقف اکثر از همه اول
مے آمد نامبرده از در در آمدن نها را دیده متعجب شد که کدام اند چرا آمدند و زود رفتند
چون روز بر آمد حضرت صاحب تبسم فرموده فرمودند که امروز زر لک واپس دادم

وسرگذشت بیان کردند ثانی الحال بعد عرصہ معلوم شد کہ این فرستادہ نواب
بود کہ براے امتحان فرستادہ"

آپکے روزمرہ کے سب اوقات منضبط تھے دن بھرآپ وظیفے مین رہتے۔
بعد عصر ملاقات کا وقت مقرر رہتا آپکی عبادت مثل عام لوگون کی عبادت کے
نہ تھی بلکہ جو خاص اولیاراللہ کی صفت ہونی چاہیے وہ آپ مین تھی حد سے زیادہ
خضوع وخشوع نماز مین فرماتے تھے آپکی عادات بھی سلف صالحہ کے مطابق
پائے جاتے تھے حضرت صاحب النجات فرماتے ہین "

ازان وقتیکہ شعور یافتم حضرت صاحب را دیدم تا وقت وفات خمیازہ وآروغ
گاہے ندیدم روزے درجائے نبشتہ دیدم کہ انبیا را آروغ وخمیازہ نبود از انوقت
گویا بتخصیص مدتے درین تفحص بودم ہرگز گاہے ندیدم وگاہے خندہ وقہقہہ
ہم ندیدم بعض وقت کہ نہایت خوش می شدند رومال بردہن مبارک مے نہادند و
چہرہ مبارک قدرے سرخ میشد طاقت جسم بسبب ریاضت شاقہ ہرگز نبود لبیار
ضعیف ونحیف بودند نماز اکثر نشستہ میخواندند ودر وقت خواندن نماز چنان متوجہ
مستغرق مے شدند کہ بجز ارکان نماز اصلا دیگر خبر نمیداشتند روزے وقت نماز
عصر مار سیاہ از سقف مسجد بدون افتاد اول پیش حضرت صاحب آمد بعد ازان

پیش امام آمده در جاسے که امام سجده میکند پیچ خورده بفراغت نشست باز
روانه شده پیش حضرت صاحب وازانجا باز پیش تمام مقتدیان آمده باز گردیده
پیش حضرت صاحب آمد سه بار چنین گردش کرد مقتدیان و امام ترسان
وهراسان بسبب آنکه حضرت صاحب نگرویدند استاده ماندند نوبت سیوم محمد افضل
کلنوه برخاست ودر پاپوش سرش کوفت و باز داخل نماز شد بعد نماز هر یک
آهسته آهسته شکرگزاری محمد افضل مے نمودند که همه را ازین موذی خلاص کردی
ورنه بیندے حضرت صاحب فرمودند که چیست همه ما قصه مار سیاه تمام عرض
نمودند تبسم نمودند که ما را اصلا ازین خبر نیست

نه همین شستن و برخاستن هست نماز	دل چو حاضر نبود جنبش بیکار چه سود

بہر حال آپکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بے حد و پایان ہیں لیکن
مگر ہم قلم میں اتنی طاقت نہیں کہ ایسے بزرگ کے واقعات کا حصر کر سکوں
ہندوستان اور دیگر ولایت میں اکثر بڑے بڑے شہر کے باشندے اس درگاہ
سے فیض یاب ہوئے اور ہوتے ہیں۔

آپ کا انتقال دسویں محرم روز عاشورہ [illegible] کو واقع ہوا بعد وصال آپکے مزار پر
باہتمام بعضے امرا ان معتقدین ایک بہت بڑا گنبد تعمیر کیا گیا رفتہ رفتہ اور مکان بنے

گئے چنانچہ اب اسوقت ایک بڑے احاطہ مین وہ درگاہ قائم ہے جس مین
علاوہ اس گنبد کے متعدد صحنچیان اور کمرے ہین جو مزارات سے معمور ہین۔
آپکے انتقال کی تاریخین اکثر مورخین نے لکھی ہین منجملہ اُنکے دو ایک تاریخین
جناب میر غلام علی آزاد کی مصنفہ درج کیجاتی ہین جو لطف سے خالی نہین ہے

بیدار دلے رفت سوے محفل قدس	بربست ز صحرا سے جہان محمل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد رقم	صاحب برکات واصل منزل قدس

ولہ

سید کامل روشندل صاحب برکات	رفت ازین عالم و با حضرت حق یافت وصال
کرد آزاد رقم سال وفاتش بدو طور	یوم عاشور ہزار و صد و ہم [illegible] دو سال

ولہ

[illegible] است	ورق صحرا سے خونی ارغوان است
[illegible] برکت الله	بلگشت گلستان ارم براہ
[illegible]	معارج کرامت قطب تمکین
[illegible] عبادت	ز نقش پای او فال ارادت
[illegible] اونا کسے کا	درو عالم دہشت فوات ادگم

وصالش روز عاشورا ازان شد	کہ با سبطین در جنت روان شد
نوشتم سال تاریخ مکرم	فنا فی اللہ شد آن پیر محرم
دگر تاریخ او بر مے کشم آہ	وصالش یوم عاشورا حسابگاہ

آپ کی شادی بلگرام مین سید مودود بن سید محمد فاضل بن سید عبدالحکیم بلگرامی کی لڑکی سے ہوئی اور اُن سے دو لڑکے اور تین لڑکی پیدا ہوئین آپکے انتقال کے بعد دونون صاحبزادے جدا جدا سجادہ نشین ہوئے اور اُس زمانے سے دو خانقاہین قایم ہوئین چنانچہ ایک خانقاہ بڑی سرکار دوسری چھوٹی سرکار کے نام سے مشہور و معروف ہین اس درگاہ کے صرف کے لیئے شاہانِ سلف کے زمانہ سے چوبیس وبیہ معاف ہین جنمین سے علاوہ حق تولیت وجایداد آل تمغائی ایک معتدبہ رقم صرف درگاہ کے لیئے مقرر ہے جسکا اہتمام و انتظام بہ قاعدہ مستمرہ وہ کمیٹی کرتی ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے بہ رضامندی جملہ پیرزادگان اولاد حضرت مقرر ہوتی ہے علاوہ اس جایداد موقوفہ کے چارسو چوبیس روپیہ چار آنہ سالانہ بطور پنشن برٹش گورنمنٹ سے ملتا ہے جو شاہان سلف سے مقرر چلا آتا ہے -

اب مین اپنے دیباچہ کو ختم کرتا ہون اور ناظرون کی دلچسپی اور آگاہی کے لیئے

آپ کا شجرۂ نسب اور وہ وصیت نامہ جو آپ نے اپنے صاحبزادے کے نام
لکھا ہے درج کرتا ہوں وھو ہذا۔

آل محمد و نجات اللہ سلامت باشند این چند نصیحت نوشتہ شدہ بر آن
عمل نمایند و این رسالہ را ہموارہ با خود دارند باید کہ مشغول بیاد الٰہی باشند و
بکتب فقہ و سلوک الفت نمایند و از مقام خود بلا جنبش [illegible] نہ نمایند و بخانۂ امرا
و مردم دنیا نروند و بزیارت قبور و بدیدن علمائے کہ [illegible] داشتہ باشند آنکہ
ظاہر او بدین و دیانت آراستہ باشد البتہ روند و [illegible] را سعادت کونین
دانند و ہیچ کارے و شغلے بحاکم و بکسے رجوع نکنند کہ [illegible] کار ہا کارساز
و حسبۃً للہ برائے کار خلق با ہر کس تملق و حاجت نمایند کہ باعث ثواب است
روزے حاکمے با این [illegible] برائے کارے مخالفت کرد و [illegible] شد
اکثر عزیزان با و ملتجی شدند قبول نکرد و گفت اگر فلانے مرا رقعہ نویسد از این
کار [illegible] ہم عزیزان بابت [illegible] الی اللہ [illegible] رقعہ نوشتن بکمال جہد [illegible]
کردند ناچار این بیت نوشتہ شد ؎

آنکہ رخسار ترا رنگ گل و نسرین داد		صبر و آرام تواند بمن مسکین داد

خواند و باز آمد و موافقت نمود [illegible] حال [illegible] باشند و ہر آن [illegible] [illegible]

من رحمة الله و توکلوا علی الله بدل و جان و زبان یاری دار و طریقهٔ ظاهر را باسلوب

الارو و لالکه پیش سازند تشهای این راه هر چه تقلید و تحقیق کرده اید رنج نکنند

جاهدوا فی سبیل الله از سے جهاد اکبر این است که خود را آرام ندهند تا که آرام نیابند

تا به نفس کنند و محکم رجوع نشوند و بر خلق مگر هرگز اعتماد نکنند

و باینها احتیاج نشوند

باشد ار چه حاجت کسے بود سنو برآ		ستم شاد خانه پرور ما رفته است
زهے کمت باو گیر و عسل آر	ص	که این حدیث ز پیر طریقه است
مجو درستی عهد از جهان سست نهاد		که این عجوزه عروس هزار داماد است

المقصود علم و عمل پیش گیرند و بران مغرور نشوند و آرزوے آن کنند که چشم گریان

دل بریان و عمل خالص و اجابت دعا و رفاقت درویشان و مسکن مسجد و آه در و تا

اخفاے سال بمدد الهی و از فیض عالم پناهی میسر شود آمین هم درین بودم

که دل ما عتاب کرد و جانم پیچ و تاب نمود مطابق قول مشهور که خود فضیحت و

دیگران را نصیحت است موے سفید شد دلت همچنان سیاه است

ظاهرت آراسته و باطنت تباه پس کا بخود نشین و بر حال خود غم و الم نما که کدام

حسنه از تو سر زده که دیگران را نصیحت پیش مے آئی و کدام حمیده را سر انجام داده

که ارشاد می فرمائی بس کن و وقت از دست مده ۵

بنشین پسِ کار و دیده بردوز	از نارِ فراق خود همے سوز

این گندم نمائی و جو فروشی تا چند آن چنان باش که می نمائی یا آن چنان نمائی که مے باشی چون نیک نگریستم از ان ہم تبرم که دل گفت آه صد آه ۵

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم	عمرے که بے حضور صراحی و جام رفت

بس کردم توبه بخودم خروش گشتم بجوش و خروش آمده بودم بودم بار بہوش رسیدم یخرج الحی من المیت بمنه و کرمه۔

شجرۂ نسب

نام	سنه ولادت	سال وفات	جاے مزار
سید برکت الله	سنه ۱۰۷۰	۱۰ محرم سنه ۱۱۴۲	مارہرہ ضلع ایٹہ ممالک مغربی و شمالی
میر سید اویس	۰	سنه ۱۰۹۷ھ	بلگرام ضلع ہردوئی
میر سید عبد الجلیل	سنه ۹۷۲ھ	سنه ۱۰۵۷ھ	مارہرہ
میر سید عبد الواحد	سنه ۹۱۲ھ	سنه ۱۰۱۷ھ	بلگرام

سید ابراہیم	•	•	•
سید قطب الدین	•	•	•
شاہ بدہ	•	•	•
سید کمال	•	•	•
سید قاسم	•	حدود سنہ ۱۲۷۱ھ	•
سید حسین	•	•	•
سید نصیر	•	•	•
سید حسین	•	•	•
سید نصیر	•	•	•
سید حسین	•	•	•
سید عمر	•	•	•
سید محمد صغریٰ	•	۱۰ شعبان ۱۲۵۴ھ	بلگرام
سید علی	•	•	•
سید حسین	•	•	•
سید الفرح ثانی	•	•	•

سید ابوالفراس	•	•	•
سید ابوالفرج واسطی	•	•	واسط
سید داود	•	•	•
سید حسین	•	•	•
سید یحییٰ	•	•	•
سید [illegible]	•	•	•
سید [illegible]	•	•	•
سید علی	•	•	•
[illegible]	•	•	•
سید علی عراقی	•	•	•
سید حسین	•	•	•
سید علی	•	•	•
سید محمد	•	•	•
[illegible]	۱۱۵ھ	۱[illegible]ھ	•
سید [illegible]	•	۱۲۱ھ	•

حضرت علی امام زین العابدین	سنہ ۲۳ھ	سنہ ۹۴ و ۹۵ھ	مدینہ منورہ
حضرت امام حسین علیہ السلام	سنہ ۴ھ	۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ	کربلاے معلی
حضرت علی ابن ابیطالب و زوج النسا بتول زہرا دختر محمد رسول صلعم سید النسا	۱۰ برس قبل ہجرت	سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف

قطعہ تاریخ از حقیر علی احسن احسن عفی اللہ عنہ

للہ الحمد مجمع البرکات
گشت مطبوع در بہین اوقات

وہ چہ تصنیف باکمال اینست
وہ چہ تالیف بے مثال اینست

کوزۂ کاندران بود جیحون
صدف کاندران دُرِ مکنون

نظم دلکش چہ ہوش دل افزود
نثر عجب چہ ہوش دل بربود

جلوۂ شاہدان باغ سخن
رونق افروز شد بصحن چمن

اہل معنی سبق ازین گیرند
اہل دل ذکر حق ازین گیرند

الغرض این ذخیرۂ حسنات
ہست تصنیف صاحب البرکات

مختصر گفتہ است دیوانے
کہ پئے عاشقان بود جانے

مثنوئ ریاض عشق نوشت
ہمہ ریاضے کہ رشک باغ بہشت

قصیده جوهری نموده رقم
قلمی شد عوارف هند
پاره شعر سوال و جواب
برکات اہل دل ازان یابند
نیز حالات آن خجسته خصال
چون مرتب شد این ذخیره پاک
هاتف غیب دان ز جستجو کن
سال ختم و لطیفه عشقی

عشق درویش شد سپر قلم
حل نموده معارف هند
جمع کرده برای استصواب
حسنات اہل دل ازان یابند
جمع کردم بہ واقفیت حال
صد و سال خواستم ز ادراک
داد آواز کاسے علی احسن
گو مرتب صحیفه عشقی
۱۳۱۵ھ



حضرت علی امام زین العابدین	سنہ ۲۳ھ	سنہ ۹۴ و ۹۵ھ	مدینہ منورہ
حضرت امام حسین علیہ السلام	سنہ ۴ھ	۱۰۔ محرم سنہ ۶۱ھ	کربلاے معلی
حضرت علی ابن ابیطالب زوج سیدۃ النسا بتول زہرا دختر محمد رسول صلعم سیدالنسا	۱۳ برس قبل ہجرت	سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف

قطعہ تاریخ از حقیر علی احسن آحسن عفی اللہ عنہ

للہ الحمد مجمع البرکات — گشت مطبوع در بہین اوقات

وہ چہ تصنیف باکمال اینست — وہ چہ تالیف بے مثال اینست

کوزہ کاندران بود جیحون — صدف کاندران دُرِ مکنون

نظم رنگینش چہ جوش دل افزود — نثر دلچسپ ہوش دل بربود

جادہ شادابِ باغ سخن — رونق افزون شد بصحن چمن

اہلِ معنی سبق ازین گیرند — اہل دل ذکر حق ازین گیرند

الغرض این ذخیرۂ حسنات — ہست تصنیفِ صاحب البرکات

مختصر گفتہ است دیوانے — کہ پئے عاشقان بود جانے

مثنوئی ریاضِ عشق نوشت — ہمہ ریاستے کہ رشکِ باغِ بہشت

قطعۂ جوہری نمودہ رقم — عشق درویش شد سپر و قلم

قامی شد عوارف هند کد — حل نموده معارف هند کد

پارۂ مشعر سوال و جواب — جمع کرده برای استصواب

برکات اہلِ دل ازان یابند — حسنات اہل دل ازان یابند

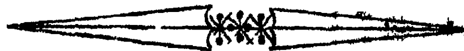
نیز حالاتِ آن خجستہ خصال — جمع کردم بہ توقیف همال

چون مرتب شد این ذخیرۂ پاک — مدو سال خواستم ز ادراک

ہاتف غیب وان ز چرخِ کهن — داد آواز کای علی احسن

سالِ ختم وظیفۂ عشقی — گو مرتب صحیفۂ عشقی

١٣١٥ھ





بیا اے دل بخوان در وصف آن مہ رو رسالہا	کہ کار عشق نگشاید بتدریس مسائلہا
شکار شوخ چشمی شو کہ در میدان بیدادش	بہار خندہ میدارند زخم نیم بسملہا
ندانم ہیچ پیدا زین گفتن بچشم جان اگر بینی	ز ہر رنگی نمودار است آن صید افگن دلہا
بوحدت غوطہ زن تا از دو کون آسودگی یابی	کہ دریا رفتہ را یاری نیارد گرد ساحلہا
ز جام مے کجا تسکین پذیرد اضطراب دل	جگر خون گشتن اینجا مینماید حل مشکلہا
ہمین بیتابی دل سیر معنی میدہد ہر دم	دگر نبود برفتار محبت راہ و منزلہا

دل مخمور عشقی بادہ شیراز می خواہد

الا یا ایها الساقی ادر کاسا وناولها

من آن جامم که پیشم سجده می آرد سر مینا — بجام من چه می بینی که باشد فر مینا

همایون قطره ام کز جرعه ام وصفم نمیدانی — که از خمخانه سیری کرده تا کشور مینا

مدیو انخانه خمم گرد آنی بنگری هر دم — حساب بیخودیها میشود دفتر مینا

چه باک از نامه گر هستی و پندارم رقم دارد — چو ساقی وار گیسو میکند در محشر مینا

اگر سیل سفر دارد ز هستی تا عدم جانم — تعالی الله بکامست میرساند بهر مینا

نمیدانم نشئه او ولیکن اینقدر دانم — که سامان محبت می براید از در مینا

خس و خار خرد آلایش دارد من عشقی
بسوزد گر مغان من کند از اخگر مینا

زهی نو بسیط است این جگویم آب و تابش را — زهی تا مه ببینم حسن بیجا بش را

حباب آمد ریا آشنا شد انجنان جرمم — که چندان موجها کردند بر گرد رکابش را

تزال دل بجز دگر دو کند صد نافه چین بوم — بصحرای جنون کو نباشد عطر آشر را

تو تیلیغ فر چه غافل میشوی زدیده ام بنگر — که در هر ذره می یابد شعاع آفتابش را

زبان کز بهر بانی آشنا شد و سخن گوی — بجای حرز جان وارند اهل دل کتابش را

دل از غمهای هجران سوخت لیکن این امیدم — که رنگ و بوی جانان انچه یان آمد کبابش را

همین یک مصرع ناصر علی آمد خوشم عشقی
بود حکم پری و شیشه ها رنگ شعر اتش را

اکنون خیال باده در سر فتاد ما را
یاران واعظ ابرون شو پندی مده خدا را

در صومعه ندیدم چندانکه بس دویدیم
آن می که مستی او شاهی دهد گدا را

وی پیر دیر با من میگفت از ترحم
میخور که راز پنهان خواهد شد آشکارا

جامی که جم ندیده ای ساقیا بمن ده
کز بیخودی ندانم احوال ملک دارا

زین بحر بی نهایت پیچ و تاب ماندم
ای دوستان خدا را گوئید آشنا را

سرگشتگی که دارم از من مپرس جانان
از نوک خار پرسی حال برهنه پا را

هر شعر بی که گفتم هر لولوی که سفتم
از کاشفی بدان ز فیض است عشقیا را

کدام فتنه ز عشق تو در سر است مرا
که از دو کون تهی کرده است دست مرا

به تیغ تیز کشد بی نیاز کند از دام
ز حیرت است که صیاد چون ببست مرا

براست غنا میره م ز سر و مر ای
که در دو سر نشود زین بلند و پست مرا

رجام شیشه نشناسم نه باده گلگون
نگاه ساقی من کرده است مست مرا

فغان نیم شبی گریه سحرگاهی
ز کارخانه عشقت همین بس است مرا

خیال قامت او دلنشین ماست مگر
که کرده است شب و روز خود پرست مرا

چها نشست که در بزم دوست دست او
چراکه ساخته آه بلند پست مرا

گهے بدام روم گاه در قفس آیم
همین بس است بشوق تو بند و بست مرا

ز غنچه تنگدلے مشق می کنم عشقی
نه شور هجر نه زور وصال هست مرا

نرگس مخمور ساقی میکند شیدا مرا
یک نگاهش میدهد بیهوشی صهبا مرا

گر رود جان گو برو نیم سر و سودا خوش است
لاف نبود نقد جان دادن درین سودا مرا

غرق طوفان ساز یا رب چونکه تنگ آمد دلم
اشک غمازی که هر دم میکند رسوا مرا

زخم ناپیدا و پیدا درد ها صد حسرتی
در سر و در سینه و در دیده و در پا مرا

زلف پرپیچ تو بر حال پریشان دلم
دو گواه متفق لفظ اند و المعنی مرا

آن لب شکرفشان و گردش آن [illegible]
میدهد صد جان و هر دم میبرد از ما مرا

عشقیا بر شوکت آشفتگی نازم که زو
فرش جمشید است در پا خار هر صحرا مرا

نے چو منصور از انا الحق وار شد منظور ما
آه ما دار است و جانم بر سرش منصور ما

جسم ما طور است و جان موسی است میدانم یقین
صد تجلی مینماید ناله پر شور ما

یافتم مجنون ما خود عین لیلی هست لیک | کس چه داند انتشار و حالت معمور ما
خاتمی دارد سلیمان و لم اما چه سود | بی نگیر در موعظتهائی که گوید مور را
دیده ام هنگامهٔ عیسی است در هر جرعه ات | التفات ای کاشفی بر تشنهٔ مخمور ما
گر خلیل دل رود بر آتشین عارض چه باک | از لبش هر دم شود بردًا سلامًا سور ما
گر نهنگ لا به بند آید همین کام است و بس | گرچه صد طوفان نماید چشمهٔ معمور ما

عشقی الانسان سری خود نبی فرموده است
حیف نعمتهای خود را می نه بیند کور ما

ز خود رفتن هم آغوشی است با آن دلستان ما را | سبب بی خبر آب ننماید غواصان دریا را
چو دنبال قدم پیداست زنبور سویدائی | تو ای خورشید کی تابی که بکشایم معما را
دو چشت وحشت آهوی دلم دیوانه میگردد | مگر زلف پریشان تاب داد این صید سودا را
سویدا دانهٔ خود است و دل چون مجمری مانند | بیا ای آتشین روی ز بوی آب قطره ما را
هم تا در غنچهٔ دل از نسیم آرمی باشم | صبا کار است نمیانو درین گلزار دلها را

خرد چون شیشه بگزید زدود آه شیدائی
چو عشقی آب می آید تبسم میکند جا را

ای خداوند کریم رهبر شوایین بی بهره را | متیانی وه که کشاسد و رود خر جهه ور

سبے نیاز ایک نیا نا آورو جام بروبگرت — کے پزیری چونکہ میسوزیم درخوزبہرہ را

ہا چو گم نامیم خراست نمیدانیم ہیچ — رغبتے در دل نمیدانم کہ خواہم شہرہ را

گر یوسف تو سرایم یک غزل از جان و دل — اے خوش آن وقتے کہ قاضی نام تو بہرہ را

اے صبا از عشقیا با کاشفی گوئی زعجز

التفاتے کے نمائی ساکن مارہرہ را

الا اے پارسا خود کرسی از دست شو اینجا — کہ از خون جگر سازند مشتاقان وضو اینجا

زبان آراست دل نارست کے حاصل شود مطلب — خیال مطربان داری کہ میسازی گلو اینجا

دعاے سیکنی واللہ یک آہ گر گزاری تو — بیابی مستجابے را کہ بخشد رو بر و اینجا

ہمہ ذکر اللسان ہذیان است ذکر القلب سعی آر — کہ ذکر الروح راحت داد مارا موبمو اینجا

چو ہشیارم و گر مستم کہ ہستم زان او ہستم — بگو با من کہ تو خود کیستی ای سخت گو اینجا

ہر آن وعظے کہ واعظ میکند با دو سمع او نہ گویم — بقرآن مجیدش خواندہ ام لا تقنطوا اینجا

تفکر کن در آلایش تو عشقی در ہمہ جا بش

کہ ذاتش بس عیان است این ولا تفکروا اینجا

رشک گلزار ارم روے شما — مشک حسرت بر وا بوے شما

پا بگل بندہ است ہر سر و سہی — زین خرامان سرو دلجوے شما

غمزهٔ خون ریز بر دل کارگر / تا چه خواهد کرد گیسوی شما

باغ جنت از جمالت دور نیست / عطرها یک شمه از بوی شما

چون نبازی از وفا چوگان ناز / خویش را چون ساختم گوی شما

زنده جاوید گردد عشقیا / هر که باشد کشتهٔ کوی شما

دور سازی چو پردهٔ لا را / ننگری جلوه‌های الّا را

الف و لام را چو سطر یکی / تا بیابی تو حلقه‌ها را

ذکر و مذکور و ذاکر است همه / همچو موج و حباب دریا را

در صف عشق سر همی گیرند / حیف باشد اگر کشی پا را

وحدت و کثرت یکی گردد / خویش را گر نفی کنی یا را

ابجد عشق مشق بیخودی است / هان گذاری حساب بابا را

بشنو و گوش دل چو هوش کنی / که چه ساز است نغمه‌ها را

در حرم فنا گذاری نیست / گر بیاری تو این صدا را

عشقیا در رو عشق می‌نوشد / خسرو کیقباد و دارا را

چه سرشار جنونم بحر وحشت را غبار از ما
چه شیدائیم که یاد گلشن سودا بهار از ما

بوصل تو که آغوشم چها خمیازه ها دارد
تغافل میکنی صد آه زین بوس و کنار از ما

دو چشمت با سپاه غمزه غارت کرد ای جانان
قرار از ما و قار از ما چگویم عتبار از ما

دلم برد است و نیم برد و جان برد و ایمان هم
نمیدانم چه خواهد بعد این آن شهسوار از ما

بچوگان بازیت گوی دلم جائے نمی یابد
بپائے آرزو از باغ جنت خار خار از ما

بواعظ هیچ نقصان نیست یاران چون چنین هم
دو چشم از ما سرشک از ما و آه شعله بار از ما

همه جور و ستم از تو جفا از تو بلا از تو
وفا از ما صفا از ما طریق جان نثار از ما

ز خود بیگانه گشتم تا که در بزمش رسے یابم
برین هم آشنا بود نگار از ما نگار از ما

نیازت هرچه خواهی کن که عشقی سر نمیتابد
عزیزے با نگار از ما قرار از ما قرار از ما

برم گر ز مرادل نشد آه آه ما
رحمے نمیکنی تو بحال تباه ما

از شیوهٔ وفا دل و جان کردم نثار
داد و فا نداد گهے بادشاه ما

زاهد غرور میکند از روزه و نماز
اشک ندامت است همین عذرخواه ما

حال مرا که هست بسے پرس از نگاه خویش
از چین جبین برق چه سوزی گیاه ما

جورے که میکنی بکنے سوز باز پرس
عهدیست و عوض نکند داد خواه ما

تو هر چه کرده بخدا راضیم لیک — صد حسرتی که گاه نگفتی گناه ما

عشقی تو فوج ناله چه میکنی بشنو
در کبریائی او نرسد این سپاه ما

نیک نامی چو رو و نام تمام است اینجا — کی بسالوس و بناموس سلام است اینجا
غیر باقی است ز مطلوب چه پرسی خبری — مخلص دل ز سوی مقصد و کام است اینجا
عشق دارم که نیرزد همه ملک و ملکوت — چه وجود و چه عدم هر چه غلام است اینجا
بر در دل چو رسی معرفت حق بینی — خانهٔ اوست که صد گونه پیام است اینجا
هرزه گردی مکن ای کعبه رو زهد فروش — منزل دوست ز من پرس و گام است اینجا
عقل کل مست ملک مست جهان هم مستست — لله الحمد چه خوش باده بجام است اینجا
ای که رو و مرغ دلم در پی سر دانه و دام — خال و زلف تو عجب دانه و دام است اینجا
نه سبو دانم و نی جام و نه خم نی باده — گر نه می عشق مرا شرب مدام است اینجا

جام بر جام زدم سیر نگشتم عشقی
کاشقی رحم کنی تشنه کام است اینجا

چون نگرد دیدهٔ جان ذات را — نور ده ارض و سموات را
روح مشاهد شو ای جان من — لات زنی گر قصه لات را

غنچه خندیست بعرفان بهبین | دور مکن هر شک و شبهات را
مست شو و چون بلبل دل رسید | شرح ده خمسهٔ حضرات را
هر همه را محرک و مسکن همواست | فهم کنی حرکت و سکنات را
پرتو خورشید هر ذره ایست | بان نگری منصب ذرات را
گر تو خوری شربت خون جگر | طعنه زنی بر همه لذات را
صاحب لولاک نبی الورات | یاد کنی صاحب برکات را

نشئهٔ عشقش چو به عشقی رسید
جوش زده هجو رموزات را

بصحن دل چو برپا کرده ام ایوان آتش را | صد آتش میدهم از آتش خود جان آتش را
بجز سوزندگی دیگر ندارد در جگر تیرش | دو چندان میکند هر دم نفس سامان آتش را
نعیم ما همین از جنت ولسوز ما باشد | که هر دم میچشد لبهای من الوان آتش را
بکوی دل که چندان شعلهایش تیز تیر منم | پیاپی میزنم مردانه مژگان آتش را
چو عشقت مطلعی کرده است و جان یک بهر ما | صلای دین و دل گسترده ام من خوان آتش را
ز بحر آتشین عشقت تن و جانم همی جوشد | چه شد نوح دلم تا بنگرد طوفان آتش را
خرد با عشق همچون شیشه و سنگ است ای یاران | چه باشد پنبه تا سیری کند سیدان آتش را

چه لعل بی بهایست این ز هجر شعلها دل
که می کاود بسان تیشه آهم کان آتش را

کتاب عشق را عشقی نخواند سر بسر خشکی
که می سوزد خرد گر واکند دیوان آتش را

ازان زمان که به بستیم با تو پیمان را
چه آفتی که ندادیم دین و ایمان را

ز دیده و دیده گهی دیدنش نمی آید
که این نگاه بداوند چشم حیران را

کلید جنت دیدار پیچ و تاب دل است
چه احتیاج که رو آوریم رضوان را

بدلبران جهان جلوه دگر دیدیم
که رنگ مهر گرفته است این شبستان را

تجلی بشب تار جلوها دارد
بیافتند درین ظلمت آب حیوان را

خیال قامت او تا چه کرد حیرانم
که بت پرست نمودست صد مسلمان را

بسوز عشق ز عشقی همین لطیفه بس است
که نیست زهره پروانه عندلیبان را

بسوی دلبر رعنا نگاهی کرده ام پیدا
ز بازوی گدائی وصل شاهی کرده ام پیدا

کجا باد صبا گل میکند واهای پرخون را
نسیمی غنچه دل را ز آهی کرده ام پیدا

سراغ منزل جانان ندیدم هر طرف گشتم
بچاک سینه اکنون طرفه راهی کرده ام پیدا

گهی گریم گهی غلطم گهی در کوچها گردم
بسامان محبت دستگاهی کرده ام پیدا

نجات من بمحشر میشود آخر بحمد الله
که چشم اشکباری عذرخواهی کرده ام پیدا

شکستی میدهم بر کشور دل همچو جانبازان
ز اشک و ناله و افغان سپاهی کرده ام پیدا

شدم مستغنی از کون و مکان هر لحظه ای عشقی
بر اهل سر نهادم سربراهی کرده ام پیدا

ردیف با

دلم همیشه کشد آه و ناله یارب
ز خوان وصل تو خواهد نواله یارب

دگر نماند مرا آرزوی جام و سبو
کشیده ام چو من از دل پیاله یارب

کنون کتاب سبق رفت از دلم یاران
که هست ورد زبانم رساله یارب

امید و بیم ز خلد و سقر ندارم
که کرده ام دل خود را حواله یارب

چرا نه بارش رحمت شود بدوش و برم
که گرد ماه دلم هست هاله یارب

برفت مزرع اغیار و کشت از غلل
ازین دلم که بباریدژاله یارب

بحسن تو چه بهار است باغ عشقی را
بصحن دل چو بکارید لاله یارب

اگر چه خوب و نیستی مرغوب
هر چه هستی دلا تو هستی خوب

بود نه آری بعالم فانی
همه هیچند نا سب و منسوب

فیض اقدس چو سایه فگند
نشاریم صولت کروب

طالبا پادشاه ارکنی از دل
یاد تو نیز میکند مطلوب

قدم و دم اگر بهوش زنی
ساخته میشوی همه اسلوب

پیش و پس را دلانه بشماری
از دم نقد آستانش بروب

آفرین آفرین است عشقی را
که چه سان کرد مدحت محبوب

چه واویلاست جانم را ازین شب
مبادا هیچکس را اینچنین شب

برای سیز نم آهی صد آهی
که گاهی وانمی بینم چنین شب

شب از ظلمت نگاهد یکسر سو
تو گویا آبحیوان خورده این شب

فراقت میکشد هر دم مه من
طلوعی کن خدارا اندرین شب

بدزدد جامه شب یک شرارم
بلی با شعله همسر نیست کین شب

سیه مار دو را زیست این شب من
بگیسویت اگر شد همنشین شب

حذر کن جانمن بشنو ز عشقی
ز مظلومی که باشد در کمین شب

ز جوش عشق ندارند چشم حیران خواب
که خواب در سر آن دیده هیچو نقش بر آب

خیال عارض آن شهسوار شد بدلم
کجاست تاب که جانم شده است چون سیماب

بتار زلف تو تار رگم ترا نخواند
چه گوشمال دهی جان من بسان رباب

نه رسم جور و جفا هست در ره جانان
که چشم و رخ دگرم میدهد عذاب و ثواب

نکات عشق باوراق دل منور است
چه احتیاج که رو آوری بچنگ و کتاب

بجنگ صحیح

خیال سیر ز علوی و سفلی ار داری
بدل نگر که دلت هست عین اصطرلاب

اگر بدیدهٔ جان نیک بنگری عشقی
یکیست بحر چه گوهر چه موج و آب و حباب

ردیف تا

دل که از صفحهٔ خط تو سبق خوانی یافت
بر همه شیفتگان منصب دیوانی یافت

آفرین باد بران دل که ز هستی بگذشت
رفت زین مملکت و مملکت ثانی یافت

جان معمور که در مدرسهٔ عشق تو رفت
از سر زلف تو تعلیم پریشانی یافت

جلوهٔ وصل مجو از سر انانی خود
هر کسے یافت چنین رنگ ز نادانی یافت

مرشد عشق چه خوش دوش مرا داد خبر
هر که آسودگی یافت ز حیرانی یافت

هر که هندوی ترا کرد طواف از سر شوق
یعلم الله که همه رنگ مسلمانی یافت

ورتهٔ زلف تو سرگشته جهان عشقی

مدتے ہست کنون دولت زندانی یافت

چشم حیرت پیشه اخبار گل رعنایی است | دل خرابی دیده را آبادی صحرایی است

از ہجوم رنگ کثرت عارفی خود گفته است | شیشه بسیار است اما مستی صهبایی است

فیض عام ساقی بابین که از انعام او | مست و مجنون عاقل و دیوانه و دانایی است

در تماشاگاه یکرنگی دوئی را بار نیست | دیده و دیدار و رسم بینائی و بینایی است

جاے انصاف است جائے خوابگاه ہستی | کاندران بستر گدائے مفلس و دارایی است

سالک و نور تجلی زاهد و حور و قصور
جلوه فرماے دل و جان عشق یارایی است

گر غمت بازیچه ساز و خانهٔ دل جای اوست | در جنون رحمے کند سر در سر سودای اوست

از تعلق هر که بگریزد چو شبنم زین چمن | در بر خورشید تابان بی تکلف جای اوست

ساخت اول بوی گل همدوش خود را با فنا | در بقا از گلستان مسکن و ماوای اوست

آنچه پیکر رست پیکر و آن زلف لیکه خط | صد پریشانی بهم آورد این انشای اوست

نے همین پروانه سرگردان است بر اطراف شمع | ہر کسے بر قدر ہمت واله و شیدای اوست

ما و سوز دل همیا زاهد و حوران خلد | ہست مشهور اینکه فکر ہر کسے بر رای اوست

گرچه پرواے ندارد آن جوان بلبحکس

عشقیا راه زبان از جان و دل پروای اوست

با خودم جنگ است باکس گفتگو در کار نیست
دیده حیران است دیگر جستجو در کار نیست

بر تن زارم چه تشریف است از خاک رهست
تار اشکم رشته دارد رفو در کار نیست

جام دل از بادهٔ عرفان چو لبریز است پس
الفتی چندان به جام و سبو در کار نیست

وسعت دل یک بیابانیست سیری کن برو
هرزه گردیدن به سیر دشت کو در کار نیست

عشق در محفل که سر بر گرد کی گنجد خرد
عشقیا در بزم یکرنگان عدو در کار نیست

کیست کو آشفتهٔ آن زلف کافرکیش نیست
عالمی برهم زن چون غمزهٔ دل‌ریش نیست

یک زکوتی هم نمی‌بخشد ز گنج حسن خود
هیچگاهی الفتی بر حال این درویش نیست

جذب دل سنگین دلان را میسر باید ز خیال
سنگ مقناطیس یک آهن ربائی بیش نیست

بندهٔ بند طبیعت گشته منیا نه
غافلا جز شیوهٔ حیوانیت در پیش نیست

هیچ وسواسی بروز بازپرس از من مدار
کشتهٔ تسلیم جانان عاقبت‌اندیش نیست

گفتگوی عاشقان چون نغمهٔ دلبستی بس
بی تکلف عشقیا اینجا اختیار خویش نیست

رشتهٔ سبحه رشتهٔ دگر است
تا ز زلفش رشتهٔ دگر است

غمزهٔ یار میکشد هر دم ... بهر جانم فرشتهٔ دگر است
گاه از وصل تو گشتم سیر ... طالعم را نوشتهٔ دگر است
در دو دیدیم دانهٔ غم ... این تماشا که کشتهٔ دگر است

عشقی از باز پرس حشر مترس
کشتهٔ عشق کشتهٔ دگر است

رسم بی ناموسی اینجا جلوهٔ ناموس ماست ... کوچهٔ ناحق شناسان جنت الفردوس ماست
در رهٔ عشق صنم یک بت پرستی کرده ام ... اشک زنار است و دیگر ناله ام ناقوس ماست
دلبرم از دلربائی عالمی برو ست لیک ... آنکه حیران مینماید این دل مایوس ماست
تا چه مجنون است آه و اشک و شور تهمای دل ... اینهمه بر من ز لطف عشق جالینوس ماست
در حریم بی نیازی خود پرستی پی نبرد ... گوششی دارد ولیکن بیخودی جاسوس ماست
می نسازم با کسی جز خویشتن از بهر آنکه ... شعله و پروانه هم شمع درین فانوس ماست

از خرد هرگز نسازد عشقیا عرفان درست
آنچه معقول وی آید پیش ما محسوس ماست

ز هجرت جان و دل اندوهناک است ... گریبان تا بدامن چاک چاک است
نه من تنها ز زلف آشفته گشتم ... جهان شوریده از سمک و سماک است

زدودت ناله‌ها وارد دلِ من
علاج او بچشم سرمه‌ناک است
ز جام عشق مستم نالهٔ نے
که این سیم بخودی از آب تاک است
ز خون دل وضوئے عشق سازند
ولے این آب جوہر گو نه پاک است
مسر تہاے کونین است با او
ولے کو ورغمت اندوہناک است

چو عشق آمد خرد بگریخت عشقی
جهان پاک است گر خس کم چه باک است

کسے که دست بدامان دلربا زده است
سر او بتب نه چرخ زیر پا زده است
ترحمی بکن اے ساقی کرم پیرا ے
براین ولے که شب و روز ناله‌ها زده است
بسر فرازے او ہیچکس نمی ماند
ہر آن کسے که سری بر در شما زده است
بجان رسیدم و دیدم بمن نمی نگرد
عروس حسن چه سان پردهٔ حیا زده است
پناه بسز بخدا نیست حالیا جانرا
که عقل و دین و دلم عشق نا خدا زده است
ہیچ گل جواہر نمیکند مسیلے
ز خاک کوئے تو چشمے که تو تیا زده است

کوه و دشت برفت عشقیا ز حجرهٔ خویش
مگر حکایت کاکل سحر صبا زده است

ولے که ذکر [illegible] ل تو در گلو زده است
جمال ذات گرامیت مو بمو زده است

چه نشه‌ها که ندارم ز بیخودی در خویش | ازان می که مرا باده در سبو زده است
کسی که خاک شود سر بلند و پست یکیست | بآبرو برسد هر که آبرو زده است

تعلقی نکند با کسی دل عشقی
چرا که هر نفسش پای نقش هو زده است

آرزوی سر اگر دارد کسی سرواز نیست | غیر سربازی چگویم عاشقان را کار نیست
جلوهٔ مطلق عیان هست نامد بی جهت | حسن مهرویان عالم جان او در کار نیست
دست کثرت را بدریای حقیقت هان مزن | آشنای خام را در بحر وحدت بار نیست
از خیال عارضت شوریدگان عشق را | آنچه در دلها نمودار است در گلزار نیست
گفتگوی کفر و دین و عالم وحدت کجاست | نیک و بد را امتیا [illegible] نیست
صفحهٔ هر ذره تعلیمی ز مهر روی اوست | هر زبان در دیده‌ام جز جلوهٔ دیدار نیست

عشق گر داری بیا ای عشقیا در راه دوست
خود خرد در راه جانان محرم اسرار نیست

عالم از نور دوست در رنگ است | چه کنم پلک دیده‌ام تنگ است
حیف گوش دلم نمی شنود | قصهٔ عشق از لب چنگ است
دوست نزدیک‌تر ز ماست ولی | خود حجابم هزار فرسنگ است

از وصالت نمی‌دہد بوئے
زین سبب با صبا مرا جنگ است

اے نسیم سحر تو رحم کنی
غنچۂ ما ہمیشہ دل تنگ است

باش اے واعظ از طریقۂ وعظ
رسم غم‌دیدگان سر و سنگ است

خرد و عشق را مناسبتے
ہم چو در آبگینہ و سنگ است

پرتو روے تو چہ سان بینم
کہ مرا آئینہ پر از زنگ است

از غم دوست عشقیا جاری است
چشمۂ چشم تو مگر گنگ است

مست تقدیریم اینجا شیوۂ تدبیر نیست
گفتگوئے باکمان دارے مجال تیر نیست

دشت امکان صیدگاہ غمزۂ خونریز او
ہیچ منظوری نمے یابم کہ او نخچیر نیست

اے حباب از خود تو در زندان غفلت ماندہ
ورنہ جز دریا سبو ہیچ دامنگیر نیست

چشم و لب سر در ہم تماشائے دگر وا کردہ
احتیاجے با حساب روز دار و گیر نیست

گرچہ عالم الفتے با نے نمی‌دارد ولیک
سوز نے را ہمسری با نالۂ شبگیر نیست

گر خرد وصف طبیعت می‌کند گو کردہ باش
جز حقیقت عشقیا در نامہ‌ات تحریر نیست

ہر دم ہزار رہ بر جگر چاک ما دل است
بہر نثار دوست زر پاک ما دل است

پروای باده نیست بشوریدگان شوق — ای جام رو که چون ثمرِ تاک با دل است

پنهان نمی‌شوی ز منِ خسته هیچگاه — ای جانِ جان که چون نظرِ پاک با دل است

غم بود از غمی تو مرا همزبان کنون — شادان تریم بر سرِ غمناک با دل است

در بزم دوست رفتگی و بیخودی ز خویش — آسان شده که رهبر ادراک با دل است

صیدی دو کون گاه پذیرا نکرده ایم — زان رو که صید در برِ فتراک با دل است

از زهر مار نفس کنون هیچ باک نیست
ای عشقیا چو مهرهٔ تریاک با دل است

برفت آن زاهدی کو هستی آموخت — کنون پیر مغانم مستی آموخت

چه پستی‌ها که از عشقت ندارم — ز بالای تو ما را پستی آموخت

خیال پارسائی از سرم رفت — که آه سینه از خود رستی آموخت

نه صیدی بود کز دستش برون شد — ندانم از که چابک دستی آموخت

فدا سازم جهان و جان بران زلف — که جانم را شکست و بستی آموخت

خرد بگریخت از عشقی خدایا
گر آن کاشفی سرمستی آموخت

انوارِ جمال تو همه خانه و کوه است — هر چند مسمّا که ز اطراف و ز سو هست

خورشید عیان بر سر آب است ببینی — او هست به پیش تو اگر روی نکوهست

بر چهرهٔ تو طرفه بهار است گل من — چشمان مرا گر نگری چشمهٔ جو هست

وصفم نرسد بر کمر نازک تو ای دوست — یارای بیانش نه مرا یک سر مو هست

صد ریش ز غمهای تو بر سینهٔ من شد — گر آن مژه ات رحم کند کار رفو هست

عشقی چو الف هیچ ندارد به دو عالم
از گلشن عشق تو اگر رنگ و بو هست

خاصیت عشق بی مزاج است — عاشق چه کند که لاعلاج است

خشک و گرم است خصلت او — این آب دو دیده احتیاج است

مطلق به تقید نیاید — هر چند که سر در مزاج است

نی نی تن موج عین دریاست — خود قول حسین در رواج است

زین بیش چه گویم این سخن فاش — جز و بیت که کلیشش خراج است

پیداست نشان ز بی نشانی — آن را که چو زنده زجاج است

از محفل عشق زاهد آزرده — باز آگه نه منزل حجاج است

گر کاشفی است بر سر ما
عشقی دو جهان مرا چو باج است

زهجر مردم چشمم همیشه در زاریست | ندانم از چه خیالِ تو مردم آزاریست

بجز متیم ز بازارِ دوستی یاران | که نقدِ جان بفروشند و غم خریداریست

چه چیز هیست بچشمانِ عاشقان که درو | نه خواب میرود و نی خیال بیداریست

زمی فروشی همین مسئله بس است مرا | که بیخودی بره دوست عین هشیاریست

هر آنچه هست درین ره بخاکساری هست | که خاکساری عشاق عین سرداریست

کجاست بلبل شوریده تا دهم پندش | که گل نقاب ندارد چه جای خونخواریست

جگر غذاست زخون شربت است میدانم | که از طفیلِ غمش کار و بار ما جاریست

زعشق صفحه نویسند عشقیا عاشق
خرد چگونه نماید کزین هنر عاریست

راه جویانیم و راهی در من است | چون گدایانیم و شاهی در من است

دیده و یعقوب من در دشت غم | یوسف و کنعان و چاهی در من است

کوهِ من بالاله و گل روکشد | حیف لعل بی‌بهایی در من است

یک صلای سبزه‌ام ای برق حسن | رنجه پا سازی که کاهی در من است

جان من جور و ستم بر من مکن | احترازی کن که آهی در من است

وین پناهی خواستم از هر دری | سستی و قحط پناهی در من است

عشقیا خوش باش کم کن شکوه را
وسوسه کم قبله گاهی درمن است

یاران دل شوریدهٔ ما خانهٔ عشق است
گنجینه سویدا که چو ویرانهٔ عشق است

در مکتب دل گر بسی بنگری آخر
افسانهٔ عشق است و کتب خانهٔ عشق است

از کشت دلم خرمن تحقیق بر آید
زان رو که سویدای دلم دانهٔ عشق است

تا چند ز کیفیت دل شرح نمایم
مستانهٔ عشق است که دیوانهٔ عشق است

از بیخودی و مستی دل تا چه بگویم
کاشانهٔ عشق است که پیمانهٔ عشق است

بر شمع رخت جز دل عاشق نگراید
پروانهٔ عشق است که مردانهٔ عشق است

از خیل خیال رخ او سینهٔ عشقی
بتخانهٔ عشق است که خمخانهٔ عشق است

دلم در سینه یکسر در جنون است
که از دوری برتنم درد جنون است

نه تسبیح و نه تهلیل است اینجا
صدای نالها درد جنون است

نه تنها گوهر دیوانگی داشت
بدوش هر کسی بار جنون است

نمی آید بمکتب خانهٔ عقل
دل بیتاب شاگرد جنون است

خرد را نبض دانی نیست زین حال
دوای وصل در درد جنون است

نه از خود پیچ و تاب می‌کند دل — سر گرداب گرد جنون است

بمجنون داد لیلی، اجنون داد
ازان رو عشقیا گرد جنون است

مدیر پیر مغان باده خواری آیین است — بملک عالم فانی هرانچه هست این است

خموش ناصح ازین گفتگو کرمی نرسد — بگوش او که ز چنگ و رباب تلقین است

مرا ز کفر و ز اسلام هیچ کاری نیست — که زیر هر شکن زلف جلوه دین است

ز انتهای سخن نغز منتجه بشگفت — که خویش را چه گرامی کمال تمکین است

بزلف و آن رخ خو کرده ات چو می‌نگرم — بجسم تیره ز شب تار و ماه و پروین است

سپهر از شب من کز سیاه بختی خویش — ستاره می‌شمرم و ستاره ام این است

ثنای دوست در اوراق عشقیا پیداست
ازین سبب همه مضمون نامه رنگین است

دلا در سینه راز درد و غم پوشیده نیست — گرچه آخر این شراب بیخودی جوشیده نیست

جز که خاموشی ندا و بهره پیش اهل دل — جلوه آیینه گر خواهی نفس دزدیده نیست

همچو صرصر سرسری نتوان گذشتن زین چمن — بر بهار رنگ گل ظالم دمی پیچیده نیست

گر سر سیر دو عالم در سرت باشد هوس — وسعت صحرای دل از چشم باطن دیده نیست

کار بالعکس است در راه محبت دوستان — خنده اینجا گریه آمد گریه‌ها خندید نیست

اندران صحرا که شیر انداگر نگاه است و بس
عشقیا راهش بشاه کالپی ها پرسید نیست

بسوی دوست پیامی که رساند جهان خوبست را — چو نامه برساند به دیده جان خوبست را

بدیده داده همه خوبان و خوبرویان را — خدا گواست که هر گونه آن جوان خوبست را

زبی نشان خبری میدهم اگر شنوی — بخویش زود درآئی که این نشان خوبست را

بگو بزاهد خلوت نشین که بر سر دیر — زبهر عقده دل نشه مغان خوبست را

بکام گر نرسیدم و گر بجان نکنم — که تا در آنچه رضای تو شد همان خوبست را

ز چشم سر نتوان دید رنگ معنی را — چو دیده جان بگشاید همه جهان خوبست را

غمی بجان و دو ابهر لعل دوست ببین — که گرگ خوب و رمه خوب هم شبان خوبست را

مرهمت دردو باین گفتگوی سوز و گداز — که یافتم زبانها همین بیان خوبست را

چه سان رسد به ثنای جمال او عشقی
که نطق را نرسد هست آنچنان خوبست را

گرت نه دوست بیا ببین بهار بسنت — که عکس روی کسی داده کاروبار بسنت

بچشم اهل وجد نیست که دیده جان دارد — وگر بسنت هویداست زین بهار بسنت

ز حسن و عشق عجب رنگ و داغ میدارد
بلند شهرئی بین به لاله زار بسنت

بهار جلوهٔ گل هر کسے نمی فهمد
ز عندلیب بپرس یا اعتبار بسنت

بسیر گلشن و گل نیست الفتم اکنون
بدل رسیدم و دیدم دگر بهار بسنت

چه جوشها که ندارد چمن بجلوهٔ خویش
نگاه رنگ گرفته است در کنار بسنت

ز رنگ و بو شده آماده کلبه ام عشقی
اگر صبا گذرے کرده از دیار بسنت

دل سالک خزینهٔ شاه است
بے تکلف کلید او آه است

دیدهٔ عشاق را ببین که در او
بے شب و روز جلوهٔ ماه است

کار هستی کجاست در ره عشق
مرحبا نیاز بر سر راه است

وای مجنون و زلف آن نخش
رسن و دلو و لو العجب چاه است

خرم آن کو ز خویش بیخبر است
وے خوش آنکس که از خود آگاه است

چه قدر ناز میکنم بدل
که دل من ترا هوا خواه است

در عبارات عشقیا بینی
همه وصف و ثنای الله است

اگر بخود نرسی خودنمائی آسان نیست
چو از خودی نبرآئی خدائی آسان نیست

چه دست و پا زنی ای صید پای بسته بدام
زپیچ و تاب وز لفش رهائی آسان نیست

گرفتار بند طبیعت مجرد از همه باش
وگرنه ای دل نادان گدائی آسان نیست

چه شورشیست که ندارد نهنگ و موج و حباب
درین محیط و لا آشنائی آسان نیست

بیا و دامن دل گیر گر غمش داری
جز این وسیله بجانان رسائی آسان نیست

ز قعر آب بیندیش و باز حد مگذار
خدا گواست که این ناخدائی آسان نیست

فشان ز سر دو جهان دست عشقیا ورنه
بحالِ دم زدنِ بینوائی آسان نیست

ردیف ثا

بذکر خیر تو داریم آرزو یا غوث رض
زیاد تو دگرم نیست موبمو یا غوث

منم مرید غلام کمینه در تو
ز خاک کوی تو مارا است آبرو یا غوث

توئی که نام تو باشد محمد ثانی
توئی که یادِ تو گویند چار سو یا غوث

فضیلتے که تراست تا کجا گویم
جهانیان همه خوانند کو بکو یا غوث

مرا است فخر که دارم وسیله همچو شے
که غیر تو دگرم نیست جستجو یا غوث

ز باغ قرب تو اولیا گل اند و لے
تو آن گلی که همیشه است تازه بو یا غوث

طمع ز فیض تو عشقی همین کند هر دم

خیال غیر زجان و دلم بشو یا غوث

ردیف حا

خرم است آن دل که گردد رام روح — صد فضیلتها است از انعام روح

نشئهٔ فرخندگی بخشد مدام — هر کسی یک جرعه خورد از جام روح

بی نمون بیچون بر آمد وصف او — پس چه گویم بیش ازین اکرام روح

بی کمند عشق رفتن مشکل است — بس هوادار است یاران بام روح

کعبهٔ معنی نمود است زو — زین سبب من بسته‌ام احرام روح

الفت با نفس کافر کی کند — بستهٔ افتادهٔ در دام روح

نفس و شیطان کشته میگردند گر — چون بگیری یک زمان صمصام روح

سیر صحرای مکان و لامکان — لحظه لحظه مینماید کام روح

عشقیا وصفش کجا داند خرد — چونکه نشنیده است هرگز نام روح

من آن نیم که فراموش کنم خیال قدح — که هست جان و دلم روشن از جمال قدح

ز بیخ و غم نمایان نشد رهِ مقصود — کنون همی نگرم لحظه لحظه فال قدح

از آن خیال قدح نوشی است و شیرین — که عمل رشک صوفی است در جمال قدح

بجرعهٔ پیر نود سالۀ جوان سازد — چنین کمالِ قدح بین و جمالِ قدح
محب بادہ کشی گر کند شود محبوب — وگرچه شرح نمائیم این مآلِ قدح
متاعِ هر دو جهان در نظر نمی آرد — هر آنکسی که دمی دیده است حالِ قدح

کجاست طالعِ اے عشقیا که بعد وفات
زخاکِ این تنِ زارم شود سفالِ قدح

ردیف خا

زشوقِ تو شده دنیا و دین تلخ — ندانم چون کنی با ما تو کین تلخ
اگر زهر است دریادِ تو نوش است — که بے یادِ تو گردد انگبین تلخ
ز تلخیهاے تو شیرین است کامم — اگر بخشم رساند انگبین تلخ
بهر شیرین که رو کردم ز مکمن — ندیدم جاے خالے غیر از همین تلخ
بخاکِ افتادگانِ کوے جانان — نماید مسندِ خلدِ برین تلخ
خم کاهم غم سیم ناتوانم — جبینِ برق چون سازی چنین تلخ

خسرو با عشق هم پهلو نسازے
که عشقی خوش نه آید همنشین تلخ

ردیف دال

دل از خیال زلف تو در تاب میشود
در دیده ام ز مهر رخت آب میشود

صد جلوه دعا ببرش رنگ میدهد
آنرا که چاک سینه محراب میشود

بر خویش گردشی بکن و پا برون منه
معموره ایست سیل چو گرداب میشود

از نیستی بترس که کاریست بوالعجب
والله که سلب باعث ایجاب میشود

از کم گریستن مکن ای دل ملالتی
شاید که رفته رفته چو سیلاب میشود

یکدم بگلشنی برو و جوش گل ببین
وصف جمال دوست ز سرباب میشود

از وجه روزنه لایق عشق است عشقیا
کاین دفتری بعالم اسباب میشود

وصف رخ تو بر ورق جان نوشته اند
نی نی غلط بصفحهٔ ایمان نوشته اند

آنی که مدح وصف جمال کمال تو
از خامه بهار بستان نوشته اند

با خوبی تو هیچکسی همسری نکرد
افسانه ایست اینکه ز کنعان نوشته اند

آئینه از عکس روی تو رنگی گرفته است
هنگامه‌ای که از رخ خوبان نوشته اند

از دیده اشک سیل روانست دمبدم
شاید که این سفینه ز عمان نوشته اند

آنها که شور بحر محبت شنیده اند
از اشک چشم قصه بدامان نوشته اند

در رفتن منازل دل رهروان دل
اول قدم بچاک گریبان نوشته اند

سالِ تولدم ہمہ تقویم دان شہر | روئی حساب شایق خوبان نوشتہ اند ۱۲۱۰

روز ازل تصیبہ عشقی براہ عشق
باشاہ کالپی ہمہ پیمان نوشتہ اند

گشت دل چاک بسو تیو دری پیدا شد
رفتم از خویش بے بال و پرے پیدا شد

بود صد فکر کہ چون وصال تو برم
ہمدرین شوق ہمت رہبرے پیدا شد

نام بے ننگی و دیوانگی بر سر من
انچہ پیداست ازان پر ہنرے پیدا شد

تخم غم ز آب سرشکم شجرے آہ نمود
لخت دل قطرہ خون برگ و برے پیدا شد

رفت افسانہ محبوبی یوسف ز جہان
حالیا قصہ آن خوش پسرے پیدا شد

از ملامت نشود ہیچ دلم را اندوہ
شکر للہ کہ مرا دو گرمے پیدا شد

صبحدم زلف و رخت چین خیالم بنمود
سحر و شام عجب زین سحرے پیدا شد

سر کشیدم بجہان ہیچ فلاحے نرسید
سر ز دوم در رہ او تاج و سرے پیدا شد

واعظا ہیچ نصیحت منا عشقی را
خبرت نیست کہ یک بیخبرے پیدا شد

از شب تار خوی پردہ و دیدن گیرد
صبح مقصود بصد جلوہ رسیدن گیرد

اب میگون تو از دے کہ بدید آید نظر
اشک چون دانہ یاقوت دویدن گیرد

بس رسا آمده این شیوه اگر شیفتهٔ
دیده و دل بچکیدن تپیدن گیرد

زاهدا ر جلوهٔ آن فتنهٔ خوبان بیند
سنگ بر سر زدن و دست گزیدن گیرد

گر شود طائر دل صید نگاهش والله
نرسیدن نه دویدن نه پریدن گیرد

جام یکرنگیٔ وحدت بکسے باد حلال
که ز خود رفتن و در خویش رسیدن گیرد

عشقیا گوش دل ار وا شود از شورش عشق
رمزے از سر در و دیوار شنیدن گیرد

ز تنم تمام و رمن جگرم اعتبار دارد
که بهار لاله هر دم ز نگاه یار دارد

نه جگر فرو گذارد نه ز سینه هیچ جائے
نگهت چو تیر کاری سر اشتهار دارد

چه خوش است جانم از دل شب وصل [illegible]
که عنان بیقراری بکف قرار دارد

بخدا ز خود برآیم که خدائے من بزید
که بجود نهفته ماندن بخدا چه کار دارد

بروم بکوه و صحرا ز جنون صلاح بینم
که شنیده ام بعشقت سر کار و بار دارد

نه منم اسیر بندش که کمند زلف جانان
چو تو عشقیا شمردم دل بیشمار دارد

همگر از نوک مژگانت بهار تازه میدارد
کجا زائل شود رنگش که سرهم غازه میدارد

اگر چه لخت لخت دل شدم لیکن بحمدالله
خیال تا ز لفت ... دلش شیرازه میدارد

جنونم وحشت آبادی ست یکسر بے رسائی
که هر دم کوس شهرت را بلند آوازه میدارد

خیالش هم نمی آید ز استغنا در آغوشم
برین هم بازوے امید صد خمیازه میدارد

معانیهاست در هر مصرعم گر بنگری عشقی
چو زلف یار کو مضمون بے اندازه میدارد

کسے در راه محبوبان قدم زد
که اول بر سر هستی قلم زد

خیالم بوسه بر آن لعل او دوش
چگویم کار عیسیٰ از لبم زد

چمن شد سینهٔ ام از عکس رویش
دلم صد طعنه بر باغ ارم زد

شناساے بدریاے محبت
نمی آید کسے از خویش دم زد

من از بال هما پر اندام
که عشقت سایهٔ خود بر سرم زد

ز فیض درد عشق آن جفا جو
دل من نالهاے زیر و بم زد

چرا رنگین نباشد نامهٔ من
که عشقی از ثناے او رقم زد

سنگ بیدانم دلے کاشفتهٔ یارے نشد
کور باد آن دیده کو حیران دلدارے نشد

خاک باد آن تن هم آغوشی ز محبوبے نکرد
چاک باد آن سینه کو از غمزهٔ نگارے نشد

سر نه پنداریم کو سرداری وارے نکرد
پا نه بشماریم کو شوریدهٔ خارے نشد

رفت منصور از صفا در بزمگاه دوستی
بر سر دارے چرا و جویای دیدارے نشد

گل ز استغناے خود یک عصمتے از دوے
عندلیبم را ز آه و ناله انکارے نشد

تا که با خود آشنا شد دل گذشت از دین و کیش
هیچگه او را خیال سبحه زنارے نشد

بے تکلف عشق گر داری بیا در بزم دوست
از خرد در راه جانان عشقیا کارے نشد

در حلقهٔ آن زلف بهار است ببینید
از هر مژه صد سینه فگار است ببینید

یار است نمودار بهر جلوه که بینی
در هر صفتے دیده دو چار است ببینید

وارسته نشد هیچکس از تیر نگاهت
یکجان جهان صید و شکار است ببینید

آغشته دلم بر سر آهے که کشیدم
منصور صفت بر سر دار است ببینید

آهیست که دودش سقف چرخ نموده
سیاره مگر رنگ شرار است ببینید

بے تابی من همچو سپند است ز آتش
زینگونه غمش دست بکار است ببینید

عشقی ز خرد در ره تحقیق نگشائی
از عشق درین بزم گذار است ببینید

نه در یاد صنم تنها دل دیوانه می رقصد
ز بالاے تو هم آغوش بے تابانه می رقصد

درین محفل کدامی شمع رخسارے رسید امشب
که جانم بر نثارش چون پر پروانه می رقصد

تا در آتش عشقت دلم بیتابی دارد ‏— سپندم میکند تحسین که این مردانه می رقصد

برین رقصیدن من بایدت صد آفرین کردن ‏— که این شوریده از دنیا و دین بیگانه می رقصد

تفاوت در میان ما و زاهد اینقدر باشد ‏— که ما هم خانه می رقصیم و او در خانه می رقصد

نمیدانم چه تاثیر است در لعل سخنگویش ‏— که بر لب سر سخن از وصف او مستانه می رقصد

بر قاص خرد با عشق همسر کی شود عشقی ‏— یکے دانانه می رقصد یکے رندانه می رقصد

اگر چنین جور و جفا از تو عیان خواهد بود ‏— پس کجا جان مرا نام و نشان خواهد بود

گاه بر هم نشود دیدهٔ حیرت زدگان ‏— زیر خاک ار بپری هم نگران خواهد بود

اے دل آگه نه از رهزن رهشان بگذر ‏— کار من در پی آن پیر مغان خواهد بود

گر تو معمورهٔ دل را نکنی ویرانه ‏— حاش لله نه از آن نام نشان خواهد بود

دیده از درد فراق تو ندانم چه کند ‏— چشمه هست کنون آب روان خواهد بود

الف قامت او قامت من نون کرده است ‏— آخر الامر همین است که آن خواهد بود

پیر صد ساله اگر بادهٔ عشقت بچشد ‏— الله الله که دگر باره جوان خواهد بود

عاشقی گفت که عشقی ز خرد زود برای ‏— از طفیل تو همان است و همان خواهد بود

اگرچه از فتنهٔ چشم تو زیان خواهد بود / از لبت هست امیدی که امان خواهد بود

عالمی کشتهٔ عشق است دلا آگه باش / حال تو نیز چو حال دگران خواهد بود

بی تکلف برسد بر سر مقصود آن کس / هر که در زمرهٔ این باده کشان خواهد بود

چون هویدا شود آن گنج نهان مر بر دل / آشکارا است تو گر نیک نهان خواهد بود

ای خوش آن روز که در میکدهٔ صدق و صفا / دین من کعبهٔ من روی بتان خواهد بود

یارب این تیر جگردوز ندانم زکجا است / آری آری نگر از چشم فلان خواهد بود

پیرو حافظ شیراز شدم از دل و جان / حالیا هر سخنم ورد زبان خواهد بود

عشقیا عشق و خرد بلبل و زاغ اند ولی / زاغ را نالهٔ شوریده چه سان خواهد بود

هر که از دست جنون دامن دل چاک کند / خود هم آغوشی از آن لب بی باک کند

باده و درد کسی را که رسید است بجان / حاجتی نیست که رو بر عرق تاک کند

خود می بر سر آن شیفته قربان گردد / که ز دل هر نفسی نالهٔ غمناک کند

هر که خواهد که باکسیر محبت برسد / اول آنست که هر گنج زری خاک کند

آن زمان جلوهٔ مطلق بنماید هر دم / گر کسی دل ز خیال دو جهان پاک کند

اثری نیست اگر نیش زند مار نفس / آنکه از وادی دل مهرهٔ تریاک کند

در حرم خانهٔ دل هر که در آید یاران — تا چه گوییم که چها مرتبه ادراک کند

من به صحرای جنون آمده‌ام از دل و جان — شهسواری مگر این صید به فتراک کند

عشقی از دست خرد زود رهائی باید
کاشفی گریه بشر غمزده تا پاک کند

زاهدان رد ز جزا عز و وقاری گیرند — آری آشفته دلان من یاری گیرند

چیست این حجره نشینان که گریزند ز خلق — بهتر آن ست که از خویش کناری گیرند

گر خراب اند ازان زلف تو عشاق چه غم — آخر الامر ازین رشته بهاری گیرند

جام بر جام زدن در صف رندان خوب است — طرفه جامی اگر از دست نگاری گیرند

بیقرار اند همه شیفتگان در کویت — مدد ای تیغ نگه تا که قراری گیرند

سروری نیست به تخت جم و کی عاشق را — اوج آشفته همین بس که بداری گیرند

نفس خوجسته بیک باده صافت اولی — بهر وی شیشه همین سینه فگاری گیرند

آن غزالم که بصحرای وفا سر زده‌ام — غرض آن ست که خوبان به شکاری گیرند

صید خورشید رخان نیست که در زور آید — این شکار اهل دلان در شب تاری گیرند

نیست جز عشق درین بزم گرا ای عشقی
با همه اهل خرد کو سر و کاری گیرند

بصورت سیر کن جانم معانی بی بدل دارد
که موج آشنا همواره دریا در بغل دارد

ولی وامانده وارم نگاه گرم ساقی کو
کند امداد و آن صهبا که دست و پا شل دارد

ز ناز و نازکی گل تاب افغانم نمی آرد
وگرنه عندلیبم در دو نیفی صد غزل دارد

سرم بر کوه و صحرا از خرابی میکند هر دم
ندانستم بدست دل عنان این خلل دارد

ز حیرت کرده ام خو گرچه عالم جلوه گر گشته
دلم از دیده تصویر این علم و عمل دارد

بچوگان ارادت تن دهی سامان حال است این
رسائی نیست گوی را که از طاقت کسل دارد

عنان نگسسته گردیدم ز پیچ و تاب دل چندان
که پای من درین صحرا سراسر خار گل دارد

اگر گیسو گشاید باد من بر قصد جان بیزی
ز آب عشقیا آندم جوابی بر محل دارد

شمع با گرم روی دیده گریان دارد
پس دگر کیست که در راه تو سامان دارد

نمی دانم ز کجا میرسد این باد صبا
که دم از رایحهٔ باد بهاران دارد

شمع و پروانه اگر سوز و گدازی دارند
بلبل از ساده دلی دام گلستان دارد

نه منم شیفتهٔ حسن بلاخیز تو بس
هر که هست دل و دست و گریبان دارد

آنکه در خانقه و صومعه می بود خراب
هست عمری که بهندوی تو ایمان دارد

گرچه پیر است تن عشقی بیچاره ولی

در رهِ دوست سروکار جوانان دارد

الله الله دل من میل کسے میدارد — کہ چو من شیفتہ درد بسے میدارد

نارسائی است مرا گر بسر بام تو لیک — نالہ ہاست کہ این دست رسے میدارد

دل محزونِ من و آن رخ آتش فامش — طرفہ کاریست کہ با شعلہ خسے میدارد

نیست جان در تن من از پیِ آن دانہ خال — طائرے ہست کہ سر در قفسے میدارد

زاہد و عارف و عاشق ہمہ خواہان تو اند — ہر کسے بر حسبے ملتمسے میدارد

بے تکلف بسر قافلہ خواہد رفتن — آنکہ گوشے بصدائے جرسے میدارد

عشقیا وصف تو ہر دم ز دل و جان گوید
می ندانم ہوسے یا نفسے میدارد

بزلفش دین و دل بستم گرفتارے چنین باید — ز رنگ ما و من رستم سبکبارے چنین باید

ز خود افتادن اینجا قطع منزل می شود محرم — بلے در راہ معنی طرز رفتارے چنین باید

تپیدن ہاے دل یک گفتگوی ست با جانان — بلے در محفلش انداز گفتارے چنین باید

گہے سنگے بسر گہ بر سنگے می زند عاشق — سر شوریدہ را آرے سروکارے چنین باید

تراکت می تراود عشقیا زین مصرع بیدل
ز خاطرہا فراموشم سبکبارے چنین باید

گو دلے تا ذوق حیرانی بجان پیدا کند — شعلہ زاری شوق اندر خانمان پیدا کند

نیست عالم بہر آشوب لم آن نوجوان — گونہ گونہ رنگہاے سر زبان پیدا کند

کفر عالم می نیرزد پیش سبے تابان عشق — کافری آن بہ کہ در راہ تبان پیدا کند

در حریم دوست آن کس را رسائی ہست گر — بہر ایثارش دل و جان ارمغان پیدا کند

ہر کہ بر رخسار آن گل رو نگہ را گرم ساخت — بے تکلف او بہار جاودان پیدا کند

دی مغے میگفت آنکس نوبہار وصل یافت — کو نہال ہستی خود را خزان پیدا کند

ہیچکس را طاقتے پیدا نشد اندر سخن — کز میان دوست حرفے در میان پیدا کند

گر سر وارستگی دارد کسے زین ما و من — بندگی در خدمت پیر مغان پیدا کند

عشقیا انجام حیرانی بسا جمعیت ست
کو دلے تا ذوق حیرانی بجان پیدا کند

دل سودا زدہ ما بہوا میگردد — میتوان گفت کہ زان زلف صبا میگردد

آفرین باد بران غمزہ عاشق کش تو — کہ در آئین جفا اہل وفا میگردد

نے ز سوداے دو عالم خبری ست مرا — فتنہ ہست کہ اندر سر ما میگردد

ترکتازے بدل و دین کہ نمودست نمود — دوستان بر سر من باز چرا میگردد

اگرچہ در قید قفس ہست ولیکن عشقی

از رہ دل زکجا تا بکجا سیر کردم

نگاہم گر شناسائے جمال یار خواہد شد
میان ما و الفت آشتی بسیار خواہد شد

دل و دین جان و ایمان کردہ ام آمادہ میدانم
کہ روزی بہر آن غارتگرے درکار خواہد شد

بامداد جنون دل مست و بیہش گشت و دانستم
کہ زین رہ حالیا بر کار خود ہشیار خواہد شد

نگاہ گرم ساقی برق سان گر جلوہ آراید
لبا دل ما و دین مبنی کہ خرمن وار خواہد شد

سیہ بیند گر دلم آن نقطۂ خال رخ رنگین
تعالی اللہ کہ از دیوانگی پرکار خواہد شد

کنون یک قطرۂ خون گرہم چو شید از دل ستم
تماشا دیدنی دارد اگر سرشار خواہد شد

زخود بیخود شدم از یک نگاہ عشوہ پردازش
نمیدانم چہ خواہد شد اگر تکرار خواہد شد

فدائے بیقراری کردہ ام دیگر نمیدانم
کہ از من یار خواہد شد دگر اغیار خواہد شد

نگنجم عشقیا از خرمی در خویشتن ہرگز
نگاہم گر شناسائے جمال یار خواہد شد

دخجو بسفرے دارم و از راہ بسر رسید
مہر بیست در آغوشم و از ناز بسر رسید

از سلسلۂ کاکل و زان نرگس فتان
سامان جنون است از ین نگاہ بسر رسید

تا خاک شدیم آنچہ بدیدیم بدیدیم
یاران خبر از شوکت این جاہ بسر رسید

زخمی بجگر زست کہ مرہم نتوان کرد
دیگر سخنے از نگہش آہ بسر رسید

با بیخبران زمزمهٔ عشق بگوئید	اسرار دل از زاهد آگاه بپرسید
در دل ز خیال رخ او جوش بهار است	تا دیگر از این یوسف و زین چاه بپرسید

نی شور جنون نی غم و اندوه که عشقی

خبر هیچ ندارد و گرش گاه بپرسید

با که عشاق بکویت رحلت ساخته اند	دستی از خاک رهت پیرهنی ساخته اند
غمزهٔ بود که او تخت سلیمان برده	بو الفضولان ز رگی اهرمنی ساخته اند
این چه سحر است که وی نرگس فتان چشم	زاهد عبده را برهمنی ساخته اند
آشکارا و نهان نیست جز او بس عجب	بر سر هم تهمتی از ما و منی ساخته اند
کس که رو و کی دل عشاق بجایی که درو	رشتهٔ زلف بتان را رسنی ساخته اند
چه تماشاست اگر دیده و دل کار کند	ورنه زلف که خوبان چمنی ساخته اند
خوش نگاهان ز رخ و چشم و لب و ابرو زلف	بهر سر دیده و دل انجمنی ساخته اند
جلوه پرتو آن لعل و مژه می یابند	عارفانی که بخار و سمنی ساخته اند

حالیا یافتن دل شده گل عشقی

گل رخان در ته گیسو شکنی ساخته اند

ردیف الف

ای جانمن زشورش کون و مکان گریز — وز جان و دل ز صحبت خود و دیگران گریز

خواهی ز بی نشان خبری تا بتو رسد — حاشا که از طریقهٔ کون و مکان گریز

گر هوش رهبری بکند ای بریدِ شوق — در جای راستانِ دیارِ مغان گریز

از صومعه چو هیچ کشایش نمی شود — بشتاب جانِ من بحریم بتان گریز

بال و پر است سیر دو جهان هر دو راه را
عشقی ازین دو سایه سوی لامکان گریز

ردیف سین

چشم دل داریم و دیگر از نگاهِ ما مپرس — گرد شی و خویش میسازیم و راه ما مپرس

در شبستانهای ما از مهر روی آن صنم — صد تجلی میشود پیدا از ماه ما مپرس

تا چه عصیان است کز هستی بر آهش میبریم — بیش ازین دیگر چه گویم از گناهِ ما مپرس

برق سان چون جنبشی سوخت خرمنهای دل — حالیا از کار و بار این گیاه ما مپرس

با نگاهی تیر کاری نرگس فتان او — دل سپر کردیم دیگر از پناه ما مپرس

پیچ و تاب سوزِ هجران را لبسنده کرده ایم — بعد ازین از درد حال از شاه ما مپرس

عشقیا هان بر سر کوی صنم دلداده ایم
شیشه بر سنگی زدیم و از آلِ ما مپرس

ردیف شین

منکه هستم همیشه مایل خویش — گلشنی دیده ام ازین گل خویش

مستی با نباز شیرازی ست — دم نگهداشتیم در دل خویش

لیلیم در نهاد من پنهان است — تا چه یافتیم محمل خویش

حالیا دل به هیچ سو نرود — دیده وز خویش تا منازل خویش

سخنی با کسم نماند کنون — از خودم هست حل مشکل خویش

کشت زارم چه طرفه خرمن داد — سنبله چیدم از سنابل خویش

حیف صد حیف عشقیا زین درد

عمر با بوده ام چه غافل خویش

ردیف غین

آن منم کز جهان شدم فارغ — بی تکلف ز جان شدم فارغ

تا شنیدم حکایت چمنش — از گل و گلستان شدم فارغ

مستی یافتم ز لعل کسی — حالیا از خزان شدم فارغ

کرده ام اختیار گوشهٔ دل — از چنین و چنانِ شدم فارغ

جان نثار تو کرده ام حالا — از تو ای جانِ جان شدم فارغ

رفتم اندر سرای خلوت دوست | تا که زین این و آن شدم فارغ

عشقیا طرفه عالمی اکنون
جان ز من من ز جان شدم فارغ

خوش است دیده ام از سیر گشت زار ایاغ | نه خوش است که نیست از بهار ایاغ
کدام نشه درین باده است حیرانم | که عالمی دل و دین میکند نثار ایاغ
نه جام جم نه اسکندر آئینه در خور است | هر آن دلی که دمی گشته است یار ایاغ
ز کار ها همه بیکار گشته ایم اکنون | از آن مغی که گرفتیم کار و بار ایاغ
اگرچه خلد برین جای راحت است ایدل | خوش است آب و هوای درین دیار ایاغ
ترا است صومعه و هم خانقاه ای زاهد | مراست گوشه میخانه و کنار ایاغ

کجاست آتش دوزخ که عشقیا اکنون
کشیده است دم از شعلهای نار ایاغ

ردیف اللام

واللہ چگونه شرح کنم از وقار دل | السل گران بهاست جواهر نگار دل
صحرای لامکان که خیلی گذرگه | جولان اندیشه در شهسوار دل
هدف غوطها بدانش من بیخود و ولی | بحر نبیط می نگارم حباب بار دل

همیدلیست زنخچه و سرگیر او دو کون
بازی کو طعمه بکند از شکار دل

در باغ جان بجز گل عرفان نشگفد
بادی نسیم گر بوزد از بهار دل

از بحر غم نهنگ الم هیچ باک نیست
کشتی شکسته چو رسد بر کنار دل

تلقین پیر ماست که هر لحظه عشقیا
بمطلبی رسی چو شوی انتظار دل

رموز عشق هویداست در جبین دل
بیان معنی آن میکند رسیدهٔ دل

بحیرتم که ز حیرت بکس نمی نگرد
کدام جلوهٔ رنگین بدید دیدهٔ دل

خداگواست که یک لحظه هم نمی سازد
بگنج کعبه و بتخانه آرمیدهٔ دل

بهیچ چنگ و کتابی ندیده ام هرگز
که یافتم سخنی از زبان دریدهٔ دل

بسان بلبل دیوانه میشوم هر دم
بهار سرو جهان بر گل دمیدهٔ دل

باهل درد خدا بخشد از طریق کرم
ندیم عشق که گردیده برگزیدهٔ دل

به بحر معرفت ار آشنائی خواهی
حباب وار بپا کن تو ای دیدهٔ دل

ندید هیچ فنا از دو کون شد آزاد
کسیکه از ره تسلیم شد خریدهٔ دل

چه جز شها که نداری ولی خمش عشقی
نه گفتنی است بکس حرفی از شنیدهٔ دل

تن پرستی را چو بگذارے بیابی کام دل
بے کمند عشق واللہ کرسی بربام دل

پنبۂ غفلت چو از گوش طبیعت واکنی
بشنوی جانم ندائے میزند پیغام دل

خود زبان حیران است در تفسیر این سخن
بے تکلف اسم اعظم مینماید نام دل

ہر خم و خمخانہ را برہم زند از بیخودی
ہر کہ یک جرعہ چشیدہ از شراب جام دل

شیوۂ تجرید و تفرید ار کنی بینی خود
تا چہ تشریف است ستر یا از این انعام دل

غافلا آگہ شو از سیر دل صد حسرتے
وادی ایمن کہ ہر دم سطے نماید کام دل

در میان حق پرستی دل پرستی فرق نیست
اے دلم آرام دل باشد چو باشی رام دل

کاشفے صد آرزوے شربت وصل دوست
چونکہ بیتاب است عشقی را ہمیشہ کام دل

ردیف میم

گر ز دار و ملک بیخودی جانیکہ من دارم
ز دیر و کعبہ بیرون است ایمانے کہ من دارم

سر شکم در دل آن نوجوان کرد تاثیری
نگو ہر رخنہ فرماہست یارانیکہ من دارم

بدشت دل شدم یکدم وادی ایمن نگہ کردم
دہد صوت انا اللہی بیابانیکہ من دارم

بر واز من دل و دین آن بت سنگین دل بیرحم
مسلمانان کہ دارد نا مسلمانیکہ من دارم

بجز دیدہ چون سیر دم جوش تجلی میشود پیدا
کہ دارد در حریم دل چراغانیکہ من دارم

زمجون شرارِ شوق میر قصد سپندن — همه رشک فلاطون است دانیکه من دارم

مکن سرگرمی اے عشقی بهر ویران این عالم
گذر دارد بملک بیخودی جانیکه من دارم

زهستی قطع منزلها نشد هرچند جان دادم — کشیدم خویش را گیسو بدست دل عنان دادم
برای چشم ظاهربین که تا حسن تو بشناسد — گلستان زار امکان را ز رویت ترجمان دادم
بقدر هستی کوشش پرواز ما باشد — دل شوریدهٔ خود را نشان از بی‌نشان دادم
ندامت میکشم از کردهٔ خود بر سر کویت — نه دل دادم نه جان دادم نه این دادم نه آن دادم
چو جولانگاه مهرویان شکست خاطر ما باشد — دل شوریدهٔ خود را لباس از کتان دادم

بکوی او گذر کردم دل و دین خواستند از من
کنم آماده تا آن لحظه عشقی را ضمان دادم

تا الهای سحری بر در و بامت کردم — چه قدر راز دل شوریده بپایت کردم
دل ندادم نقد سر و روانش گویا — دوستان بر دل بیچاره قیامت کردم
می ندانم که غمت باز چه خواهد از من — مشت جانی که مرا بود بنامت کردم
هر سر دیکه تو داری بکن ای عشق که من — سر سودازده را کوچ سلامت کردم
دیده وام و سر زلف تو بهار سحری — حاش لله که عجب صبح ز شامت کردم

رفتم از خود که زمن باز نه اندیشه کنی ‌‌ ای حیا مست ببین تا که چه کامت کردم

عشقی از صومعه باز آ که من با دل و جان
حالیا بر در میخانه اقامت کردم

بادشاهیم و گدائیم و سپاهی مائیم ‌‌ سرخی و زردی و خود سبز و سیاهی مائیم

زمین و ارض و سموات همه در ما اند ‌‌ انجم و شمس و همه ماه زماهی مائیم

مستی و بیخودی و باخودی و هر چه که است ‌‌ خم و خمخانه و هم جام جو خواهی مائیم

کرسی و عرش چه در سات چگویم خبری ‌‌ کفر و اسلام همه عشر و تباهی مائیم

سال و ماه و سحر و شام جو بار است بلی ‌‌ خرد و بخیر و دو عالم و واهی مائیم

هر سه ارواح و ملک دوزخ و اعراف و بهشت ‌‌ جمله عالم تو اگر نیک نگاهی مائیم

عشقی از راه حقیقت نظری در خود کن
تا بدانی که همه سر الهی مائیم

چون بجو در فتم سوالی را جوابی یافتم ‌‌ سیر دل کردم ز معنیها کتابی یافتم

تا فنا گشتم جمال جاودانی جلوه کرد ‌‌ طرفه تعبیر از طفیل طرفه خوابی یافتم

ذره و خورشید عالم را ندانستم که من ‌‌ در شب دیجور نور آفتابی یافتم

شورش دل بیقراری های جان اکنون نماند ‌‌ کز رخ خو کرده جانان گلابی یافتم

از شکست خود شکایت ها نمیدارم که این
ناتوانیها و پیری زان شبابی یافتم

پیچ و تاب گیسوانش دیده دانستم یقین
کز همه اشعار بیت انتخابی یافتم

حالیا بیهوده گردیها مکن عشقی که من
چون بخود رفتم سوالی را جوابی یافتم

در خود سفری کردم و صد هوش گرفتم
تعلیم ولی از لب خاموش گرفتم

تا ساغر تحقیق زدم از خم معنی
هوشی عجبی از دل بیهوش گرفتم

از شوخی دیوانگی این دل بیباک
تا چند بگویم که کنون گوش گرفتم

صد شکر که از هر دو جهان دست فشاندم
بار غم جانان بسر دوش گرفتم

آه سحر و چشم تر و گریهٔ بیتاب
از نیش نگاهی تو چها نوش گرفتم

بیداری دل تا نگه گرم تو بخشید
کار دو جهان خواب فراموش گرفتم

عشقی شده ام محمل لیلی پس ازین راه
خود را ز سر شوق در آغوش گرفتم

گر گدا هستم ولیکن پادشاهی دیده ام
شده ام اما بخود بیخود الهی دیده ام

بر سر بام و درش مشت غبارم باد برد
از طفیل خاکساری طرفه راهی دیده ام

تا که هستی ام شکست و بست کرد آن غمزه اش
دوستان از آرزوها بی پناهی دیده ام

هیچ تدبیری نه دیدم زنگ کلفت را مگر
صیقل آئینهٔ دلها ز آهی دیده‌ام

از رخ و زلف و لب و ابرو و چشم آن صنم
باد شبی دیده‌ام باران سیاهی دیده‌ام

زان عذار آتشین و آن هلال ابروش
بوالعجب حالی که در خورشید ماهی دیده‌ام

از شکست حال خود عشقی مرنج از بهر آنکه
گر گدا هستم ولیکن پادشاهی دیده‌ام

ردیف نون

بر در پیر مغان باش و می‌پرستی کن
ز لعل ساقی یکجرعه گیر و مستی کن

سر شتهای دراز و ز زلف او بهم
بهمتی که تو داری دراز دستی کن

کشود عقدهٔ این کار گر همی خواهی
برو برو به صنم خانه بت پرستی کن

بغیر رو مکن ای دل که میکنم آگه
که یار در تو نهان است خودپرستی کن

بهار عشق چو جان و دولت همی خواهد
شرار شوق و عمر در نهال هستی کن

همین بس است ترا عشقیا درین عالم
بر در پیر مغان باش و می‌پرستی کن

ردیف واو

اگر گویم ثنای از لب او
کنم تعدا چو عیسی طالب او

چه وصفی دارد آن زلف سیاهش | که ایمانها رباید راهب او
دل آواره دارم گر بیابم | بیاویزیم بچاه غبغب او
دمی کز درد هجران بیقرار است | چه باشد روز محشر با شب او

ندانم دل شدم یا جان شدم بس
کجا بگذارم عشقی جانب او

ردیف ها

به هش گر تو بیخود آئی به | بخدا با خودی نیائی به
نوک مژگان چو بر سرکار است | گره دل کز او گشائی به
عاشقان دست از خون شویند | یار را پنجه حنائی به
سن نیم من نیم چرا و سبب | زین سبب مدح خودستائی به
گشته ام اند و کون بیگانه | که مرا با تو آشنائی به
راز دل گر نهان کنی جانم | تا ترا حال پارسائی به
عید گردد بر بت نمی آید | از تو صد بار روستائی به
ساقیا از خمار بیتابم | باده ناب گر نمائی به

عشقیا بندگی ترا زیبد

دوست را بدعوئی خدائی کُبہ

ردیف یا

جنون دیوانۂ دلهای بیتاب است پنداری
محبت خانہ زاد چشم پُر آب است پنداری

ز حال بیخودی آگہ نۂ از خود پرستی ہا
وصال گلرخان تعبیر این خواب است پنداری

کہ این آتشین روئے ندانم در خیالم شد
کہ در تیابیم طوفان سیماب است پنداری

شکست دل تجلی گاہ مہرویان بود مردم
درین محفل کتان ہمرنگ مہتاب است پنداری

کجا ہمسر شود خمخانہ با کیفیت عاشق
بشور جوش دل صہبا کم آب است پنداری

باین درد جدائی اشکے از چشم نمی آید
محیط سینہ ام مانند گرداب است پنداری

ندارد عشقیا جز اشک و آہی بر سر کویت
مگر چشم و دولت ہمرنگ دولاب است پنداری

جہانے کہ دارد بلندی و پستی
اگر بنگری فی الحقیقت تو ہستی

بران رشتۂ زلف پیچ و تابش
رسائی ندارم ز کوتاہ دستی

بدہ ساقیا بادہ مخمور خود را
کہ گوید دعا بر خیالات ہستی

بحیرت درم زین شراب محبت
کہ اول خمار است وانگاہ مستی

مبین خویشتن را کہ صد بار بہتر
ازین خود پرستی ہر بت پرستی

مستادی ہمین سیدۂ عشق سپردم — چو از خود پرستی برستی برستی

شبے کاشفی گفت با عشقی خود
بجائے رسانم کہ تو از نستی

ترجیع بند

سالھا بر درِ دل نالہ و افغان کردم — دیدہ را بہر تمنائے تو گریان کردم
خواب و آرام ز سر زود نمودم یکسو — انچہ از دست برامد بہ گریبان کردم
رو بمحراب بسا شب کہ بروز آوردم — روزہا در تگ و دو شام غریبان کردم
چند در بتکدہ ہم رفتہ نہان پرسیدم — آتشے بر سرِ دین و دل و ایمان کردم
بے تکلف بزدم در صفِ دل نیزۂ آہ — بر سر کشورِ جان کارِ جوانان کردم
حاصل الامر ازین شورش و بیتابیٔ دل — سرِ خود را چو نثار رہِ جیلان کردم

جلوئے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور ز ہر پردہ ہویدا گشتہ

گاہ در مدرسہ ہا حل معما جستم — گاہ از معبدہا جلوۂ مولا جستم
پیش سالک ز تجلی سخنے پرسیدم — گاہ از بادہ کشان جرعۂ صہبا جستم

گاه از برهمن و گاه ز سومن گفتم
حالت ور روز هر پیر و زبر یا جستم

درویش را بار ز زنار و مصلا دادم
سجه بگر فتم و از اسم مسمّی جستم

قصه کوتاه ز کس عقدهٔ من حل نشده
پلے ور دامن دو دامن به تهِ پا جستم

از طفیل دل دیوانه که بیتابی داشت
عشقیا تا ز سر فکر چو خود را جستم

حالتے رفت کہ پنہان همه پیدا گشته
شورِ منصور ز سر پرده هویدا گشته

تا که بر خاکِ درِ میکده جائے دیدم
تختِ جم ملکِ فریدون تهِ پائے دیدم

نے جرس خواهم و نے نقش قدم در رهِ عشق
نغمهٔ مطرب خوش صوت صدائے دیدم

التجائے بکنم نیست کنون از دو جهان
سایهٔ دود خمِ بال همائے دیدم

نشهٔ می و گرم چشم تماشا دارد
کاسهٔ باده مگر قبله نمائے دیدم

دردِ دل پیش طبیبان نتوانم هرگز
خندهٔ لعل لب یار دوائے دیدم

فیضِ میخانه ببین چون بدلِ افگارم
تا که از پائے سبو مرهم لائے دیدم

حالتے رفت کہ پنہان همه پیدا گشته
شورِ منصور ز سر پرده هویدا گشته

حالیا هر چه دلم خواست همان یافته ام
محفل باده کشان در مغان یافته ام

سبو و می و جام کنون هیچ مرا کار نیست
زانکه هرگونه ز مقصود نشان یافته ام

دل من رفت بجائی که نه جائیست درو
فارغ از سر و جانم که جهان یافته ام

سرمه کرد خاک درش تا بکشیدم در چشم
رنگها هرچه نهان بود عیان یافته ام

ماسوای نیست درین کون و مکان تا بسما
حاش لله که نهان است و نهان یافته ام

خاطرم جمع شد و تفرقه از دست برفت
تا که ذات تو ز ذات جهان یافته ام

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

برد یار از من و آن جام و سبوی ساقی
داد ما را بمن آن روی نکوی ساقی

زان صنم هیچ نماندست ز هستی اثرم
سنگ بر شیشه فتادست ز خوی ساقی

بسته زلف ندانم که چه حالی دارد
کار زنجیر کند تار ز موی ساقی

فارغ از لذت کونین شود آنکس که دلش
هست مخمور لب تشنه کدوی ساقی

هیچ چوگان ز رو بر روی نماید گلم
حالیا گشته ز تسلیم چو گوی ساقی

چه معانی که بجانم نه رسید ای عشقی
تا بخواندم سبق از مصحف روی ساقی

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

تار و پود سے عجبے بینہ برون آوردہ — دل افسردۂ ما را بہ جنون آوردہ

ہمچنان موج کہ او بحر برآید ہر دم — جوشش ہیچونی و این رنگ بچون آوردہ

دشمن و دوست بکثرت چو ببینی جانم — ہستی لیست کہ او خوب و زبون آوردہ

نیست خود روے گل و خار درین باغ جہان — تا بدانی ہمہ از کاف و ز نون آوردہ

دیدہ واکن دگرے نیست درین جلوۂ ذات — مظہر خود ز تعین بہ نمون آوردہ

گنج مخفی بعیان آمدہ چون زیور و سیم — تا بدیدم کہ ہمون است و ہمون آوردہ

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور ز سر پردہ ہویدا گشتہ

دیدم از دیدۂ جان جلوۂ برکات الٰہ — یافتم در دو جہان جلوۂ برکات الٰہ

طرفہ جائے است در مسکیدہ کانجا دیدم — بر صبوحی زدہ گان جلوۂ برکات الٰہ

آنچہ معقول بمحسوس رسید است کنون — یافتم یافتہ ہان جلوۂ برکات الٰہ

در صنم خانہ و مسجد نگر از دیدۂ دل — عشقیا ہست عیان جلوۂ برکات الٰہ

تو کجا میروی اے دل کہ ہمہ اوست ببین — آشکارا و نہان جلوۂ برکات الٰہ

دل سیاح کہ از خویش سفر کرد بدید — بے نشان تا ز نشان جلوۂ برکات الٰہ

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ

شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

رباعیات

از جهر بساز جمع دل را آشوب — وز ذکر خفی تو خانهٔ دل می کوب

اذکار اگرچه هر دو نکو باشند — لیکن ز پی صفاست بهتر جاروب

وله

آن دل که ز ما سوای مولی پاک است — هر تیر که گوئی [illegible] ترا [illegible] است

هستی [illegible] هستی [illegible] پیداریم — [illegible]

وله

در هر [illegible] او دلیل برهان پیداست — ز [illegible] سبحان پیداست

القصه به بزم اهل عرفان چو رسی — بینی به کمال وجدان پیداست

وله

شهزاده و شاه از حشم مغرور است — زاهد به خیال زاهدی مغرور است

سالک چو به دل تجلی می دارد — عاشق به جمال لم یزلی مسرور است

وله

در رتبۀ وحدت نه قبول و نه رد است
انساب و اضافات در و نیک بد است
بحریست که جز عشق درومی نزده
هرگونه خرد ز حالتش بیخرد است

ولہ

در تن چو تفحص بکنی جان پیدا است
در جان تو تجسس کنی ایمان پیدا است
گر نیک نظر کنی در ایمان عشقی
بینی بینی جمال جانان پیدا است

ولہ

آن شاه نجف که عالمش ممنون است
هرگونه از و جان جهان مرهون است
فیضی است بهر مشرب و مذهب از وی
جز فرقۀ رافضی که آن مطعون است

ولہ

هر صبح صبا رساندم بوست
تفسیر کنان ز آیت آن کاکل و روت
فرخنده دمے که تا رسم بر سر کوت
افتان خیزان چو سیل در جستجوت

ولہ

بیخود شده را جلوۀ دیدار بدست است
هجرت زده را نالۀ افگار بدست است
غافل نشوی هیچگه از رنگ تماشا
آن را که دل و دیدۀ بیدار بدست است

ولہ

دل گرچه خیال آن صنم میدارد — لیکن همه کاوش الم میدارد
القصه ز بهر وصل آن جانِ جهان — فکری نتوان کرد که غم میدارد

ولہ

رسیده که چو آهو جریده می ماند — اگر ز خود نرمیده تا رمیده می ماند
بدیده نشئه عرفان چو سرخوشی نکند — همه شنیده تو ناشنیده می ماند

ولہ

هر مذهب و مشرب که جهان میدارد — هر خویش ز گفتگو گمان میدارد
رندی که ز سر رود می دانم — آن سر ندارد نه بلکه آن سر میدارد

ولہ

زاهد که نماز و روزه دارد در پیش — از ورد و وظیفه [illegible] خواند ز خود در درویش
هیچست نگفتنش که مقصد نیست — بی خویشتنی ز خویش گر دوری بخویش

ولہ

هر چند سطر نوشتم از خطِ سیاه — فی الحمد و فی النعت [illegible] سیاه
دانی بیقین که سر رموز عرفان — از ما [illegible] شنید [illegible]

ولہ

در خود چو نظر کنی جهان را بینی	کونین و مکانی و زمان را بینی
بیخود چو بخود رسی خدا میداند	جان را بینی تو جان جان را بینی

ولہ

کو باده که از سرزنش جهان گذرم	از رنگ وصال و بیم هجران گذرم
سرمستی و بیخودی گرم بخشند	از عارف و معروف و عرفان گذرم

قطعه

همچو نرگس در پی نظاره آن سرو سهی	دیده بادا گر دهم از ناتوانی برنخاست
دیده را کردم سپید از انتظار پای وی	در تماشا پیش پای او هم از نرگس برنخاست

فرد

این چه صحرا بود و این صیاد صید افگن بود	هیچ نخچیری نشد پیدا که او تیری نداشت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام آنکہ از ہر مذہب و کیش — لباسِ تازہ دارد در برِ خویش

ندائے دادہ در ہمہ خانہ از راز — جہانے از صدا با گشتہ ہم ساز

خُمِ پرجوش و شور مستی انگیز — کہ از وے جامہا ہستند لبریز

کہ این ذرہ کز مہرِ دل افروز — ندارد روشنیِ طلعتِ روز

ہزاران خانۂ و یکخانہ سازے — ہزاران شیشہ و یک جلوہ بازے

نماید رنگہا یک غنچۂ زار — تو خواہی جامہ گوسے و خواہ دستار

بہ بین آن رشتۂ خندہ اطوار — کہ سازے گشتہ ور تسبیح و زنار

چه نازست این از آن عصمت مآبی | که عالم گشته حیرت انتسابی

ز ذاتش بحاتم گشته مفتوح | که او خود حامد و حمد است و ممدوح

نهان سبی پرده در پرده عیان شد | بزید و عمر نامید و جهان شد

جهان یک دور پرکار است ای یار | شده از نقطهٔ احمد نمودار

سبلی از نقطه گرده و پیدا | درخت از تخم سی گرده هویدا

تهیا شده نور شاه لولاک | همه عالم زماهی تا بافلاک

احد را پرده ابیم او شد | جهان چون زیوری از سیم او شد

احد چون جسد و ذاتش سست چون در | جهانی چون صدف از نور او پر

ز نور حق ره آتش هست پر نور | جهان از نور او نور علی نور

چه همدم گشت از علمک عالم | صلای رهبری زد بر دو عالم

نبودی گر چنین مهر دل افروز | نگشتی امتیازی از شب و روز

چه جا سازد ضیای آن سه تام | تمیزی یافتند از کفر و اسلام

بیانش کام دل را انگبین است | که نامش رحمة للعالمین است

بصحرایش فلک یک سبزه سینه | سلک داغ غلامی بر جبینی

کمال انبیا در پیش آن شاه | همان مانند که خور را پرتو از ماه

ندانم پیش ازین وصفش کنم چون / برنگ چون هویدا گشته بیچون

خوشش آندم گر شود از ما درودے / قبول خاطر آن فیض و درودے

درود از ما نیاز از ما بر و باد / بر اصحاب کرام و آل امجاد

ابی بکر و عمر عثمان علی گوے / که هر یک برده انداز کاملی گوے

سراپا فکر شان در کار دین بود / چنین بود و چنین بود و چنین بود

سیه بخت است آن بیدین و بدکیش / کز اینها میکند یاد از کم و بیش

مخالف را نزا هر دم همین است / لعین است و لعین است و لعین است

بیان عاشق و معشوق و آشفتگی عاشق

بیا اے عندلیب نغمه پرداز / که می یابم ترا همدرد و همراز

من و تو بندهٔ یک گلستانیم / بدرد عشق از یک خاندانیم

بیا برخوان ازان گل داستانے / وزان برهم زن یک خانمانے

که از سوزش جگر شد اخگرستان / سپندے بر شرارش دین و ایمان

شرار دوزخ از یک نوک آنش / تپ خور بندهٔ از بندگانش

بیانش کردنم خود هست مشکل / درست آتش اندر کیسهٔ دل

بیا ای آتش اندر سینه ام زود ‌ ‌ ‌ که از مغز طبیعت برکشم دود

بیا ای آتش اندر سینهٔ ریش ‌ ‌ ‌ طفیلی کن بحالِ آوز خویش

بیا ای آتشِ سوزنده القاب ‌ ‌ ‌ که از سوزت جهانی می برد آب

که گویندم همه هشیار و مستی ‌ ‌ ‌ یکی آتش پرست آتش پرستی

بفهمی گر نفس داری جگر دوز ‌ ‌ ‌ خرد سوز و خرد سوز و خرد سوز

خرد را بازیِ طفلانه میدان ‌ ‌ ‌ سراپا هوش را بیگانه میدان

خیالِ آگهی داری ازین درد ‌ ‌ ‌ خرد را پوست برکش ای جوانمرد

اگر هوش و خرد این دانه سفتی ‌ ‌ ‌ فلاطون بوعلی مردانه رفتی

روم القصه گردِ قصهٔ خویش ‌ ‌ ‌ که دیگر برنتابد سینهٔ ریش

چه رستی فارغ از تار و پوئی ‌ ‌ ‌ نیاید مرهمش در گفتگوئی

درین ره عالمی رفت است پرخون ‌ ‌ ‌ نمیدانم چه سازم چون رسم چون

زجورِ نفس کافر بیقرارم ‌ ‌ ‌ شبی خون میزند بر حال زارم

نقابِ تیره دارد برخِ روح ‌ ‌ ‌ ازین آشفتگی دل گشت مجروح

بروزم میکند سر در کمین شب ‌ ‌ ‌ مبادا آنچنان را اینچنین شب

الٰهی و امنا بنا الٰهی ‌ ‌ ‌ که آب خضر دارد این سیاهی

خداوندا نمایان کن بهارش | بحق مصطفی هم چار یارش

بحق مصطفی حسان را امان ده | خدایا باده عرفان بجان ده

بحق چار یار انس الٰهی | دمے بزداے از جانم سیاہی

بحق فاطمه وان شاه حسنین | که بودند آن نبی را قرة العین

بحق شاه جیلان غوث اعظم | بمستم جام عرفان بخش هر دم

بحق نقشبند خواجه احرار | ز سوز و ساز خود سازی خبردار

بحق خواجه سلطان اجمیر | کنی بر نفس کافر جانم چیر

بحق سهروردی شاه ملتان | بجانم جان ایمان بخش ای جان

بحق اهل دل زین این دانم | امانم ده امانم ده امانم

در سبب تالیف گوید

بیا اے خامه برگو اینچنین راز | که انجا نیست همی یابم ز آغاز

ز سر گر پا کنی دانم روی تو | ز خود بیخود شوی تا خود شوی تو

دے اشعار وحدت نیز سرکن | جهان کنتر تم زیر و زبر کن

نشانم ده رجال بے نشانے | که وصف [illegible] فی کل ثانے

صریرت چون صفیر سرّ هست پرجوش | صلا ده بلبلان را از هم آغوش
ریاض عشق از عشقی بکن نام | برای عندلیبان واکن این دام
که تا در حلقه اش افتد حریفی | زگل در پرده اش بیند ردیفی
چه گلها در سرشت ما سرشتند | بهار آموز گلزار بهشتند
دلم یک عندلیبی تن شده وام | خوش آن روزی که برگ گل کنم رام
درین وادی که بلبل یافت قیدی | برای جلوهٔ گل گشته صیدی
غرض این معنیم گل لفظ وامی | دلی گویا شود شوریده کامی
ریاضم یافت پرتو زان ریاضی | کنون عیسی ببین اندر ریاضی
خیالِ عیب بینی برکن ای یار | که در هر قطره ام جوی است سرشار
عیان است این سخن بر هر که وجه | نجنبد ذرّهٔ الّا باذنه
چو رنگ نامهٔ عرفان دستگاه است | مدان از من ز برکات آله است
ز بحرِ احمدی دارم سبوئی | ازان جاری است از ما گفتگوئی
که نامش کاشفی شد در جهان فاش | چو خواهی کشف کفش پای او باش
جمالی داشت آن مهر دل افروز | که یادش مینماید ماو من سو
درود و فاتحه هر دم بر آن خاص | همی گوئیم واز اخلاص اخلاص

شروع داستان

بیا اے خامۂ مشکین شمامہ — ز حسنِ دوست رنگین ساز نامہ

خود آن بہتر کہ وصفِ آن پریروے — بیانِ دیگران انداز و برگوے

غلط فہمی مکن زنہار اے دوست — کہ مغزے ہست پنہان زیر پوست

بعد شاہ نشین بود بقال — کہ در وصفش زبانم میشود لال

زبان کز وصفِ او گوئے ربودے — بدلہا این خرابیہا نبودے

دل اینجا نیز یک حیرت شعار است — بوصفش عقلِ کل زار و نزار است

بسالے چاردہ فرخندہ ماہے — بملک حسن یک حشمت پناہے

سیہ چشمے وفا بیگانۂ او — نگہ دزدے حیا ہم خانۂ او

ز شیرینیش جہان در تلخکامی — نہ تلخیہاش شیرینی تمامی

تغافل ہمعنانش از وفا دور — جوانی چابکے بیباک و مغرور

جبینش صفحۂ نور الٰہی — بچینِ عالمے کردہ تباہی

کمان ابرویش ہموارہ در زہ — بوصفِ او ہمان بہتر کہ جان دہ

بچشمے مست اما ست خون ریز — نگاہش تیر اما تیر جان بیز

نگاهے یک بلاے ناگهان وحشت
نه تیرے بلکه نوکے از سنان وحشت

بپیچ تیر نگاهِ آن غمزه بارے
سپر انداختن خود بود کارے

بمژگان چاک فرما پردهٔ جان
بهند و ترک تاراج دین و ایمان

دو گیسویش نگر جان را کمندے
که آغشته در و صد مستمندے

کسے کاندر خیالش دید و روے
ز سر تا پا پریشان گشت بے بے

بپیچش بود یک کفر فرنگی
که پیشش نام دین گفتن ز ننگے

غلط گفتم همه حبشش آن
فرنگ شعله زن کافرستان

ز بوے نافه اش دلهای بازار
صبا بردست نه بیداشت طومار

غرض این قصه را رشته دراز است
که انجامش بگفتن عین شراز است

دران دام است بر ان دانه خال
جهان مرغ دل میرود بے پر و بال

ببوئے مشک چین را حسرت آموز
بروئے رشک جنت آن دل افروز

عذارش یکجا رے داشت ابریز
خیالش سینه را میسانت گل بیز

ز وصف بینیش جان هست مسرور
بورق ماه گوئی مصرع نور

غذا نهم تا به لبها داشت آن یار
که در وصفش قلم گردید شکربار

بوصف آن لب میگدان سیراب
تن مستانه خیزد درین باب

ازان دلهای شیدا در غمی بود — که پنهان می گذشت و نمود عیسی وش بود
دهان تنگ او چون در سخن بود — تو گوئی غنچهٔ مقصود بکشود
بوصف آن زنخدان آه صد آه — بیانم چون رسد چاهیست در راه
چو آرم از میانش گفتگوئی — قلم باریک میگردد ز موئی
چه گوید قامتش را خامهٔ من — قیامت میشود در نامهٔ من
بقدش سرو گر همتا توان بود — ولی سرو خرامان آن جوان بود
ز بالایش دل من گشت شیدا — مثالی نیست بالا است پیدا
بعالم گر بیان نابلند است — ز وصف آن بلند است آن بلند است
چو آن جان جهان رفتار کردی — چو دستی با گریبان کار کردی
ادایش را چه سان بسمل گراید — که وصفش در ادای خامه ناید
نیاگویم چنین بود و چنان بود — سراپا قامتش ایمان جان بود
الغم القصه زان کان نمک شور — ز کانی داشت در بازار لاهور
سر هر جوهر فروشی آن جوان داشت — بدخشان لعل و گوهر در دکان داشت
بهای گوهر ز اندازه بیرون — که جان هم سنگ بود و بود افزون
سراپا نقد خود پوشیده از شرم — شده هنگامهٔ بیع و شری گرم

براین نهج آشکارا شد دوکانش | ثوابت رشک بر واز لولوانش

کسی پرسان زگوهر ها بهائی | کسی حیران بحسن دلربائی

ولی کو جان دهد پیدا نبوده | بران لعل لبش شیدا نبوده

نبوده مشتری کو رشتهٔ جان | کند پیدا وران گوهرهای دندان

نبوده یک خریدار غرض مند | بران جوهر که باشد چون غرض بند

غرض یعنی ره تسلیم رفتن | چه رفتن از امید و بیم رفتن

چو بگذاری امید و بیم ای دوست | شود حق الحقیقت مغز تا پوست

بجای سیر سی کز جا برون است | که لاخوف ولاهم یحزنون است

بخویش خویش رو بیخویشی آموز | ز بیخویشی چراغ خویش افروز

آمدن فقیری و عاشق شدن بر آن جوان

چو شمعی نور خود را بر ملا زد | پر پروانه را گوئی صلا زد

جهان پروانه سان گردید مسرور | چو شمعی سروری ما گشت پر نور

کس از نزدیک و کس از دور دیده | مر آن نور دیده نور دیده

غرض دو کان جنبش چون سحر شد | نهال حسن او چون پر ثمر شد

چو آنجا حسن یوسف شد نمودار / ضرورت میشود کاید خریدار

که ناگه در رسید آشفته مردی / چه مردی خورده جام گرم و سردی

دلش پروانه هر دم شمع جویان / ز جان خویش انی تبت گویان

کتانش دمبدم جویای مه‌روی / سپندش آتشی میخواست هر کوی

گیاهش برق را میگفت بسوز / کبابش تیغ را میگفت بردوز

ز غمزه گان کسی درجست و جوئی / که سازد چاک و هم سازد رفوئی

جهان پیما بسان گردبادی / بهر شهری پی مقصد ستادی

بعالم این مثل پاینده دیدم / که هر جوینده را یابنده دیدم

ولی این عشق را کاری نکوهست / که اول یافت بازش جستجوهست

سبیلی آهو ز جست و جو خبر شد / چو اول نافه و نافش بجو شد

ببازار آمد و دیده پری زاد / شده دیوانه تر داوش جنون داد

بدام عشق افتادن بجان بود / تو گوئی حال جان دادن بجان بود

خوش آنکس کو درین بازار امکان / ز نقد جان خریده جام عرفان

فتاده بر زمین بیهوش گشته / بهامان بیخودی در جوش گشته

همه بازاریان گردش دویدند / بسوز او نثار نو بریدند

علاجے خواستند از ہر دو کوے — کہ صحت یابد آن سرو نکوروے

کسے با مصرع نسبت کرد او را — کسے از آب شستہ گرد رو را

اگر داری خیال عشق خوبان — تکلف نیست خود را ناشہ دوان

کسے از غم بر ویش آب مے زد — چگویم نالہ شیب و شباب مے زد

کسے میگفت آسیب پری ہست — کسے حیران کہ سحر ساحری ہست

ز چشمش سلسبیل اشک میرفت — ز حیرت جان آن پر رشک میرفت

فسون افسانہ خواندندے ہمہ کس — ہمان بودے کہ گردے شعلہ با خس

ز ہر معجون کہ کردندے وسیلہ — تو گوئی رفت روغن در فتیلہ

بجز جانان طبیبے نیست اے جان — بدرد عشق درمان را تو دربان

چو درد عشق شد در جان مجنون — بجز لیلے نشد درمان مجنون

ہمہ کس گفتگو کردند با خویش — کہ بیماری ندارد مرد درویش

دلش شوریدہ از غوغای عشق است — سرش شوریدہ از سودای عشق است

پری روئے کہ در دکان نشستہ — مر این درویش را در جان نشستہ

جمال آن جوان بیتاب کردہ — سراپا گیسوش در تاب کردہ

برہ رفتند از سر دیوانہ یک یک — بداند آتش و آہنگر اینک

چو آن دیوانهٔ از رفر مو توا
چشیده لذتے قبل ان تموتوا

شده از بیخودی و زخویشتن گم
خیال آن مسیحا گفت قم قم

بہوش آمد ولے از خویش بیہوش
ہمہ تن چشم گشتہ یا شدہ گوش

زخود رفتن ہم آغوشی ست اید وست
بیابی تا کہ مغزت ہست در پوست

چہ بیند نو جوانی جان جہانے
نشستہ بر دو کانے سومیانے

جمالے دید کز حور و پری بیش
ہمہ خوبان حسن پیشش ہیچ در پیش

تعالے اللہ چہ فیاض است دادار
شکر را میرساند بر شکر خوار

بدر دخویش صادق یافت اورا
چگویم صبح صادق یافت اورا

بہ بستہ مرغ دل در دام سویش
ز تیغ و حجبت وجہی کرد سویش

ز دین بگذشت و با بت بست پیمان
مسلمانان مسلمانان مسلمان

چو عشق بت کسے را دل نشین ست
ز دین بگذشتن او راعین دین ست

ندارد عشقیا تا ئید زین بہ
کہ الناس علی دین ملوکہ

ہمدرین حکایت یاد آمدہ

زنے بُد بیوہ در شہرِ اٹاوہ
نمودہ صرفِ عمرِ خویش بادہ

بنام فاحشه شد در جهان فاش ‌‌‌‌‌‌ بگرد خانه اش سرگشته اوباش

ز اوباشان جوانی بود بیباک ‌‌‌‌‌‌ با اوباشی ازان مجموعه چالاک

دل آن بیوه شد با آن جوان بند ‌‌‌‌‌‌ جوان هم گشته زین انعام خورسند

بیکدیگر کنار و بوس دادند ‌‌‌‌‌‌ ز شهوت پا بپردهٔ ناموس وانهادند

تن از فرخندگی دزدیده بیند ‌‌‌‌‌‌ بهار وصل را هر گونه میدید

شکسته نیلوفر او شد ز زنبور ‌‌‌‌‌‌ نی شکر وی جدا چون ماه دیجور

همیشه حال عشرت می نمودند ‌‌‌‌‌‌ ز عشرت رنگ حسرت می زدودند

کسی از همسایگان چون دید این حال ‌‌‌‌‌‌ نصیحت کرد بر زن کای بد افعال

نه آخر دوزخ است انجام این کار ‌‌‌‌‌‌ ازین بگریز و گفتارم نگهدار

چو کردی توبه کن تا رهروی تو ‌‌‌‌‌‌ ز حال مغفرت آگه شوی تو

چو آنجا عشق دل را داد آرام ‌‌‌‌‌‌ بگفتار خرد کی می شود رام

زن از ناصح چو بشنید این حکایت ‌‌‌‌‌‌ بدو پرسید کای اهل درایت

چو جایم دوزخ است اما بیان کن ‌‌‌‌‌‌ کجا خواهد شد آن یارم عیان کن

بگفت او نیز در دوزخ رود زود ‌‌‌‌‌‌ سرانجامش همین است آتش و دود

زن از قول نصیحت گو نه آشفت ‌‌‌‌‌‌ جواب نغز بین کو چون گهر سفت

چو دوزخ مسکن آن یار باشد | مرا خود جنت دیدار باشد
بدوزخ گر بسازم آن جنان است | سر من در سر آن نوجوان است
مرا از دوزخ و جنت نه کارے | همین دانم که با قسمم به یارے
جز او گر دوزخم گر در بهشتم | با او در کعبه ام گر در کنشتم
چو دوزخ جائے وصلم گشت ای دوست | دلم را خواهش جنت نه نیکوست
چو دیوانه با دهم کنارم | به از معموره کانجا نیست یارم
امید و بیم از خود کرده ام دور | چو با او میروم نور علی نور
مکن عیبم که من با دوستم | کنون بگذر که هستم هر چه هستم
منم آنجا که آنجا خیر و شر نیست | بغیر از عشق و میل دگر نیست
وصال دوست میدارم در آغوش | جهان موعظت بادیست در گوش
دلے کز عشق جانان دردمند است | نصیحت بر سر سوزش سپند است
دلے کز عشق جانان چون شود گم | نه جنت میشمارد نے جهنم
نه دین داند نداند مذهب و کیش | بجز مقصود کو خود کرده درپیش
چو آن شوریده در حسن جوانے | بدیده دید بے نشان را در نشانے
به پیش قامت آن سرو آزاد | بسان بندگان ستے بود دلشاد

زحسنش دیده ها را نور میداد | بدل از غمزه اش ناسور میداد

گهی مفتون آسیب پری بود | ز هوش خویشتن زاندم بری بود

بمحراب ابروی آن دلربائی | پیاپی ساختی عاشق دعائی

نمودی سینه را هر دم نشانه | به پیش نرگس ناوک زبانه

زچشمش گر ز جان نومید میبود | زلعلش زنده جاوید میبود

گهی برهندوش میباخت ایمان | گهی بر چهره اش بودی مسلمان

گهی شایستهٔ انعام میداد | زبالایش کشیدی گاه فریاد

اگرچه هجر جانسوز است فی الاصل | نمک دیگر زخمی می نهد وصل

کدامین دیده کو از دید خورشید | نیگردد ز بینائی اسپید

بفهمد این سخن کو سینه ریش است | که حیرانی به نزدیکان چو بیش است

گهی در پیچ زلف چون شب تار | نمودی کوچه گردیها عسس وار

گهی بر بخت خود میکرد نازی | که صیدم ساخت عشق شاه بازی

ز گلزارش چو بلبل داشت شیون | ز سروش طوق چون قمری بگردن

به عشاقان خوش آن وقت خوش آن روز | که تیر عشق جانان شد جگر دوز

ندانم کی رسد فرخنده آنی | که یابد عشقیا هم جان جانی

چنین میساخت هر دم قرة العین | جمالِ جوهری را بی شک و شین

بصورت گرچه او خود بود مائل | ولی مقصد معنی آنجا کرد حاصل

سبیلی عشق مجازی هست پایه | بدان عشقِ حقیقی کو ست مایه

بصورت سیر کن تا میتوانی | که این نهریست از بحر معانی

کجا معنی که بی صورت | کجا صورت که او معنی ندارد

چو معنی رنگ از صورت گرفته | ازین صورت بصورت عشق رفته

همه نور است از مه تا بماهی | ولا هرگز نیفتی در سیاهی

ندیدم هستی هیچ اسمی | نه ظاهر بی مظاهر یافت جسمی

خصوص انسان ز خلقت هست اولی | انا سرّه تنهایش گفت مولی

هر او اول بانسان عشق ورباز | درین جو بحر در جوش است گن ساز

کلامِ قدسی اینجا گفت رحمن | بشکلِ خویش آوردیم انسان

چگویم تا چها گویم کمالش | که مسجود ملایک شد جمالش

شنو از من دلیل من رآنی | فقد یعنی رای الله گر بدانی

دلا عشقِ همه دار در دل | که او خود بوده است انسان کامل

بعشق او ز عشقِ او نجات است | درود از ما بران فرخنده ذات است

غرض آن جوہری از نازگاہی
بشوریدہ نمیکرد ے نگاہے

نگہ با دیگران از وے تغافل
بدیگر ہمزبان از وے تکاسل

نگہ وز دیدن اینجا عین دید است
بداند کو بمعنی رشید است

تغافل ہست بر عاشق ترحم
خموشی دارد اندر از تکلم

حکایت فی المثل

بمجنون گفت شخصی کاے جنون بیز
مگر نشنیدۂ بشتاب و برخیز

طعامے پختہ است امروز لیلے
بہ بیمارے کہ دیدم ہیچو سیلے

ز دست خویش یک یک کفچہ آشے
بہر کس میدہد ساز خوش معاشے

تو ہم رو تا ز دستش آش یابی
بہار جلوہ اش ہم فاش یابی

چو قیس این قصۂ نیکو شنیدہ
بسان اشک عشاقان دویدہ

رسیدہ پیش لیلے ہیچو ہالہ
نگردہ ماہ و بر دستے پیالہ

چو ہر کس کاسہ میکرد ے فراز
شدی ز انعام لیلے آن ہمہ پر

نمودہ قیس ہم پیشش پیالہ
کہ تا یابد ز بخشش خود نوالہ

چو آنجا حسن بیدرد است و بیداد
شکستہ کاسہ اش آن سرو آزاد

بهوش آمد جنون در جان مجنون — دوبالا گشت عشق آن مجنون

تغافل گر ز محبوبان نبودے — بعاشق شور مستی در جان نبودے

تغافل فی الحقیقت ہست تعلیم — کہ قلب عاشقان گردد سراسیم

چو آرد عشق اندر جان تغافل — تغافل چون کنم بینا تغافل

فحاصل جلوهٔ جوہر فروشے — در آن شوریده می آورد جوشے

نگاہے بر جمال یار میکرد — ز سینه ناله را تکرار میکرد

بجز زاری نباشد کار بلبل — نه بیند ورنه بیند جلوهٔ گل

بر ہمنوال دیدے رنگ درویش — معطر ساختے جان از بویش

ولے چون شب شدے آن نوجوانے — بسوے خانہ رفتے از دکانے

چو خود در روز تابان بر دکان بود — بشب در مغرب خانہ نہان بود

چگویم حال آن شوریده درویش — بسان عشقبازے بود دلریش

چو بودے روز بر دکان رسیدے — شبش را صبح صادق بر رسیدے

شدے شب چون جوان در خانہ رفتے — تو گوئی جان آن دیوانہ رفتے

نباشد امتی را ہیچ ہمسر — چو در ماہی رود یونس پیمبر

بشب از ہجر او بیتاب بودے — بروز از لعل او سیراب بودے

بروز از دیدنش میبافت جانی | بشب بی او زدی آه و فغانی

نبود آن ناله و آه و فغانش | بپا پی کوس رحلت کوفت جانش

دلش چون ناله را آهنگ دادی | ز دود آهِ شب را رنگ دادی

چنان از سینه کردی آهِ جانکاه | که عالم بود در استغفر الله

بروز اندر جمالِ جلوهٔ یار | نمودی عندلیبش سیر گلزار

چو بودی شب زدی فوارهٔ خون | مگر چشمش شد اصطرلابِ جیحون

پریشان روز و شب میبود حیران | مسلمان از جفای نامسلمان

آزرده شدن خویشان اخوان فقیر را بحیله در دریا انداختن

بیا ای عشق تا گویم فسانه | ز مهر کینه ات با نان نشانه

به لیلی حسنها امداد کردی | ز مجنون کوهِ نجد آباد کردی

ز شیرین کاریت خسرو روان یافت | ز تلخیهای تو فرهاد جان تافت

بعذرا رنگها افزود از تو | بوامق هرچه بود آن بود از تو

جمالِ یوسف از فرمودهٔ تست | سر و کارِ زلیخا سودهٔ تست

تهیدستان را تو ناز آموز باشی | بعاشقان نیاز آموز باشی

ز نسبت این عاشق و معشوق پیدا — چو گل و بلبل ز تو گشته هویدا

نئی پیدا ولے پیداست کارت — ز وقت عالمے گشتست غارت

غرض چون حال شوریده سمر شد — بیان عشق او چون دربدر شد

ز معشوقی چو شهرت یافت آن ماه — پدر هم مادرش گشتند آگاه

بخویشان نیز این افسانه شد فاش — که بر نوباوه عاشق گشته اوباش

همه کس یکدگر کردند افسوس — که اکنون میرود از دست ناموس

خجل خواهیم شد از خاص و ز عام — بخویش و اقربا باشیم بدنام

همان بهتر که این آشوب پرداز — برون ناید ز خانه هیچگه باز

بماند در سرا خود نشسته — درے بر خویش و بیگانه بسته

فحاصل هرچه گفتند آن همان شد — پری در شیشه خانه اش نهان شد

بقید آمد خرامان سرو آزاد — شده خود صید کو بودست صیاد

پسر را مادرش در خانه کرده — نهان از چشم آن دیوانه کرده

برادر هم پدر کردند قیدے — که تا رویش نه بیند عمرو زیدے

زمانے هم برون نگذاشتندے — بدرجے همچو گوهر داشتندے

چو سازد شمع از فانوس مسکن — چگویم حالت پروانه را من

اگر پنهان شود در ابر خورشید ... نباشد ذره را از هستی امید

بدین منوال چون بگذشت یک روز ... نیامد بر دکان مهر دل افروز

گذشته روز چون آن جان نیامد ... خرامان بر سر دکان نیامد

ندید آشفته چون دیدار دلبر ... شده آشفته تر آن زار دلبر

دو چندان گشت شورے در دل او ... ز هجر گل فغان زد بلبل او

بسانِ رعد هر دم ناله میکرد ... ز ناخن سینه را گل لاله میکرد

فغانِ سینه اش از هجرِ معشوق ... بپا پے میرسیدے تا بعیوق

زدے بر سنگ سر آن عاشق زار ... که با سنگ است عاشق را سر و کار

ز دودِ آه شب می ساخت بر روز ... بشب از شعله می افروخت شب روز

همه بازاریان در کار و بارے ... فقیر افتاده آنجا سوگوارے

ندیده یار را در صحن بازار ... خلیده خار سان بازار بازار

بدینسان در غمِ آن شوخ دلبر ... زسر پا می نمودی پاے از سر

رسیده هرسین یک پیرزالے ... بسا محتاله و یکه بدتالے

سراپا مکر و از زورے سرشته ... بسیرت دیو و بصورت فرشته

بسر وقت فقیه آمد شتابان ... بجاهِ خشک گوئی نا زتابان

بگفت ای دل شده افتاده چون | مگر نشنیدۀ بنیوشش اکنون

بیارست ماورا او داد و دشنام | چه گویم تا چه گویم با تو ای رام

ازین غیرت برفت از خانه ساده | ز ننگ طعنه در دریا فتاده

مرا رحم آمده بر حال زارت | که آگاهت کنم از کار و بارت

چو بشنید این سخن مرد پریشان | بلائی بر بلائی دید بر جان

بگفت از زال کای از بهر بیچون | زمانی همرهم شو تا بجیحون

ببر تا آن لب جوا این تنم را | چه بحر است آنکه برده آن صنم را

غرض رفتند هر دو تا بدریا | که موجش شور میزد تا ثریا

بسان اشک عاشق تیز رو بود | ز تیزی موج موجش تو بتو بود

خیال گر گزر کردی بران جوی | شکسته میشد انداز تگاپوی

بدید آن آشنا چون بحر بیتاب | چو ماهی بی تکلف رفت در آب

وصال خویشتن در این کار دانست | نه دریا بل حریم یار دانست

فرو شد بی تامل در محیطی | مرکب شد عدم اندر بسیطی

کسی کز عشق جان را در عدم زد | تکلف بر طرف دم در قدم زد

ز جان دادن مشو ای دوست دلگیر | بده جان جانها بگیر برگیر

چو جان دادی چه جانها بر تو باشند | غمِ جانی ز جانِ تو تراشند

غم اینجا تا چه گویم شادیِ تست | خرابی باعثِ آبادیِ تست

خرابی گر نداری این خرابی | ز معموری خبر هرگز نیابی

خزان خود یک نوید نوبهار است | حصولِ بیقراریها قرار است

رفتن زال و بخویشان از غرق شدن عاشق نوید دادن وازین استماع افتادن معشوق در آن دریا

ندانم چون و هم این قصه را دل | بیانِ عشق بس کاریست مشکل

ادیبِ عشق چون تعلیم گوید | نخست از تخته‌ات نامت بشوید

و در تعلیمِ وصلِ یار هردم | شوی یادِ دوست ای مهجورِ غم

فحاصل واله چون رفت در جو | شده فرخنده آن زالِ سیه‌رو

برفت اندر سرای آن پریزاد | بخویشش واقربایش مژده برداد

که در جو غرق شد آن مرد شیدا | ز جان بگذشت و نامش نیست پیدا

چه داند این سخن شرمندهٔ عشق | نمیرد آن نمیرد زنده عشق

شنیدند آن همه گشتند تازه | تو گوئی کرده هر یک رنگِ غازه

فرستادند بر دکان پسر را | که تا بفروشد آن لعل و گهر را

بسر القصه بر دکان رسیده | کجا قالب که اکنون جان رسیده

شده مشغول در جوهر فروشی | فروشیدن نبود از تیز هوشی

همه بازاریان را دید برکار | ندید آن واله را در صحن بازار

چنان بگذاشت تا پرسد که چون شد | ولیکن دل ازین اندوه خون شد

نه در بازار دیده روی عاشق | نه اندر شب شنیده بوی عاشق

دو سه روزی چو بگذشتند بیچون | ملامت بر جوان گردید افزون

چو آنجا حسن را با عشق کار است | بسا پروانه را شمع انتظار است

چه باشد شمع گر پروانه نبود | چه باشد حسن گر دیوانه نبود

خریدار ار باشد یوسفی کیست | چو نبود عندلیب این رنگ گل چیست

حسن و عشق نسبت از ازل شد | بنزد عارفان این رمز حل شد

همه ملزوم و لازم هست ای دوست | بقرآن فاذکرونی گفته او ست

جوان آخر بپرسید از کس اینحال | چه شد آن عاشق شوریده احوال

بگفت آنکس اگر حالش ندانی | تعالی الله کنون با من چه خوانی

دو سه روز است کان شوریده تو | بدریا غرق شد غم دیده تو

شنید آن ساده چون افسانه از وی | شد و دیوانهٔ دیوانه از وی
گرفت او را که ای گوینده اکنون | بیا همراه تا آن روی جیحون
شده استاد آن مهر و زمانی | بر آن ساحل که عاشق واد جانی
ز باد عشق او در سینه تف شد | بسان قطرهٔ نیسان در صدف شد
فرو شد در عمیق بحر پر جوش | گرفت آن کشتهٔ خود را در آغوش
جوان چون غرق شد در قعر دریا | شد از بینندگانش شور برپا
همان دم شد خبر بر بهر و شهر | که طفل جوهری افتاده در بحر
غریو از شهریان برخاست آندم | نماند مرد و زن در خانه از غم
بنیسان قصه ناگفته استش به | قیامت رفت گوئی بر که و مه
چو غم با دیگران شد بر سر او | چه گویم از پدر و ز مادر او
همه کس دام افگندند در آب | فرو رفتند غواصان بیتاب
پس از دیری زبسیاری تکاپوی | بدست آمد پسر در قعر آن جوی
چه بینند آنکه با نازک میانی | بهم آغوش است آن افسرده جانی
سوی ساحل کشیدند از تهِ آب | تو گوئی یکدگر بودند در خواب
سرِ معشوق در آغوش آن بود | لب آن هر دو گویا توامان بود

پریشان گشت آن مجموع زنجال | جوان و طفل هم پیر کهن سال

بسا انبوه بر انبوه بودند | زیارت بر شهیدان مینمودند

برانسان بند شد عاشق بمعشوق | بزور کس نمیگردید فاروق

چو آن خود رفته بود از خویش ای حور | ندانم رفته را چون میکنی دور

نمیدانم که زو برو وشش واله | گره محکم ازان مشکین کلاله

نه بکشاد آن گره کردند بس ساز | نه گشتند آن جدا هرگز دو دمساز

نمی بینم کسی بر سر زمینی | گره بکشاید از حبل المتینی

چو عشق انجا دو کس را داد پیوند | جدا هرگز نگردد از کس این بند

بدلها کز ازل رفت است رشته | نمیسازد جدا هرگز فرشته

عجب زخمی که تیغ عشق دارد | دو کس را بی تکلف یک گار

یکی گردد دو تن برکن شکی را | ز تیغی کو دو تا سازد یکی را

کنون بگزر دلا از کید و گفتن | نمی زیبد بعشق این دانه سفتن

بیا القصه بر آن قصه اکنون | که یا وشش میکند در سینها خون

چو با معشوق آن عاشق شده بند | ز زد و هیچکس نکشاد پیوند

بجود ها گفتگوی رفت بسیار | شنود از مومن و مومن ز کفار

مسلمان مسئله گور و کفن گفت ‌ ‌ ‌ هنود این سر و تن را سوختن گفت

چو آنجا مرده فارغ گشت از غیر ‌ ‌ ‌ بمسجد افگن اے جان خواه در دیر

سقر جنت نخواهد مردهٔ عشق ‌ ‌ ‌ ثواب هم عذاب مردهٔ عشق

ز خیر و شر برون رفت است نالش ‌ ‌ ‌ ز کفر اسلام بیرون است حالش

پس آنگه پیش شاه عهد رفتند ‌ ‌ ‌ بیکدیگر ز جد و جهد رفتند

به پیش شحنهٔ لاهور آن لاش ‌ ‌ ‌ ببردند آن همه با جنگ و پرخاش

بگفت آن شاه آخر این سخن را ‌ ‌ ‌ جدا بودن ندیده آن دو تن را

بگور آرند آورده در گور ‌ ‌ ‌ هنود ان در گذشتند از شر و شور

نه گورے بلکه بود آن پردهٔ غیب ‌ ‌ ‌ که رفتند از شهادت آن دو بی عیب

بحق تشبیه اول در گرفتند ‌ ‌ ‌ پس آنگه در حق تنزیه رفتند

بحق تشبیه اول پایه باشد ‌ ‌ ‌ مدان تنزیه خود کان پایه باشد

چو خواهی جلوهٔ مهتاب بینی ‌ ‌ ‌ خود اندر قرص او در آب بینی

و لاکنون چه گویم قصه را باز ‌ ‌ ‌ که در جوش است جانم نشئه راز

بصورت کثرت آمد قصهٔ من ‌ ‌ ‌ بمعنی وحدت است این قصهٔ من

رموز بیخودی گفتیم در هوش ‌ ‌ ‌ نفهمی گر جرعهٔ زان کنی نوش

تفصیلِ هم اجمال است بی قیل — با جمالم همه پیدا است تفصیل

به پیشِ رمزدان این نکته شد حل — مفصل مجمل و مجمل مفصل

شجر در تخم و تخمی در شجر هست — بداند هر که از خود باخبر هست

ز وحدت سوی کثرت رفت رایش — هو الظاهر هو الباطن ثنایش

خود او عاشق خود او شد دلربایی — بجای بلبل و گل گشت جایی

بدانی گر ترا عین الیقین است — حقیقت فی الحقیقه هست نیست

گفتن قصه را در سلوک و آوردن بعضی اشغال

بجسمِ آنکه چون بیچون بچون شد — ز هر رنگی بدلها رهنمون شد

بهر رنگی اگر گویم همه اوست — غلط فهمی مکن زنهار ای دوست

کنون رنگ دگر دارم بیانی — از آن شوریده وزان دلستانی

کشم افسانه را بر حال سالک — نمایم شرح بر آمال سالک

بود آن دلستان بلبل روح بود — که از حسنش ولم ممدوح بود

بجسم است جان کنایت بر ربا بر — بدکان درون گشته منور

دُرد لعلی که پیشش آن یار بودند — یقین دانی که آن انوار بودند

خبرداران که گفتم واردات است / خیالات است و حالات صفات است

ازان عاشق بدل رفته اشارت / سبلی عزول که یابد این بشارت

دلا یکدم ز رنگ آب و گل رو / بدل روهان بدل روهان بدل رو

نه شب بود آنکه آن نازک میانے / بخانه میرسیدے از دوکانے

حجاب نفس کافر بود بر روح / که دل از ظلمتش گردید مجروح

نبود آن روز کان تابنده خورشید / رسیدے بر دکان چون عمر جاوید

نمایان جلوهاے روح بوده / دل از دیدار او مفروح بوده

سگے و شمع گاہے تفرقه چیه / بزنیان قبض و بسط راه میدید

نه آن خویشان چه آزا قصیه کرده / دل شوریده را نومید کردند

دو ایشنو الکنون گویم این بات / همه بودند آن وسواس و خطرات

نفسانی و شیطانی که هر دم / همی آرند بر دل صدمت غم

نه و هجر بش پیاپے ناله میگفت / خواطر را نه یافته ما همی رفت

نبود آن زال اے جانم بیندیش / که از دستش نه یافت ور دیش

سگے کو بتقریرا ز عشق سر روست / بوقتش امتحان می آید از دوست

نه آن زالے نبود آن امتحان بود / نبود آن جان رہی قسمود جان بود

بسی زوم امتحان بار نیست مشکل | بعارف مینماید مقصد دل

خوش آن کز امتحان خوف و رجا ہے | نہ بگرود بحق بیاز رجو ئے

نبود آن با بحر کیفیت ربوده | سے ابا محو استغراق بوده

ز استغراق چون دل گشت مفتوح | ضرورت ہم کنارش میشود روح

نہ خوص در روح چون دل یافت جاے | بنا مند اہل دل این را فنا ئے

فنا گر دید از خود گشت بیخویش | فنا فی الفنا آمد بدان بشر

فنا آنجا چو شد عین بقا ہست | انا گفتن درین حالت روا ہست

شد اینجا روح و نفس و عقل و دل یک | بسی زوال ہمی کے بود شک

بساحل آمدن از قعر آن جوے | بقا بوده ست بگذار سے نکورو ے

فنا رفتن بقا باز آمدن دان | روح دہم نزول ای دوست برخوان

پس انگه جلوے او شد در ردائے | کہ لا یعرفہم غیری سوائے

چگویم بیش ازین رمز نہانی | بہ باقی شده از خویش فانی

نماند رہ بسے اینجا رہ رو راه | اذا تم الفقر فهو الله

ازخواهی کہ فهمی این بیانے | مشو خود بین خدا بین شو زمانے

خداوند اکہ خود بین است واصل | ز خود بینی خدا بینی است حاصل

ولے تا ہستیت کوہیست در پیش — نہ بینی ہان نہ بینی جلوۂ خویش

بکن این سنگ را از تیشۂ ذکر — پس آنگہ در رسان اندیشۂ فکر

عزیز مصر در بازار دل بین — درخشان لعل در کہسار دل بین

چو دل بین لعل بین باشی چہ نیکوست — شود معقول تو محسوس ای دوست

عیان گردد جمال سبے تامل — کہ فی الکلّ ہو الکل است بالکل

در عذر تالیف وخاتمۂ کتاب گوید

ولا این داستانہا گونہ گونہ — زعشق دوست چون آری نمونہ

اسرار عشق در اشعار ناید — بیانش بر لب گفتار ناید

چو رمز عشق در گفتار بودے — خرد در محفل او یار بودے

بکاغذ در نیاید نشۂ عشق — درین صحرا نگردد پیشۂ عشق

چو آنجا عشق بر گوید فسانہ — تو گوئی میزند آتش زبانہ

کسے از گفتگویش سر بر آرد — زبان آتشین چون شمع دارد

چہ باشی تو کہ از عشقش زنی دم — زلیخا کن در عشق است کم

کنون بس کن درین راے نداری — نہ راے بلکہ یارا نداری

ازین راے که داری لب فرو بند / درین ره می ندارد راے پیوند

سبوے این درد را تنگ است یارا / بسانِ شیشه و سنگست ثناے

زبیدردی مزن در عشق فالے / چو داری درد بر کن قیل و قالے

بجز بیخود نگوید این معانی / معاذ الله ز خود گفتن ندانی

زخود تا بیخودی راهِ دراز است / گزشتن از خودی خود عین راز است

خودی کز خود بود آن خود نمائیست / خودی کز بیخودی آید خدائیست

فحاصل از خودی بگذر زمانے / پس آنگه گوے زین معنی بیانے

چو نے از بیخودی زن پرده هائے / که بر جوشد ندا اندر صدائے

خوش آن گویا که از خویش است خاموش / خوش آن پیدا که خود گشته فراموش

زخود یکسو شو و در عشق زن دم / تو از خود عشقیا می باش ابکم

تکاپوے تگ و دو ساز بر خیز / ازان آتش رخِ مشتِ شرر ریز

ریاضم تازه کن زین لاله زاری / سمندر مشربان را ده بهارے

بیفشان انچه در جانِ تو سوز / ردیفِ شعلها [illegible] نوروز

ولے بحیرتم زین داغ آتش / بگاه ند چون نشانم باغ آتش

بسوزش چون من و مائی نگنجد / دگر خودی کیست تا نکتش بسنجد

همان به تا کنم این گفتگو بس — وهم چون شعله را پیوند با خس

درین ناگفتنی گفتیم رازی — ز شور عشق بس راز و نیازی

چو داری عینک عرفان بدیده — ببینی جلوه‌های این جریده

چو آنجا عینک عرفان دهد نور — بهر رنگی ز بیرنگی کنی سور

حکایت فی المثل

شبی سیری نمودم در مهره — ز هر کوی و دری جویای بهره

بهر سوی همی رفتم به آشوب — دل آشفته و جان عافیت کوب

ز حیرت آنچنان دل بیخبر بود — ندانم کوی دل یا کوی دربود

ببازار آمدم القصه آن دم — که بینم رنگهای کیف و هم کم

نه آن کیف و کمی کو آورد حیف — کم و کیفی ز جوش بی کم و کیف

بصحنش پرده از چادری بود — میانش شمع و یک بازیگری بود

صور ها رنگ رنگ از پرتو نور — نمودی داشت بر نزدیک بر دور

چو دیدم آرمیدم از جمالش — چگویم رنگ اعیان داشت حالش

صور از علم می آورد بر عین — تلوّن می نمودی بی‌شک و بی‌شین

ز علم و عین سر دم داشت جوشے / ضرورت نار و و آن لحظہ بوشے

عیان میساخت سر رنگے ز اعیان / و لے خود بود الآن کما کان

ازین ہنگامہ تغیرے نبودش / کم و بیشے تصویرے نبودش

چو دیدم نیک نیک این قصہ را باز / بشخص با ہویدا ہست این راز

کجا آن دیدہ تا بینم بہارش / زجانِ خویشتن باشم نثارش

تتم یک پردہ در روے احمدی نور / تو از خود عشقیا چون سیر روی دور

صور ہاے دو عالم در سر تست / جمال وَہُوَ مَعَکُم در بر تست

عجب نادیدہ بکشاے دیدہ / کہ این ہنگامہ در تست آرمیدہ

ندانم بیش ازین گفتن عبارت / بعاقل ہست تکفیہ الاشارت

ازین پس ختم گشتہ نامہ من / دگر گفتن نداند خامہ من

نہ راسے رمز گفتن بود مارا / نہ یارائے نہفتن بود مارا

بگفتم انچہ نزد دم گفتنی بود / کنون گردان قلم اے عشقیا زود

عروض و قافیہ گر در سفینہ / نیابی بر نتابی دل زکینہ

عروض و قافیہ جز و خرد نیست / چو عشق انجا تمیزے نیک و بد نیست

زند ہر دم سروشِ عشق این فال / کہ الفقر است لا یرغب بہر حال

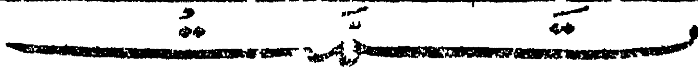
خرد از عشق بس اندوهناک است ‏ جهان پاکست گر خس کم چه باک است

نمی پاید خرد با عشق هشدار ‏ چو جاء الحق زهق الباطل اے یار

فحاصل این بیاض ماز عشق است ‏ تر و تازه ریاض ما ز عشق است

نه بیند جلوه اش جز بلبل عشق ‏ که پیدا نیست در روے جز گل عشق

خدایا تازه کن هر دم بهارش ‏ بحق احمد و اولاد و یارش





رسالہ سوال و جواب





بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عصمت پناہے کہ بر فہم و ادراک بداسطوت جلال او گداختہ اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ شوکت دستگاہے کہ در بلدۂ جسم سریر دل را تختگاہ خود پرداختہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تعالی حشمت انتباہے کہ شہر تن را با جلوہ جان آباد ساختہ نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ سلطنت جاہے کہ کار فرمائی رائے و خرد را برائے اہتمام معمورۂ جسد باختہ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ طرفہ تماشاہے کہ استیاز لذائذ گوناگون نعمائے لون لون را در کام نفس انداختہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا اعلموا اَیُّھَا الذَّائِقُ اینکہ در بیان آمد

همه اطوار اوست جل شانه دیروز کثرت در وحدت بود امروز وحدت در کثرت است

ه در مقامے خار و در جائے چو گل ✤ در مقامے سرکہ در جائیست مُل ✤ لمؤلفه

به بزم جان کسے قیل و قال میدارد	و گر بکلمۀ دل شور حال میدارد
یقین بدان دگرے نیست زین همه اطوار	هم او جواب کند هم سوال میدارد

آرے شوریدگان بادیۀ فراق که از غایت اضطراب با زمین و آسمان سوالها کرده اند

و از نهایت پیچ و تاب با جنبیده و آرمیده سخنها پرسیده اند ه مجنون ز سپهر در شکایت

با ماه و ستاره در حکایت ✤ فی الحقیقة اوست ع گهے بر صورت مجنون برآمد ✤

که از طور عشق و طلب و اضطراب بر دلهائے شان نمودار گشته ه می برد اَحْبَبْتُ

اَنْ اُعْرَفَ مرا ✤ ورنه کو اهلیت این صفت مرا ✤ مؤید اوست و آسودگانِ حریم

وصال و رسیدگانِ محفلِ جمال چون بخود بیخود راهے یافتند و جوش انا الحق زدند

و مجیبِ مشکل و کشایندۀ عقدۀ لاحل شدند بے تکلف همو راست ع گهے در کسوتِ

لیلے فرو شد ✤ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ در بصیرت آمد شخصے را دیدم

که تنها نرد می باخت و دست راست با دستِ چپ مقابله نموده کعبتین می انداخت

پس به بین که مات شونده و بازی برنده کیست دریاب دریاب ه هم محب و هم حب

باز محبوب است ✤ نگر که چنین جلوه بس عجب خوب است ✤ مردمان از بے امتیازی

افہام این حال رانمی فہمند پری و دیو کہ برآدمی می رسند کار فرمائی میکنند و آن آدمی از سیان سیر و دو تاثیر الٰہی و جلوۂ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ رانشکر اند سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ صاحب دلے معنی این فقرہ کہ ذی الملک والملکوت در مدح انسان منسوب ساختہ چنانچہ فرمودہ ؎ اے نسخۂ این فراز و پستی ٭ امانہ بدین صفت کہ ہستی ٭ تو بودی عکس معبود و ملائک ٭ ازان گشتی تو مسجود ملائک ٭ بود از ہر شئی پیش تو جانے ٭ و ز و در بستہ با تو ریسانے ازان گشتند امرت را مسخر ٭ کہ ذات ہر یکے دست مضمر ٭ جہان عقل و جان سرمایۂ تست ٭ زمین و آسمان پیرایۂ تست ٭ طبیعی قوت تو دہ ہزار است ٭ ارادی برتر از حصر و شمار است ٭ و این تاج بر سر مبارک حضرت محمد مصطفےٰ منور و منجلی است أَنَا أَحْمَدُ بِلَا مِيمٍ وَمَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ دو گواہ شاہد حال اوست صلے اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد میگوید فقیر حقیر **برکت اللہ** کہ از مدتے اسولۂ چند در خاطر جا یافتہ بود و سیاحان وارد و صادر نیز استفسار اقوال حقائق کہ معانی آن جز دل آگاہ نتواند فہمید و بیان آوردند چون از کرم کریم و لطف عمیم جلوۂ سبے بے تعلق و سبے بے سمع در نمود آمد و بحکم آنکہ ع تو ئی سر آوردۂ از جیب من ؎ ہم رنج دہندہ و شفا ہم ٭ ہم درد دہندہ و دوا ہم ٭ دل با جوبۂ آن سر برافراختہ درین چند اوراق بافتہ **سوال و جواب** نام ساختہ ساز ہر مقدمہ و پردۂ ہر گفتگو را بمعنی سلوک کشیدہ و نواختہ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ **سوال** این گفتگوے عقاید و نقا

که مردمان با خود ها مکابره دارند کسے سنی است و کسے رافضی دیگر خارجی یکے شیعه و هر کسے
بجائے میرود و از دلائل بطرفے راہے میگیرد و آنچه صدق و راستی و راه مستقیم است
هر کدام از اینها محمول میتوان کرد جواب این عاجز بکتب عقائد و مذهب آگاهی ندارد
و گاہے جز کشی نکرده که از ان مجیب شود لیکن بوجهے که دل از نیاز مندی حاصل کرده و بران
مستقیم است اینست که هر چهار یار کبار ایمان بحضرت سرور سالار کونین صلے الله علیه و آله وسلم
آوردند و مسلمان شدند و همه اوضاع و اطوار او درخود ثبت نمودند پس بدان از راه محبت کہ اینها بخود
مگر ذات او صلے الله علیه وسلم بحکم فنا فی الرسول ہے ہے مجنون پیش لیلی خود را نیافت
پس چنین کسان اگر از بیان روند مجیب مدار جز و ازشو و بے خبر شو القصه صدق محمد جسم یافته
آنرا صدیق اکبر گویند و عدل محمد صورت گرفته آنرا عمر خوانند و حیاے محمد تشخیص یافته آنرا
عثمان نامند وجود و علم محمد در جلوه آمده آنرا علی دانند پس فی الحقیقه اوست که بچهار صفت
نمودار گشته چرا که پیش از ین این هر چهار چنین نبودند تا آنکه ایمان آوردند اکنون هر آنکه نفرت
کردن یکے از اینها نفرت از وست و نفرت او نفرت از خدا است و آن کفر است دیگر شنو
صدق و عدل و حیا و علم از ین هر چهار صفت اگر یکے گزارے انسان نباشی هر که صدق را
گزارد آدمی نتوان گفت اگر عدل را گزارد هیچ نیست و اگر حیا گزارد و لے بر زندگانی او و اگر
علم گزارد حیوان است دیگر شنو صاحبدلان که ارشاد تصور و مراقبه کرده اند گوش و چشم

وبینی وو ہان را بچہار کتاب وچہار فرشتہ خصوصًا بچہار یار کبار نسبت داوہ اند باید دید کہ اگر در حالت شغل چشم را گزاردن کور دل است وگوش را گزاردن دل را کر ساختن است وو ہان را گزاشتن زبان دل گنگ کردن است وبینی موقوف نمودن مشام دل را ازان ریاحین محروم داشتن است پس معلوم شد کہ چہ از راہ گفتگوے ظاہر کہ مذہب خوانند وچہ از راہ جستجوے باطن کہ مشرب نامند انکارے واکراہے ومخالفتے گنجائی نمی باید اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ این سیارگان ازان ماہ اند کہ از آفتاب حقیقی درخشندگی یافتہ و جستجوم زکجا تابکجا راہے یافت ش جلوۂ مہر ستارہ وزان راہے یافت ؛ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

عالمے از دہلی آمدہ سوال کرد کہ معنی این عبارت کہ قول حضرت علی است کرم اللہ وجہہ بیان کن اَلْاِسْلَامُ بَیْنَ السَّیْفَیْنِ اَلذِّکْرُ بَیْنَ الذِّکْرَیْنِ اَلذَّنْبُ بَیْنَ الذَّنْبَیْنِ ہرچند انکسار کردم رہائی نداد بضرورت بر قدر طاقت بہ جواب ملتمس شدم اَلْاِسْلَامُ بَیْنَ السَّیْفَیْنِ اسلام یعنی سلامت بودن وآن غیر است وتا کہ غیر است اسلام حقیقی نیست پس اسلام حقیقی میان دو تیغ است ومراد از دو تیغ تعلق کونین است وحدیث ہم برین موید است کہ طالب دنیا وعقبےٰ را مونث ومخنث گفتہ وآنکہ اسلام پاک یعنی حق را خواستہ واین ہر دو را قطع کردہ او را طالب

المولیٰ تذکر فرموده واین مرتبه را تجرید و تفرید خوانند اَلذِّکرُ بَینَ الذِّکرَین قول اهل کمالات

که ذاکر تا که نفی خویش واثبات حق نکند ذکر او فی الحقیقة درست نیست و بجای [illegible]

پس میان این دو ذکر که نفی خود واثبات اوست ذکرے عجیب است که [illegible] رفته مذکور

میسازد چنین ذاکر را آه صد آه سے تا هستی تست با تو در پوست [illegible] حکایت [illegible]

اَلذَّنْبُ بَیْنَ الذَّنْبَیْنِ باید دانست که خود را نفی نساختن واثبات حق نکردن [illegible]

دو گناه است سالک را گناہے است که هیچ کبیره برابری آن نتواند کرد سے در هجر و وصل منفعل

هستی خودم چه خجلت کدام روز خرابم نمیکند ۞ المقصود معنی قول چنین کسے که کرم الله وجهه

کرامت زهره که در بیان آرد و چه طاقت ادراک را که باستفسار شتابد لیکن بحسب ذهن خود

آنچه نوشته نوعے مناسبتے دارد وازان الفاظ این معنی می خیزد و مطابق طور روندگان این

راه که از اعلیٰ تا ادنے متفق بر نفی خویش واثبات حق اند و سالکان ازان مامور شده اند

تطبیقے دارد وَاللهُ یَهْدِی اِلَی سَبِیلِ الرَّشَادِ سوال معنی اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ

چه باشد جواب آدمی از آدمی است وحیوان از حیوان آهو از آهو شیر از شیر جائے

نشنیده ام که از شیر روباه واز روباه شیر پیدا شود ومعنی آنست اگر دیگر آرزو است

با اهل علم بپرس نے نے ترجمه اش چنین است که اعیان ثابته با عالم مثال در خورد [illegible]

گرفت ازان نتیجه بهم رسید که انسان میگویند واسرارے که دارد از سبب ماوانی

سرِّ ہم آنست نیست مگر آنکہ رجوع باصل خود کند و آنہا کہ باصل رسیدہ اند آثار سرّ لابیہ
را فہمیدہ اند و ارشاد نمودہ اند خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ و آدم را بر نمونہ خویش آفریدیم
این دلائل بر سرّ لابیہ سویہ و موجہ است صاحبدلے بر ہمین معنی در جوش مستی فرمودہ
ع مادرے دارم کہ او جنتِ خدا است ✽ من ازان مادر زنار آزادہ ام ✽ لیکن چہ حاصل
ع بر نمود لقب از حواس کردی ✽ حیوان وگر قیاس کردی ✽ **سوال**
سِرِّ اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ بازگو **جواب** مدعا ظاہر است چہ گویم وحقایق او
انیست انسان کہ نام گرفتہ بسبب لبس یعنی خلقت و تعین کہ درو گنجائی یافتہ و نہان
شدہ وگرنہ در اصل حق است در باللباس بار سببیہ توان گفت ع
گر تجلی خاص خواہی صورت انسان ببین ✽ شخص را شناس کو ہم اول و ہم آخر است
مؤلفہ بنام آنکہ از ہر مذہب وکیش ✽ لباس تازہ دارد در بر خویش ✽ نہان بر پردہ
در پردہ عیان شد ✽ بزید و عمر نامید و جہان شد **مؤلفہ** ہمایون قطرہ ام کجرعہ ام
وصفم بیدانی ✽ کہ از خم خانہ سیرے کردہ ام در کشور مینا ✽ **سوال** حضرت
ابراہیم ادہم با چند اولیا بر کوہے نشستہ بودند نوّر اللہ روحہم یکے ازان گفت
تا ولی کرا میگویند فرمود کہ اگر کوہ را گوید کہ روان شو روان شود ہمدرین کوہ از جا
جنبید و روان شد فرمود کہ بر جا باش من بر تو مثلے میزنم حکم نمیکنم آخر کوہ بر جا ماند

این یافته نمی شود بیان کن هرچند از کرامت اولیا بعید نیست لیکن چه لیست بیا
تا فهمیده شود آدمی ضعیف را کجا طاقت که کوه بر شکوه را جنبش دهد **جواب** آنجا که وجود
است امکان جز وہم و خیال پیش نیست پس وہم و خیال را دور ساختن چه قدر کار است
این فرقه که عین ذات اند ممکن در نظر ایشان وجودے ندارد و گر دارد از آن ایشان است
چنانچه قول حضرت جنید است علیه الرحمة که تمام عالم بندۂ من است و آفتاب را هفت
پاس باز داشتن از غروب که مشهور از شاه شرف بو علی قلندر است رحمة الله علیه از همین قبیل را
باید فهمید و این فرد فرموده اوست **ع** گر شبے وست دهد وصل تو از غایت شوق
تا قیامت نشود صبح دمیدن ندهم ‡ تمثیل شود خیال را صورت بستن و نشاندن
و دور ساختن و آفتاب حاضر و غائب کردن چنانچه در هر شب میشود است همچنان ممکنات
پیش رسیدگان بذات است **ع** گفتم چه بود عالم و آدم گفتا ‡ فانوس خیالی و چراغی در وے
سوال اہل کمال میگویند که همه حق است غیرے نیست و این فرد هم مشهور یعنی
است که **ع** بیزارم از ان کهنه خدائی که تو داری ‡ هر لحظه مرا تازه خدائی دگر است ‡
و در خصوص هم فرموده اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ این فهمیده نمیشود اگر بیان
واقع است من چرا خود را غیر می یابم و اگر آن اقوال را غلط گویم پس بر چنین کسان غلطی
کردن کرا ست زهره باید که در شرح آری **جواب** اینچنین جلوه را مشاهده کردن

نہ کار چشم سر است بلکہ دیدۂ جان بین باید و بیان نمی آید المقصود ذات دریا کہ ہمہ آب است و موج صفات و تعین اوست اگر فی الحقیقۃ نگری موج ہم آب است اگرچہ موج است

سے ہے سے ہے ❁ اے موج ز آب کے جدائی داری ❊ وانی اولی وگرنہ وانی اولی ❊

❁ بحر بین می باید اینجا موج بینی کار نیست ❊ گرچہ موج از آب دریا ہیچگہ اغیار نیست ❊

دیگر آشنو سیاہی ذات است و حروف صفات وے واین صفات را تا کجا شرح وہم کہ الفاظ عربی وپارسی وہندوی ودیگر تمام از وے دلنود آمدہ چون بسیاہی نظر کنی ہمہ ذات است واگر بحروف نگری ہمہ اغیار خبردار خبردار ازین ہم آسان گویم مثلاً مسافرے آمد ونشست کہ دل را بیچ بسوے او الفتے نشد بعد وے اظہار کرد کہ من فلان وفلانے آنکہ جان ودل مشتاق ومنتظر او بود ہمان زمان بر سر نشاندند وخدمتہا کردند باید دید کہ ہمان ذات واحد بود وبیگانگی ونادانی وحشت آورد ویگانگی ویکرنگی الفت بخشید ❁ آب نیل است و بقبطی خون نمود ❊ سبطیان را خون نبود وآب بود ❊

آہ صد آہ این وہم وپندار آشنا را بیگانہ ساختہ در ضلالت انداختہ نقل است کہ بچۂ شیر در دشت افتادہ بود شبان آوردہ در رمہ میشان پرورید ومدام ہمراہ میشان بچراگاہ می برد وشیر میداد روزے شیر نر از بیشہ آمد گوسپندان گریختند بچہ استادہ ماند آن شیر ازان بچہ پرسید کہ تو کیستی گفت کہ من میشم او گفت کہ غلط میگوئی تو شیری آن

بچہ گفت کہ چہ طور شیرم گفت بیا ہمراہ من پس بُرد بر لب آب دریا و انجا برابر استادہ
کردہ عکس او و عکس خود در آب نمود و گفت بشناس کہ من و تو یک شکل و صورتم چون دید
بشناخت و راہ صحرا گرفت و شیر شد سے شیر بیدا سے تجرو بودہ گردن فراز ٭ گردن شیرے
نہ زین و سنے لجام انداختی ٭ پس بدان کہ فی الواقع شیر بود و اندریا ماند مگر وہم او
میش ساختہ بود و آنہم درست است اگرچہ نادرست من فہم فہم نے نے بر غلط رفتم کہ وہم
و پندار را بد گفتم وہم نعمتے است عظمی کہ دوئی ثابت کردہ قول فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ را
سر انجام دادہ سر ہجران و اضطراب کشیدہ رنگہا افزودہ چنانچہ در نزہتہ الارواح
مندرج است ہر کہ دوئی راند انست یگانگی را نشناخت اگرچہ معنی این قول دیگر است اینجا
موافق مذکور باید فہمید و فی الواقع اگر دوئی نمی بود این شور و اضطراب نمود ار نمی گشت صحرا نوردی
و دشت پیمائی کہ میکرد و کوہ بجد از مجنون آباد نمی باشد و بے ستون تیشۂ فرہاد نمی رسید
بر ہمین حال حضرت شبلی علیہ الرحمۃ فرمودہ اَللّٰهُمَّ اَحْشُرْنِیْ عَمِیًّا تا کہ در انوقت ہم اضطراب
و اشتیاق باقی باشد فافہم حیف صد حیف کہ این حرمان زدہ نفس گم کردہ کہ مولف
این عبارت است نہ شور ہجر دارد و نہ جلوۂ وصل از ہر دو محروم است ع کندۂ دوزخ
نہ نہال بہشت ٭ لیکن ازین وسیلہ کہ ہموارہ نقال سخنان بزرگان و حاکی قول صاحبدلان
میباشد البتہ بجائے خواہد رسید و بجا لتے خواہد پیوست انشاء اللہ تعالے

تعزّ من تشاءُ وتذلّ من تشاءُ بیدک الخیر انّک علیٰ کلّ شیءٍ قدیر سوال

العلمُ حجاب اکبر علم را چطور حجاب باید گفت بزرگے فرمودہ ع کہ بے علم نتوان

خدا را شناخت ٭ و نیز متقدمین و متاخرین تا این زمان برائے طلب علم گردیدہ اند و میگروند

و حدیث ہم وارد شدہ کہ اُطلبوا العلم ولو بالصّین جواب معنی احادیث

بے شان نزول دریافتہ نمیشود شاید کہ این حدیث بر حال مبتدیان باشد لیکن مفہوم العلم

حجاب اکبر نزد عارف برین نوع است کہ علم در لغت دانستن را میگویند و دانست

تمام خلل و سد راہ است اینجا فنا فی الفنا می باید اگر گوئی کمال کمل اولیا ہم دانست داشتہ بودند

بشنو آنہا علیہم الرحمۃ بمرتبہ بے نطق و بے سمع و بے بصر رسیدہ بودند

گویا و شنوا و بینا حق بود ایشان نبودند تا فرمودند کہ اسمے کا سم الاعظم بس ازین راہ معلوم

شد کہ علم حجاب اکبر است یا لیت رب محمد لم یخلق محمد اَست کسے را درین بزم

ساغر و ہند ٭ کہ دار و سے بیہوشیش در دہند ع چو گشتم مست لا یعقل نقاب از چہرہ بکشادہ

یعنی اولاً دانست او برسیدا ند بعد ازان دانش من لدنا علما می بخشند ٭ علم حق در علم

صوفی گم شود ٭ این سخن کے باور مردم شود ٭ شخصے سوال کرد کہ در حالت سرود شوق

و بے اختیاری غالب میشود اگر بند کند در جگر خون پیدا میسازد و اگر اظہار کند حجاب مجلسیان

کہ بعضے جا مجموعہ مخالفان ہم سیر سد سد راہ میگردد چہ باید کرد جواب آنجا کہ گرمی شوق آ

حجاب را گنجائی نیست ع پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست ٭ وفی الواقع
در ابتدا ر حال وشورع شوق خطرہ امتیاز نمودار میشود ؎ ہرجا کہ من و یار بہم باز
رسیدیم ٭ از بیم بد اندیش لب خویش گزیدیم ٭ بے واسطۂ گوش و زبان
از طرفِ چشم ٭ بسیار سخن بود کہ گفتیم و شنیدیم ٭ پس اگر آشنا است چرا در بحر
بیخودی غوطہ زند کہ نہ در جگر خون است و نہ حجاب ہمنشینان زبون وہ وہ ؎
چنان در خود فرو رفتم کہ ہر دم ٭ جنون پرسد چہ شد دیوانہ من ٭ نہ خبر حال و بجا لی
می ماند و نہ اثر شوق وبے شوقی نمودار میگردد صفائی محض است دیگرے سوال کرد
کہ در حالت شغل سالک چون در خود آید گاہ صورت نسا رگاہ شکل امرد او را نمودار
میگردد این محمود است یا مذموم جواب باید دید کہ از دیدن آن اشکال دل اگر
بجانب عرفان می رود محمود است کہ رایت ربی بصورۃ الامارد و بصورۃ النساء
بیان اوست و اگر خیالات شیطانی سر بر میکند مذموم توان گفت لیکن صورت خود
دیدن از انہا بہتر است سنے نے ع ہرچہ بناید ہمیشہ دید نیست ٭ یعنی ہرچہ در نمود
می آید و بقاے ندارد پس چہ حاصل مرد باید کہ صاف رود و بلو نے ازین الوان بند نشود
رفتار مردان پرپیچ است و راینجا سالک را خللے عظیم است ازین تعین بر آمدن دشوار
اکثر کسان در نظر آمدہ اند کہ باین اشکال گرفتار و از کار اصلی بیکار شدہ اند ؎ تا عکس ہستی

تو نماید در آئینہ معبود تو خیال تو باشد ہر آئینہ بعضے کسان را باین مرتبہ شکل نسا ء
ظاہر و باطن پیدا گشتہ کہ خود را ہمان شکل متشکل یافتند و لباس و زیور زنان و آنچہ لوازم
آنہا است پوشیدند و از مقصود باز ماندند اگر مردمی کنند و ازین خلل بر آیند جلوۂ طالب المولےٰ
مذکر و یابند **سوال** حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى تفسیر آن مفسران
فرمودہ اند اہل باطن چہ میگویند **جواب** صلوٰۃ وسطیٰ نزدیک سالکان نماز قلب است
کہ آنرا صلوٰۃ دائمی خوانند در اکل و شرب و خواب و بیداری و بہمہ حال جاریست
وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ مؤید اوست آیہ کریمہ اَلَّذِيْنَ فِيْ صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۔ صلوٰۃ وقت
کار زاہد انست و نماز دائمی از عارفانست **سوال** نماز جماعت را تاکید است وَارْكَعُوْا
مَعَ الرّٰكِعِيْنَ و نیز در حدیثات و کتب فقہ بیانہا است کہ یک نماز جماعت بہتر از ہفتاد و
نماز تنہا این را در مقدمہ سلوک چہ باید گفت **جواب** حواس را گرد آوردن و متفق ساختن
جماعتے است عجیب از آن جماعت ظاہری کہ دل در انتشار و حواس بے اختیار است
باید دانست کہ آدمی را پنج چیز مرکب میگویند چنانچہ در کتب شغل مسطور است و نجسہ قادریہ
عالمی ماسور آتش و باد و آب و خاک و ہوا و ازین پنج ہر یکے پنج پنج توابعان دارد
کہ جملہ اصل و فرع ہر پنج بیست و پنج میشوند اگر این ہمہ متفق شدہ برکوع و سجود در آیند نماز جماعت
سر انجام یابد چنانچہ مطلع ہندوی ازین فقیر است ۔ جب بس کیجیے پانچ پچیس ؎

تب نروری ہیم کے مارک ملین بہانوتی ایس ❁ ونیز خضوع تن وحضور دل وشیوہ بیان

دربیان است اکثر فقیران نماز جماعت در شبہا با عالم ارواح میگزارند واین ہم شدہ است ومیشود

کہ در مقام خود حاضر اند ودر بیت اللہ آمدہ ہم بجماعت داخل میشوند الحال یاران انصاف

کنند وہر جملے از ینہا کہ نوشتہ شدہ پسندیدہ باشد و در ترجمہ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ

ثبت نمایند فقیرے **سوال** کرد کہ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ چہ معنی دارد حق تعالیٰ

بیچون وبیچگون است وآدم بچون وچگون نمودار است چہ طور این مقدمہ راست آید **جواب**

سوالے کہ کردی در اصل غلط است کہ از تنزیہ سائل شدن وجواب از تشبیہ خواستن

مناسبتے ندارد سنے آب یخ میشود وتعین میگیرد مضائقہ نیست **نقل** روزے

فقا عجب روزے کہ نہ روزے ونہ شبے برف را گفتم کہ تو آب ہستی مجرد وشنیدن این

سخن سر فرو ماند چرا کہ لذت سینہ تر گافی وگرم دلی ندیدہ بود بجواب نپرداخت ہمدرین تاب

آفتاب عشق نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ درخشندگی کرده دل بستگی او را

گداختی داد ویافت انچہ یافت ودید انچہ دید آرے **سہ** ہر کہ مانند حباب از قید خود وا منتج

بے تکلف صاف میگویم کہ دریا میشود ❁ المقصود اسم اللہ جامع جمیع صفات

ومقام تعین واز احدیت کہ تنزیہ محض است چہارم مرتبہ فروتر این مقام است کہ اینجا باسم اللہ

موسوم شدہ این را واحدانیت می نامند وانسان ہم جامع جمیع صفات است بالقوة اگر

خود را شگافد و آرزهٔ طلب و عرفان بسر رساند بالفعل ہم یابد آنچہ کہ ہست چنانچہ رسیدگان
سبحانی ما اعظم شانی تا انا الحق گفتہ اند چراکہ ہر مرتبہ کہ تو خواہی علو و دنو و ر وحدانیت ملو است
و در بشر ہم کہ پیر و جوان خورد و کلان ہندو و مسلمان اے عزیز این انسان سایۂ آن شخص است
کہ وحدانیت نام دارد عراقی فرمودہ علیہ الرحمۃ ؎ بشتے صحن گشتہ خانہ امروز * مگر خوبان
گذر بر بام کردند * پس لازم کہ آنچہ در اصل باشد در فرع نیز نمودار گردد و ہر جنبش و حرکت
کہ در شخص است در سایہ نیز پیدا و ہویدا است و کارکنان و جانبازان ازین سایہ گذشتہ بر اصل
قرار گرفتہ و جوش ع من خدایم من خدایم من خدا * زدہ بلکہ ازین ہم رفتہ ذات محض شدند
؎ رفت ز مسعود یک جملہ صفات بشر * آنکہ ہمان ذات بود باز ہمان ذات شد *
کہ دران مقام تعین را گنجائی نیست ع انجا اگر آلہ بگوئیم قاصریم * ؎ آنہا کہ سر بسجدۂ
وحدت فرو کنند * گریا دوست سینہ خراشد وضو کنند * زیادہ ازین گفتن طاقت نیست
ع سکھی رے اگتین برت پنائی * سوال جلوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لَوْلَاکَ لَمَا
خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَاَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِیَّۃَ نعت اوست در آخر چون ظہور کردہ بلبیتے
کہ اول نمودار میشد بعد ازان دگر انبیاء علیہم السلام جواب مصورے کہ تصویر
میساز و چندان تصویرہا میکشد چون تصویر مقصود میرسد بس میکند ازین رد خاتمیت اثبات
شدہ چنانچہ کاتب کہ مشق میکند وقتے کہ حرف صاف می بر آید ختم مشق میکند نفسے نیز از

که پارچه می فروشند اوّل چند تهان گزی می برآرد آخر کار تهان قیمتی می نماید اگر اوّل آن قیمتی

نمو دارکند اعتبارسے ووقارسے پیش خریداران نیابد واین ہمه دیر آمد او محض انتظار ہی

عشاقان جمال اوست صلی اللہ علیہ وسلم خلوت تلبے وحشمت انتسابے کہ از خلوتخانہ

برملا می آید اول پیشکاران وتوابعان وعہدہ داران وارکان دولت می برآیند بعدازان

خودخراماں میشود پس موجب ظہور آخریت اومنیست واگرنہ ہرگونہ اولیت داشت

کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ سے تو اصل وجود آمدی از نخست ؂ دگر ہرچہ

موجود شد فرع تست ؂ سوال انبیا علیہم السّلام و اولیا علیہم الرحمۃ کہ خاصان درگاہ

ومقربان آلہ بودند چرا ذلت وپریشانی بدیشان رسید بایستے کہ عمومی شد جواب آیۂ کریمہ

است وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى پس ہر کہ نہی کند نفس را از ہوا

وحرص کہ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ یقین کہ درین دنیا انتشار وپراگندہ حال ماند وہر کہ

موافقت نفس کند کہ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا است لازم والزم ظاہر حال او معمور

باشد وبران حال کلام قدسی مؤید است کہ اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ الْقُلُوْبِ لِاَجْلِيْ ونیز

حدیث ہم گواہ است اَجِيْعُوْا اَبْطَانَكُمْ وَاَظْمَاُوْا اَكْبَادَكُمْ وَاَعْرُوْا اَجْسَادَكُمْ

تَرَوْنَ اللّٰهَ عَيَانًا عَيَانًا عَيَانًا سے ع دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند ؂ ونیست

موجب ذلت عاشقان صادق درین دار فانی در مز دیگر آنست کہ آنجا عشق وطامات

خاکساری وخرابی لزوم ولازم آمده ست * تو معشوقی ترا با غم چه کار است * منم عاشق مرا غم
سازوار است * چو شمعم شعله در تن زو که او لهاے ناز است این * سراپا سوختم من هم
که آغاز نیاز است این * اینجا شبه سر میکشد که ذلت وخرابی بر حال مبتدیان است و چنین کسے
که گوید مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ وَأَنَا أَحْمَدُ بِلَا مِيمٍ است پس چرا بے حلاوت
باشد اے عزیز مگر نشنیده که ست گہے بر طارم اعلیٰ نشینم * گہے بر پشت پاے خود
نبینم * گاه بودے که ست در بر پیرزن سپرده پیمبر * که اے زن در دعا یادم آور * و وقتیکه
رسیدی لِي مَعَ اللهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِي فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ
الحال تفصیل نوشتن را فرصتها باید سیداند هر که میداند و در تذکرة الاولیا مندرج است
که حضرت بایزید بسطامی علیه الرحمة در حالت سُکر بر دریا عبور کرد که پاے هم تر نشد و بحوض
وضو ساخت و پاے لغزید و در حوض بیفتاد شخصے بزود رسید و بر آورد واگر نرسیدے
در هلاکت هیچ باقی نمانده بود من فهم سوال خطرات که در نماز و دیگر اوقات عبادات
می آیند این را چه علاج جواب صاحبدلان علاج آن در رسالهاے خود نوشته اند
در رفع خطرات از بسیار ذکر و قوت حلال واز ماکولات خشک و نرم است لیکن مولوی معنوی
علیه الرحمة چنین فرموده ست * پوز بند وسوسه عشق است وبس * ورنه کے وسواس را
بسته است کس * در نسخه یکے از عارفان دیده شد که آدمی مثال آئینه است ازین راه عکس

ہر شے در و نمودار است لیکن دیدۂ پاک باید تا شکل مقصود در نظر دارد ہر چند قبلہ نما ہر سو میگردد
فاما استقامت او بسوے مطلوب است نے نے بغلط رفتم کہ خطرات گفتم و علاج نوشتم
کیست خطرہ و کجاست وسواس ای عزیز بشنو انسان مرتبہ جامعیت دارد چنانچہ تفصیل
آن بالاے کتاب نوشتہ از علوی تا سفلی ہر چہ تعینات است کہ آنرا خطرات خمس نامند
ہمہ در و مندمج پس ہر چہ در دل او پیدا میشود خالی ازین مقامات نیست آگاہ دلانرا
تماشا است مخالفت گنجائی نمی یابد ہر چہ ظاہر و باطن نمودار است پرتو جلال و جمال آشکار است
آرے کاسنی تلخ از بوستان است بزرگے فرمودہ کہ در حال برون و درون جلوہ نمودند
نام می بینیم گاہے بصفت قہار و جبار مضل و قابض صورت میگیرد و گاہ بصفت
رحمٰن و رحیم و غفور و رزاق و عزیز ملبس میشود پس کیست کہ از و گریزم و علاج نمایم ظاہر اسعد رینہ
سعنی کسے گفتہ ست عاشقم بگفتار و جا ہشتار جا ہلکجا مقید نیستم یار گر ہر جائی آمد بندہ ہم ہرجائی ستم
سوال در کتب سلف دیدہ شد کہ فلان بزرگ در طرفۃ العین ختم بگفتار مصحف میکرد
و نیز جائے دیدہ کہ بزرگے وقت سواری در رکاب پاے نہاد و تا بخانہ زین رسید
ختم قرآن میفرمود جانمن این فہمیدہ نمیشود جواب معنی این سخن پیش فہمان درو شندلان
مکشوف است اگر در تحریر آید بطول می انجامد لیکن تمثیل بشنو بحکم المجاز قنطرۃ الحقیقۃ
عصاے است گرہ دار کہ سی گرہ دار و برنگ مختلف سو رخہ ست ہر ہر گرہ عبور کردن

بدشواری میسر می آید و آدمی بمجرد دیدن همه را در یک لمحه می بیند من فهم فهم نشنوم و بینا شجر در
تخم می بینند مفصل را در مجمل آری سیر معنی دیگر است و سیر الفاظ دیگر تا کجا نویسم که این بیان
حدے ندارد و وقتیکه از خود بر آید آن زمان این جام بادهٔ معرفت بپیماید بهمدرین نقلے عجیب
یاد آمد روزے ازین کار بیقرار زار و نزار گزرم در بازار افتاد برنج دیدم که بقال در سبد
نهاده می فروخت صاف و سپید و بوے خوش داشت گفتم که این صفا و لطافت
و نظافت از کجا یافته گفت یکچند برسر سبز گیاه با آب و هوا سرورے داشتم ناگاه درودند
و روزها در بوته ریاضت سوختند و خشک ساختند بعد ازان بچوب درشت چندان لگدکوب
دادند که از پوست بر آمدم و سراپا مغز شدم برنهیم غامم و درین دکان افتاده و بے سرانجام
و بیحال نگرانم که کسے برند و کدام وقت گزارشی دهند تا باشاه هم طبق شوم آه صد آه ع
بکار سوختنم شعله چون کند تقصیر ٭ نخوانده است مگر سرنوشت داغ مرا ٭ لطیفه نادر از نزهة الارواح
درین باب یاد آمده خواستند که شناخته شوی اول گفتند که گداخته شوی نے نے ع
در مطبخ عشق جز نکو را نکشند ٭ لاغر صفتان زشت خو را نکشند ٭ گر عاشق صادقی
ز کشتن مگریز ٭ مردار بود هر آنچه او را نکشند ٭ کار هر کسے نیست که درین دیار با پائے دل
در جوش و زبان خموش و یاد فرداوی فراموش و از هوش بیهوش و زهر درد و بلا نوشا
نوش آنگاه یار آید در آغوش و لا نکوش و خود در از وه فروش و این هستی موهوم را بپوشش

وسردے خروش تا بہوش رسی اسے بیہوش **سوال** معنی این فرد چہ باید گفت

ے کدام ماہ جبین دوش محفل آرا بود * کہ شمع ازورفانوس در تماشا بود * **جواب**

مضمون آن نعت زیبندہ است بحکم حدیث اَلْاِنْسَانُ مِنْ نُوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ

پس باید دید کہ آن نور شمع درفانوس تنزیہ از بصائر عوام مخفی است نگران آن ماہ جبین محفل

آراے کنزت است کہ لَوْلَاکَ وَاَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِیَّۃَ درباب اوست وَکُلُّهُمْ

یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَائَکَ یَا مُحَمَّدُ خطاب براو صلی اللہ علیہ وسلم

ودیگر بشنو بوجہے حق آئینہ خلق است کہ اہل بصیرت نگران آن جلوہ بحکم فَاذْکُرُوْنِیْ

سالہا در حیرت ماندہ اند واز خود رفتہ این را مشرب فنا خوانند مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ

بیان اوست وبوجہے خلق آئینہ حق است بحکم لطیفہ نزہتہ الارواح کہ او را نظیرے است

باتو وَلَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ

این ا مشرب بقا خوانند کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ طَالَ لِسَانُہٗ شرح اوست وَلَیْسَ فِیْ

جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ وَاسْمِیْ کَاسْمِ اللّٰہِ الْاَعْظَمِ دلیلے است ناطق پس آنجا کہ حسن حقیقی

ومرتبہ جمع کہ اہل تفرقہ ازان آگاہی ندانند متوجہ بآئینہ باشد در محفل آرائی اوشبہتہ

نیست ع پر ہمہ جو حب تم جیتی وتن ہمیا کرتب جگ موتن جیتہو * ورمزے دیگر ہم ہست

لیکن از ادب گفتن نمیتوانذ سن فہم فہم کاشفی علیہ الرحمۃ فرمودہ ے بحمد اللہ نیم در دوام

مشرب ٭ گہی بر لب نکردم جام مشرب ٭ فروسے از جلال اسیر طرفہ معنی دارد ۹

چو مجنون رام آبادی نگردد ٭ بیابان گرد شوقِ سرکش ما ٭ یعنی مجنون ہر چند صحرانوردی

میکرد لیکن او رام آبادی و تعین بود کہ بسوے شہر لیلی خاطر نگران داشت و دلم را قویت

کہ بر تنزیہ افتادہ کہ ہیچ تعین ندارد بحکم یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ **سوال** بزرگے فرمودہ

کہ بیزارم ازان خداے کہ در سگ و خوک نباشد دیگرے گفتہ بیزارم ازان خداے

کہ در سگ و خوک باشد پس ازین اختلاف تردد خاطر شدہ **جواب** آنکہ نفی کردہ رو ندہ ذات

مستغرق تنزیہ است وآنکہ اثبات کردہ سیاح صفات است کہ ذات را در صفات می بیند

تنزیہ و تشبیہ دریا و موج فی الواقع پرتو آفتاب بر ہر گلشن و گلخن درخشان است وآنکہ بر جوہر

او نگران است از پرتو او خبرے ندارد **سوال** اَلصُّوْفِیْ لَامَذْهَبَ لَهٗ چہ باشد

جواب اینکہ اہل ظاہر میگویند کہ صوفی را نفی مذہب است یعنی لا واینہمہ غلط است بلکہ

عیب صوفی است چرا کہ صوفی آنرا میگویند کہ بصفا رسیدہ ہیچ کدر و غیر در دل و دیدہ او باقی

نماندہ اَلصُّوْفِیْ یُسَمّٰی صُوْفِیًا لِاَنَّهٗ صَافٍ عَنْ کُدُوْرَاتِ الْبَشَرِیَّةِ وَالْغَیْرِیَّةِ

پس معنی آنست کہ جاے رفتار نماندہ وعین گشتہ واین در لفظ لامذہب لہٗ پیدا است فافہم

رباعی صوفی شدہ نیست نیست را مذہب نیست ٭ با دوست رسیدہ را دگر مطلب نیست

رب رس رب شد رب را رب نیست ٭ جائے کہ بود شمس در انجا شب نیست **سوال** لی

بر دو نوع است یکے آنکہ خود را میداند و دیگرے خود را نمی شناسد این یافتہ نمی شود

جواب مثلاً دو طفل از خاندان شریف اند یکے اطلاعے دارد کہ من از فلانم و دومی

نمی فہمد کہ کیستم اگرچہ ہست دیگر شنو انسان را باید دید کہ در مرتبہ جامعیت بحکم نَفَخْتُ فِیْهِ

مِنْ رُّوْحِیْ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہمہ معمور اند لیکن آنکہ حالات بالقوۃ را

بالفعل آوردہ خود را شناختہ است و دیگرے در نیامدہ نشناختہ اگرچہ ہست نے نمے آنکہ میداند

مرتبہ ایجاب است کہ تنزیہ را با تشبیہ یافتہ و آنکہ نمیداند مرتبہ سلب است ؎

بدل گفتم کہ از دلبر خبر جو چو دل آنجا رفت و او ہم بیخبر شد ٭ ـــ

تمّت

بالخیر

محمد مبارک الٰہی کاپی نویس ساکن باہرہ ضلع اٹہ





بسم اللہ الرحمن الرحیم

بالا تر از سیاہی رنگ دگر نباشد۔ وصف نور ذات میکند
کہ سیاہ است وہمہ انوار و تجلیات فرع اوست چنانچہ در گلشن راز گوید

سیاہی گر بدانی نور ذات ست	بتاریکی درون آب حیات ست

النور فی الاسود ساجن ساجن رُہٹر سے ملے چھوٹے پڑے
بسیٹہ آر سے ع کہ در سدرہ جبریل از و باز ماند ؎

رفت ز مسعود یک جملہ صفات لبشر	آنکہ ہمان ذات بود باز ہمان ذات شد

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی
مرسل۔ نعت اوست صلی اللہ علیہ وسلم

وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین - امابعد میگوید فقیر حقیر برکت اللہ اویس حسینی
الواسطی البلگرامی کہ از مدتے در مارہرہ استقامت دارد اکثر امثال ہندی از
زبان عوام می شنید و درپے معانی آن میدوید چون دید کہ رموزات معارف
واشارات حقایق از انہا می شونند پدید پس شرح آن امثال موافق وجدان
وحال نمودہ درین مختصر گنجانید و این چند سطر ازان کوشید کہ مستمعان
بغلط نروند بلکہ ازین راہ رہ بحقیقت برند اگرچہ بر صاحبدلان واہل عرفان
بیان این سخنان نمودن تحصیل حاصل است امابراے مجاز دانان کہ جز ہستی
موہوم در نظر شان پیدا نیست تشریح دادہ و این خود ہویدا است کہ کھیو
سوندھا تو کو برہ کوتھ وساجھ کے مرے کون کیا لے روئیے
یعنی کسی کہ محروم ابدی و مردہ دل سرمدی است با وی اظہار این حال تاکجا
باید کرد لیکن شاید کہ از معنی مثلی فضلی و کسلی دور سانند و بہ اذواق علوی پردازند
وخیالات نسبی واضافی در بازند و ندانند کہ کھچڑی کھائے دن بھلائے
یعنی بر گفتار راضی باشند و بکردار در نروند اے عزیز از زبان تا بوجدان
تفاوت بسیار است و از بیان تا بعرفان منازل بیشمار سے علم رسمی
سر بسر قیل است و قال ✦ نہ از کیفیتی حاصل نہ حال ✦ پس باید کہ گرانیہ

وبرآیند یعنی ہستی موہوم را بزدایند نیازمند چون اکثر اوقات گوشہ
اختیار کردہ وخیال ملاقات از سر نوردہ از خوف آنکہ تنہائی دیوانگی انگیزد
وسودا آویزد ازین راہ کاغذ را ہمدم خود ساختہ وقلم را محرم پرداختہ۔ دمری
کے چنین نرالی ٹاٹھ سخنان ذوق وجدان درین اوراق باختہ
اگرچہ این بیچارہ را چیار اکہ اونٹ بوڑے بھیڑ بھتاہ لیہ۔ مصرع
ہمہ سر در نقاب ماء فناک ٭ نہان را عیان گمارد ولابیان را دربیان آرد
وبے نشان را در نشان سپارد فاما چہ کند کہ بقبیرع لیس فی الدار غیرہ دیار
این بے نشان ونہان ولابیان سبے تکلف عیان ودر نشان وبیان است
کہ ع نقاب چہرہ ندارد نگار دلکش ما ٭ پس بضرورت قلم را دوانیدہ
وبعوارف ہندی نامید سوال اگر کسے گوید کہ نہان عیان ست
ولابیان در بیان پس عیان را بیان چیست جواب ؎

وازما وشما بہانہ برساختہ اند۔ مصرع	خود گوید ورا زخود زخود می شنود

ہمو بیندہ ہم دیدا ست ودیدار ٭ دیگرے درمیان نہ لا احصی ثناء علیک
انت کما اثنیت علی نفسک المقصود توقع از خوانندگان آنست
کہ سہو رفتہ وخطائے گفتہ را باصلاحے کوشند وبذیل کرم بپوشند

وندانند کہ باعبارت ادنیٰ معانی اعلیٰ را مناسبت نمودہ واد بے از دست
ربودہ وباستہزا پیش نہ آیند کہ بنیا دُھنیا موبج کی تانت یا آنکہ
نئی چکنیان انڈی کا پھلیل بدعتہ واختراعی کردہ معانی لطیف را
باعبارت کثیف درنوردہ بلکہ ے گفنت وگوے عاشقان درکار رب*
جوشش عشق است نہ ترک ادب* اے عزیز ہر دلوی کہ درنظرت
می آید اگر بدیدہ تحقیق نگری علواست کہ ع ہر موری سلیمانی است ہر حقیدہ سیست
عنقائے ے مگس را بچشم حقارت مبین* کہ او نیز در بارگہ مہتر سیست*
دلا تو کجا میروی ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست* باکار خود محفوظ باش
ودر یار خود ملحوظ تا محفوظ گردی ے اگر ابلہے مشک را گندہ گفت*
تو مجموع باش او پراگندہ گفت* الٰہی چون ببرکات خود موسوم
گردی لسبیات خطیات منسوب نگردان وہر سکنات وحرکاتش
بخویش سپے خویشتش جاری وساری گردان تا این نمود نانمود گردد
ونانمود در نمود آید تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر
انک علےٰ کل شئٍ قدیر لمولفہ ے

	فی الحمد و فی النعت و وصف صحباہ	یک چند سطر نوشتم از خط سیاہ

از مانشده وشده زبرکات الله	دانی به یقین که هر رموز عرفان

کاہو بہٹا پیاری کاہو پہٹہ سم اشارت باین امثال میکند که اگرچه خرافات است اما صاحب ہوش را ترجمه ذات و بر نادان خرافات سے

گزان پندی نگیرد صاحب ہوش	نگویند از سر بازیچه حرفی
بخوانی آیدش بازیچه در گوش	وگر صد باب حکمت پیش نادان

دیگر سنو ممکن که مقام سراب است نوشیدگان بادۂ عرفان را شراب است وچشم ظاہر بین از و خراب آرے منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ دلی کی دلوالی مُہہ چکنیان پیٹ خالی اشارت به ساکنان وحدت است که روے شان از نور منور است وباطن شان از ماسواے مبرّا کپڑے پہاڑے کیا دیکہو گہر دلی آئے این ہر دو مثل از یک قبیله است یعنے شاه است بکسوت گدا سو سیانی ایک مت پر توے عقل کل بیان میکند که ہمه خردمندان وخرد عالم فیض یاب از وے اند نو لاکھ کا پور والیکی دوار الطرق الی الله بعدد انفاس الخلایق اگرچه معنی این قول دیگر است لیکن اینجا موافق

مثل مجہول نمودہ شدہ پس باید دانست کہ مذاہب و مشارب کہ در عالم پیداست ہرچند بایکدیگر مختلف الطریق است اما مرجع ہمہ یکسان اوست جل جلالہ ؎

عالم خراب فتنۂ یک جلوہ بیش نیست	ہر کس کہ ہست چشم براہ عنبار اوست ؎
ہم در طلب تو خرقہ پوشان ؛	ہم در ہوس تو بادہ نوشان
ترسا کہ زند ہمیشہ ناقوس	چوبک زن تو شدہ بناموس
چندین کہ نہان و آشکار اند	این گفت و گوے با تو دارند

جوئے تین بیسی سوئے ساٹھ ؎

تا ظن نبری کہ ہست این رشتہ دو تو	یکتوست خود اصل و فرع بنگر تو نکو

نزد بینا دل وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت ؎

کثرت چونیک در نگری عین وحدت است	مارا شکے نماند اگرچہ تراشکی است

چنانچہ تخم در شجر و شجر در تخم ع

ترین بیج کے بیج ماٹھ تر وہی مین ایک نہ نیارو

پس بنگر کہ در شمار بیست کثرت پیدا است و در لفظ شست وحدت ہویدا فی الحقیقۃ ہر دو یکے است آرے تا در شست او نہ در آئی

نہ بینی جادہ ارِنَا الاَشیاءَ کَمَا ھِیَ مارے کھونٹا ہلے خیر آباد طرفہ

تماشا است قَلْبُ المُومِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تعالے اگر کسے دلش را آزارد

پس عرش اللہ تعالی را درحرکت آوردہ باشد رمز دیگر شنو

خلل یابد ہمہ عالم سراپا	اگر یک ذرہ را برگیری ازجا
برون آید از و صد بحر صافے	دل یک قطرہ را گر برشگافے

مَنْ فَہِمَ فَہِمَ آرے کُلُّ شَیٍٔ فِیہِ کُلُّ شَیٍٔ ع

باشد ہمہ چیز مندرج در ہمہ چیز

و دل مومن را بخیر آباد ازان مناسبت دادہ کہ محض خیر و بصلح کل آمادہ است

مارے بھٹیاری روئے کوتوال از ہمین قبیلہ است آئی نہ گئی

کولین لاگی کیا بہن بھہئی نادر مثل است آئی یعنی در خود آمدم و نگئی

یعنے در ظاہر نہ پیوستم و الفتے نکردم ع اے بیخبر از حسن مقید چہ کسی

پس خلوت تاب و عزلت انتساب بحکم وَفِی اَنْفُسِکُمْ چون در خود آمد

معمور و مسرور گشت یعنے کولین لاگی کیا بہن بھہئی و درین حال عشق

صغیرکہ یُحِبُّھُمْ بیان اوست جنبشے کردہ و سیر الی اللہ ہمین معنی دارد ۔

رمز دیگر شنو ذرہ را با آمد و رفت چہ کار یعنے آئی نہ گئی ہر چند کنارہ گرفتہ

سے یعنے کو لین لاگی لیکن آفتاب درکنار اوست اینجا عشق کبیر کہ لحیونہ
طغرا اے اوست جلوہ نمودہ واشرقت الارض بنور ربھا قربان آن کسم
کہ مریم صفت حیات ابدی عیسی وار درکنارش نمودار است بھینسا
بھینسون ہین کہ کسائی کے کھوسنٹے قول عاشق است مصرع
میردم اینک بحر لیفان عنیب * ومختصر آنکہ ع یاجان رسد بجانان یاجان زتن برآید
نل چ نچانون آنگن ٹیڑھا درین مثل حال مبتدی است صحن امکان کہ
وصف او ع چہ جسم وچہ جان جملہ جہان صورت اوست * کج پندا شتہ
یعنے غیر انگاشتہ واین نمی داند کہ در ما قابلیت رقاصی نیست وگرنہ
می گفت جوئی ناچ نچاوے سوئی ناچون ناچ سے

کہ بہر رنگ برائی کہ بہم رنگ توام	گل شوی بلبلم وسرو شوی فاختہ ام

پس باید کہ بجز دش وبرجوش وبہوش آسے مصرع
بردار قدم کہ ہر قدم معراج است جوئی کاچھ کاچھیئے سوئی
ناچ ناچیئے۔ از حق بہ بین سے

گہے برصورت مجنون برآمد	گہے درکسوت لیلی فروشد

آرسے از آنجا کہ برصورت مجنونست شورش وناشکیبائی نمودار است

ودرکسوت لیلیٰ عشوه جان ستائی سنه اوارسے

درمقامے سر که دریا سے چو گل		درمقامی خار و درجائے چو گل

پس باید که چنان باشی که نمائی و چنان نمائی که باشی گندم نمائی وجوفروشی را از دل بتراشی تا چن نکسی گهونگهٹ کیسا

ع محجوبے وعشق چون نمی آید راست ہے

	وگرنہ بہرزہ مجنبان درائے	اگرمے کشی بار فیلان درائے

رمز دیگر شنو جان من چون جلوه فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ از بطون به ظهور زده بیس نقاب بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ما را در کش مکش می اندازد اگرچه آفتاب در آب تابان است لیکن عجائب چشمی که بیواسطه در آفتاب نگران پس ازین راه می گوید ع

پرده بردار که صاحب نظران منتظر اند ع

زلف یکسو کن که خورشید از نقاب آید برون - جو چل گئی پہلیا پہونا وچین سے کیے - درین مثل اشفتگی پیدا است یعنے ہر عمل کوشش که کردم محبوب از کمال استغناسے خود منظور نکرد یعنے سوخت و تن درپے آن کار نزار و نزار و خوار گردیده آه سے

در دل گفتم تغافل کرد خواری را ببین	گریہ کردم خندہ زد بے اعتباری را ببین

سور داس پر جہ بہلی بنی ہے کبھی کی اور پون من چنگا تو کٹھوتی مین گنگا
با اہل ظاہر ارشاد میسکند کہ اگر وجدانی داری پس دلت بہتر از کعبہ است ؎

در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل	یک کعبۂ صورت است و یک کعبۂ دل

شخصی را دیدم کہ از حلاوت دل بیگانہ تسبیح ہزار دانہ در دست داشت
و میخواند و میگفت کہ مارا از بزرگی این ورد رسیدہ است کہ از خواندنش
نماز پنجگانہ را در کعبہ معظمہ ہر روز خواہم گذارد و از وسیلہ اش بہر صلوٰۃ خمسہ
در بیت اللہ خواہم رسید در خاطرم رسید کہ ہنوز نارسیدہ است
پیش از این چون می فروشد و برنادانی خود نمی خروشد ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی	کین رہ کہ تو میروی بترکستان است

سبحان اللہ این خود بوئے از کعبہ نشمیدہ و از بیخبروی برخود نازیدہ
و حال آنکہ حاجیان کعبہ معنے طالبان کعبہ صوری را در حساب نمی آرند ؎

کمال از کعبہ رفتی در رہ یار	ہزارت آفرین مردانہ رفتی

؎

بکعبہ رفتم و شوق درت فزود آنجا	بگریہ آمدم و جاسے گریہ بود آنجا

قول ایشان است۔ دیگر بشنو۔ کٹھوتی کہ عبارت بدل است و گنگا

اشارت به بحر بے پایان پس چون اندیشه تو از ماسواے روے تافت
وا زتنگ و پوے شفا یافت بے تکلف جلوه وحدت بر تو تافت
لی قلب ان عصیة عصت الله ۵

مرا که جنت دیدار در درون دل است	چه احتیاج بجنات حور عین باشد
مرا به هیچ کتابے دگر حواله مکن	که من حقیقت خود را کتاب می بینم

دیگر بشنو کاسه چوبین پر از آب که آنرا بهندوی کهٹولی گویند در نظر عارف
گنگا است یعنے بحر بیکران آرے از بسکه جلوه شهود بر وے
متجلی است ۶

	در هر چه نظر کند خدا را بیند ۵
اے حباب از خود تو در زندان غفلت مانده	ورنه جز دریا بسوئیت هیچ دامنگیر نیست

حب ثب گنگا سورون پار۔ اشارت بموت میکند
سورون عبارت از جسم و گنگا عبارت از روح یعنے
روح را که پس پشت کرده و بکثافت جسمی رو آورده نزدیک است
که او هم از تو درگذرد و ترا پس پشت انداز دبیل نه کو داکو د هی
گون اشارت به بار امانت میکند که در تنگ دل ودیعت است

وتن مرکب اوست یعنے بار امانت عشق وعرفان است پس میگوید

کہ و بحالت جوش وحست اوتن کہ مرکب اوست معطل است

وناکارہ مصرع

	زہستی تا عدم یک جست میدارد شتر رمن	

اندہلی کلکل پاتال کہینوا نابینا اشارت ازان است کہ چشم

خلق بین را دور وکور وعور کردہ درجوف دل کہ عمق آن حدے ندارد

آشیانہ زدہ است شنیدہ ام غاریست در آلہ آباد کہ حد آن

کسے نیافتہ چنانچہ بادشاہے بود چندان روغن وشمع ہمراہ

داشتہ ویک ماہ راہ دران غار رفتہ وباز آمدہ وبانتہاء آن نرسید

واضح باد کہ این وصف وصف دل است وآن شمع کہ ہست تجلی است

ونام دل ہم الہ آباد دانی پس چون گدایان برو تا بادشاہ گردی ودیگر

از وسعت دل تا چہ گویم ـ لمولفہ

	لعل گران بہاست چو آئی بغار دل	

ودرین مثل طریق شغل است از مرشد معلوم خواہد شد ـ ع

	چو در دل می روم سیری کنم در لامکان ہر دم	

اندھلا ملاں پھوٹی مسیت حال سالک است کہ از ہمہ
چشم بستہ بر دل صنوبری نگران است حضرت بایزید بسطامی
قدس اللہ روحہ فرمودہ کہ سی سال است کہ بر در حجرۂ دل نشستم ۔
پھوٹی مسیت اشارت بشکستگی دل میکند کہ انا عند المنکسرۃ
القلوب لاجلی آرے فقیر را چہار چیز باید دو شکستہ و دو درست
دین درست و یقین درست دل شکستہ و پا شکستہ ۔ ع

بُرد ند شکستگان ازین میدان گو

اُٹھ نہ سکون ساڑھے تین بجزی آرے روندۂ این راہ شکستہ
باید اشارت بافتادگی است ع

تا نیفتادم ندیدم کعبۂ مقصود را

پس جائے کہ اینچنین افتادگی است حصہ زیادہ تر از حصہ
ایستادگان است کہ باخود اند و مشتاق مرتبہ کمال اند و خواہان
بہبود و این نمی دانند کہ ۔ ع

کہ ہر بہبود نابود ست و نابود است بود اینجا

المقصود سہ نیم حصہ کہ گفتہ ناسوت و ملکوت و جبروت راسطے

کردہ و در لاہوت چندان بارے نیافتہ اگرچہ یاری گرفتہ
پس این مرتبہ متوسط است از تعین و تشخص عیان می گردد
نہ مبتدی است نہ منتہی کہ تعین در حال منتہی معلوم و مبتدی از ہمہ
مراتب محروم پس بے تردد مفہوم می شود کہ متوسط است۔ وہو بی
کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اشارت بر نفس سالک است حضوری
دوست کہ ساحل دریاے بیکران است بحکم دَعْ نفسک
و تعال در آنجا بارے نہ و در خانہ یعنے رخود از تعبیہ الجوع طعام
الصدیقین کارے نہ و گاذ را شارت بہ شست و شوی ماسوائے کردہ
کتا چوک چڑھاے چاکی چاٹن جائے ۔ عزیز من سگ نفس
بد بلائے است ہر چند دوست میداری دشمن میگردد و اعمال پاک
ترا انجاس دہد پس ع

	خلاف نفس کا فرکن کہ رستی ۔	

رمز دیگر شنو چوک چڑھاؤ ۔ اشارت بہ تزکیہ نفس میکند
اگر تو تزکیہ نفس کنی بر نفس کل کہ عبارت از کمال اوست میرسد
تا درین معنے قول پیر بسطام یاد آمدہ کہ اگر پیش ازین خوبی نفس

می دانستی لقمۂ زہیدادمی وہلاک نکردمی ناحق چوٹ جولا ہا کھاے گر گھر چھوڑ تماشے جاے۔ ۵

خلوت گزیدہ را بتماشا چہ حاجت است	چون کوے دوست ہست بصحرا چہ حاجت است ۵
باپری روے اگر ہمخانہ باشد کسے	میل بیرون میکند دیوانہ باشد کسے

فی الواقع مرد این راہ بخلق آویختہ یہ نہ باخلق آمیختہ یا اشارۃ بہ تنزیہ است کہ تماشاے تشبیہ او را تیر کاریست چونکہ بحلاوت علم الیقین رسیدہ و بادۂ عین الیقین نہ چشیدہ وگرنہ میگفت۔ ع

یار گر ہر جائی آمد بندہ ہم کم نیستم

وجولاہا عبارت ازان است کہ درین رشتہ گرہی نمی فگند یعنے از غیر صاف ویکتامی برآرد کہ ہیری جانو ملار گانون حال خود رستہ است کہ درچشم مردمان حقیر وخوار است اما دلش در ترانہ مصرع۔

وغنی لی منی قلبی وغنیت کما غنی

مترنم ومسرور است دافع غم وہم رافع وہم والم حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ شبے در مسجد خوابید والی مسجد پاے حضرت گرفت

وکشید تا بزینہ پایہاے مسجد رسانید و در وقت کشیدن
از ہر زینہ پایہ از آنہا بر سر مبارک ضربے و شکستے میرسید و آن
حضرت بر ہر ضرب و شکست کہ میرسید می خندید و خوشیہا
میکرد ناگاہ یکدو پایہ ازان زینہا باقی ماندہ بود کہ والی مسجد پایہاے
مبارک گذاشت ایشان در گریہ آمدند والی گفت کہ در کشیدن و
ضرب خوردن خندہ می کردی و در گذاشتن گریہ می کنی بارے
بیانش کن حضرت فرمود کہ بر ہر ضرب مرا مقامے حاصل می شد
ازان می خندیدم و در گذاشتن از یکدو مقام باز ماندم ازان می گریم پس
ازین نقل معنی مثل ہویدا می گردد اندہلی کون ہو جھے کندیری
کا گھر آرسے بتندی را یہ از صحبت پیر نیست چونکہ او کجی و ناراستی
را می تراشد ؎ جز آستانِ توام در جہان پناہی نیست و گرگٹ
کی دوڑ بار تاپئین بر ہمین معنے محمول شدہ بہولین پڑا آسمان
جانی اشارت بہ سیر الی اللہ میکند بلکہ فی اللہ ۔ ع

گرچہ من افتادہ ام دل یک فلک پیما ست این ؎

من و سیر و حال بادپاے شوق را نازم | خیال گوشہ گیری خانہ زین است پنداری

بہکھاری اور چھوڑ مانگے اینجا تعلیم رضا و تسلیم میکند یعنے برکرده
و داده او راضی باشی ہ

رضا بداده بده وازجبین گره بکشا	که بر من و تو در اختیار نکشاده است ہ
اوم ابر سر چه میدار دخوشم	اینچنین خوش باش هرگز دیده

سنے سنے پچھوڑ مانگے اشارت به صفاے حال است که برگز
شرک خفی ہم گنجایشے نیابد ہ

این کار از ان فتاده مشکل	معشوق غنی و ما گدائیم

بھیک کی ٹکری بازار مین ڈکار - اینجا ممانعت انانیت میکند ہ

نمود کفر درین ره زخودنمائی به	به نزد ما زخودی دعوه خدائی به

ونیز ارشاد باخفای حال میکند که اظهار نباید کرد آرے عاشقانرا روش
است که راز خود پوشیده دارند بلکه خود را از خود - تالی دونون
ہاتھ باجے معنے مثل ظاہر است من تقرب الی شبرًا القربت
الیه ذراعًا فاذکرونی اذکرکم برہان است یحبهم ویحبونه فرمان ع

سورداس کہین گے نہ بجھے ایک ورکونہیا

کمل کا چھوٹا نواب سون لیوا دینی - ۶

عاشقانرا درجہان ننگے بس است۔

المقصود ظاہر شان بحکم الدنیا سجن المومنین در غایت خرابی و نہایت بے تابی است اما باطن شان از رابطہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید دوزخ ۱۲ در کمال سیرابی دانی اگر بیابی۔ منڈلی باندی نوپلی تیل۔ یعنے سر ماسوی اللہ از سر بدر کردہ و تراشیدہ

تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست	سرم بدنیا و عقبےٰ فرو نمی آید

بظاہر ننگی و ناموسی ندارد باندی عبارت از عبدیت گفتہ و نوپلی تیل اشارت بزینت کردہ پس شخصی کہ اینچنین ترک ماسوی کردہ فاذا فرغت فانصب از نیاز تمام و الی ربک فارغب رجوع بحق آردنہ مراتب خلکی نے نے نہ رتبہ فقر کہ تفصیل آن برائے اختصار نگفتہ بر سر شان متجلی و منور گردند۔ اندھلا موتے تے سرک چڑھ مجھ کوئی نہ دیکھے۔ آرے مردی کہ چشم غیربین لبستہ و نابینا کردہ بمقام علوی کہ۔

ما ز فلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم

رسیدہ بر سر دون ہمتان و تن پرستان از نفرت اولئک کالانعام

طعنہ میکنند و بر سیر لذات دنیا کہ الدنیا ملعون وما فیہا الا ذکر للہ و اعانہ پشت پا میزند و حالانکہ کسے نمی بیند و نمیداند آرے اولیائی تحت قبای لا یعرفہم غیری دونون دین سون اترے پانڈے کہیر گئی اور پانڈے حال کامل است کہ باین مرتبہ رسیدہ و از تکلفات کونین رہیدہ بجدی کہ ریاضت و عبادت و کفر و اسلام یعنے کہیر و پانڈے را ہم دخلی نماندہ دیر مرتبہ ہیچ کہ متکاے مردان بر ہیچ کسے است آرمیدہ ست

سواد اعظم آمدے و کم بیش	سواد الوجہ فی الدارین درویش
نہ کفر نہ اسلام نہ دنیا و نہ دین	رندی دیدم نشستہ بر خنگ زمین
در ہر دو جہان کرا بود زہرۂ این	نے حق نہ حقیقت نہ طریقت نہ یقین

دوہرہ

ہر جن ایسا چاہیئے جا مین کچھو نہ ہوے	کبیر چو ہر بھیا تو کیا بھیا ہر مین سب کچھو ہوے

ولفظ پانڈے مشیر بکفر حقیقی است ست

اگر مردی بدہ دل را بمردے	چو پیر پاشوا اندر کفر فردے

صاحب گلشن راز فرمودہ و قول حافظ شیراز است قدس اللہ روحہ ست

آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد	در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است

مویداوست اگین ناتھ نہ پچھون پگھا این حال اہل تجرید وتفرید است کہ بہ تحقیق رسیدہ وجز خود را ندیدہ ہ

درین میدان دلم بشتافت بسیار	میان لاوالا یک الف یافت

قول اوست دیگر شنو حالت تردامن ولب خشک آنست کہ بآمدہ یعنی باستقبال منتظر اند یعنی اگون ناتھ وبافعال واعمال ماضی یعنی برفتہ درخجالت اند وعفوخواہ یعنی پچھون پگھا ومحقق از ہر دو رہیدہ ودیدم حال مشغول گردیدہ ہ

باآمدہ ورفتہ دگر یاد مکن	حالی خوش باش وان کہ مقصود انیست
تردامن وخشک ولب سخن بپذیرد	باسوختہ دم زان کہ دہ وخوش گیرد

بھاگے چور چھوٹا لاجھ لفظ چور برائے آن گفتہ کہ در بار امانت خیانت کردہ یعنی عشق وعرفان کہ در وودیعت بود آنرا بشناخت ہوا وحرص صرف کردہ بہ تعلق ماسوا خرچ کردہ پس مرشد میگوید کہ بہ تپہ کردنی است بکن وکوششی کہ داری بہوش آسے ورنہ ع

آخر نہ بزیر گورمی باید بود ہ

رے من بہور نہ ہوئی سبے آون	ایکو کام نہ کرسکے آئے برس گناون

سے نے لفظ چوہر بر عارف حمل کردہ می شود کہ از دنیا و اہل دنیا بحکم

خذ ما صفا و دع ما کدر ہر چیز با حاصل کردہ و گرفتہ و ایشان را چیزے

نیست چنانچہ حضرت حسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ کہ من دنیا

را بازی دادم یعنے نان این جہان خوردم و کار آن جہان کردم یا آنکہ

اشارت بر بے وفائی معشوق میکند کہ گریختن از عاشق کار اوست و از دیدن جان شعار او

عمت آمد پے دل بر دیخ در سینہ نیافت	دزد از خانۂ مفلس خجل آید بیرون

تو یکی بوند اشارت بر گرمی دل است کہ قطرہ سوختہ می گردد و نمی ماند ع دسے ہمایون دل کہ آن بریان

دوست کو بری بن گئی فی الواقع شکستہ قدمی دارد کہ بجا میرسد کھوے کہاں دمت ہو کے کنوار آسے تا کہ فراغ نشینو

عقل معاد حاصل نمی شود۔ دھوبی بیٹا چاندسی کیا پہاسے ٹے چراسے

خفتہ بر سنجاب شاہی ناز نینی را چہ غم	گر ز خار و خارہ سازد بستر و بالین غریب

دگاذر آن معنی دارد کہ ہر چہ دل عاشق را از خیال غیر شست و شو می

میدہد صاحب لمعات میگوید غیرت معشوق آن اقتضا کرد کہ عاشق

غیر او را دوست ندارد لاجرم خود را عین ہمہ اشیا کرد تا ہر چہ را دوست دارد او را دوست داشتہ باشد

غیرتش غیر در جہان نگذاشت	لاجرم عین جملہ اشیا شد

کانوین کمل سھپو ٹھا دمی کلیم را اشارت بنور ذات میکند

که سیاه است ـ ع

اہو نندلال بہجت ہون تیک کام کا ہے نہ دیہو

یعنے در سر تلوین افتاده ام چنان کن که به تمکین رسم المقصود ہر وقتیکه آن نور بر سر و دوش سالک منور می شود بمقام اصلی که تمکین است میرسد ـ باندر کے ہاتھ ناریل ـ ی

بکن بشہر بد آموز روستائی را	رموز عشق مگو زاہد ریائی را

و ناریل را با رموز عشق ازان مناسبت کرده که در کشادن آن ہر دو تردد است ـ ع

که کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

بسنی اور بے خرچ ـ ی

خوش عطا بخش خطا پوش خدائی دارد	پیر دُردکش ما گرچه ندارد زر و سیم

قول حسین واعظ رحمۃ اللہ علیہ مشہور است که صوفی را دو حالت روی دہد یکے سوختن بے تکلف دوم ساختن بے تصرف

دوہرہ

نان ہم بلنہہ نہ بالینہہ یوہین بل بل جائہہ	دیرا بلی جو تیل سون ہم بن تیل بلائہہ

گھر میں میری مالوا دُکھ چندیری جاے۔ ہ

شمشاد خانہ پرور ما از کہ کمتر است	باغ مرا چہ حاجت سرو صنوبر است

آرے۔ ع

در زیر گلیم نشستہ ہشدار۔ ہ

قدم بردن منہ از حد خویش سلطان باش	درون خانہ خود ہر گدا شہنشاہ است

مُنہ سو نہ کہئے پیٹ کوئی۔ اگرچہ لسان حیرت زدگان ظاہر حال گنگ می نماید یعنے مجال سخن نیست۔ ع

ز مقامی حرف میگویم کہ دم نامحرم است

لیکن باطن شان وسعتی تمام دارد کہ حد و نہایتی ندارد۔ ہ

زہے دریا دل رند سر فراز	کشیدہ جملہ را ماندہ دہن باز
کہ دایم در دل تنگم چگونہ خانہ دارد	بتی کز حسن در عالم نمی گنجد عجب دارم

لا یسعنی فی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی فی قلب عبدی المومن

سارا دن چلی پا کھے تل بھور۔ ع

صد مرحلہ پیمایم و بر جاے خودم

روندگان منازل معنی طے مقامات میکنند و باز بدیوار جسم

استقامت می گیرند چہ خوش است۔ ع

بے زحمت پا گرد جہان گردیدن

تیلی کی بیل کون گھر مین کوس پچاس ہمین معنی دارد

واین وصف اہل دل است کہ خود سیاح است۔ ع

بنشین و سفر کن کہ بغایت خوب است

تانت باجی راگ بوجھا اشارت بر ساز آنہد و ساز ناہد

میکند کہ ہاے ہویت نام اوست پس از استماع آن ساز پردۂ

حقیقت بر مستمع منکشف میگردد و خیال غیر را گنجائی نمیدہد ف

در کنج دماغم مطلب جاے نصیحت | کین حجرہ پُراز زمزمۂ چنگ و رباب است

کہ بیان اوست پیٹ کا یہان جیبھ سبحان اللہ حلاوت باطن

بے تکلف از ظاہر ہویداست فامابر آنکسے کہ شنید است۔ ع

درختی گویدت انی انا اللہ

ہو الظاہر ہو الباطن۔ ف

مغربی آنچہ تو اش میطلبی در خلوات | من عیان بر سر ہر کوچہ و کو می بینم

ہاتھ کنگن کو آرسی۔ ف

چشمی داری عالم اندر نظر است		دیگر چہ معلم چہ کتاب ست بایہ

کوڑی مار بڈھو رہ چوک گئے طعن بر زاہد میکند کہ نقد را گذاشتہ بر نسیہ راضی و نیازی بستہ اند بدین معنی کسی گفتہ

بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری		ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر است
منکہ امروزم بہشت نقد حاصل میکنم	ع	نسیہ فرداے زاہد را کجا باور کنم

موہ کھی دس رات چھیل کی ایک گھڑی - این مثال نیز زاہد است کہ مدام معتکف می مانند و حصول نہ

اے چلہ نشین کمان نہ گشتی		تیری بنزدی نشانہ گشتی

وحقیقت از خود رفتہ را معلوم کہ

نماز بیخودی تکلیف ارکان کمی تابد		چو وجد شبلیم یک سجدہ شوق بین گیری

ہر شب را شب قدر گویند و ہر روز را نوروز یعنے بہار تازہ چنانچہ قول کامان است شب خدائی است و روز محمدی باز از خدا خرید از مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آرے دل شب داند کہ جگر شان سوختہ کیست بنسیم سحر داند کہ چراغ شان افروختہ کیست و چھیل براے آن گفتہ کہ بذات ہر مقام یافتہ واز سیر تلوین بہ تمکین رسیدہ و روتافتہ پس حال زاہد آنکہ

عمر بگذشت و حدیث درد من آخر نشد　　　　شب بپایان شد کنون کوته کنم افسانه را

و قول کامل آنکه ع

ز هستی تا عدم یک جست میدارد شتر من

بٹیان آون بٹیان جاون کہیت نہ روندون پہلی کہاون س

ما براه استقامت میرویم　　　　نے پئے کشف و کرامت میرویم

پس میگوید مرد اہل سفر را الذات و حالات تلوین این راه که معامله و معاینه و مکاشفه گویند رو میدہد و ہیچ مرتبه را در نظر نمی آرد ما زاغ البصر و ما طغیٰ بلکه میگوید ع

نیستم چو قطبی و غوثی نیستم چو بسطامی

و بمرکز اعلےٰ و مرجع معلےٰ که مشاہده می نامند می رسد روزی در موسم گرما که حرارتش با سوز عشق لاف ہمہ می زدی و تپش زمین با سینۂ عشاق خیال ہمسری کردی مسافر شدم یاری ہمراه با بود خود در وقت ظہر بمنزل رسیدم و یارم در وقت مغرب رسید پرسیدم که تا حال کجا بودی گفت که ہر جا که درختان سبز و اشجار تازه می یافتم خوابے و استراحتے میکردم ازین سبب بمنزل تر رسیدم المجاز قنطرة

الحقیقة پس باید دانست که مردان راه جز مقصود اصلی دیگر در نظر تخیہ آرند بلکہ خطرہ ہم نگمارند ؎

بزنگ غنچہ خوابی دیدہ ام اے صبح تعبیرے		فریبم میدہد آسودگی اے شوق تدبیرے

الاستقامت فوق الکرامت کہتی پر جھینگر بیٹھا ساہ کہا یا وصف اندیشہ میکند کہ ؎

نابقی تو استخوان وریشہ		اے برادر تو ہمین اندیشہ

چون اندیشہ بر دل صنوبری کہ مجمع خزاین است استقامت یافت شاہ گردید ؏

	من تہر کیئین ستہ سب پانوہ ناتھ تو کاوُ کیت	

آرے دل بادشاہ است وجوارح رعیت اوست اما چون خبر یابی از سعیت او جوگی شقداری پاوے تو جہاڑ تو بٹری بواوے معنی مثل ازین فرد باید فہمید ؎

بسانیم از دو عالم ہمدم و بیگانہ		از لب میگونت آیا گر بیابم جرعہ

با نہن مارین پروا کچی ؎

مردار مجوے ہیچو کرگس		اے ملبل روضہ مقدس

صد حیف کہ یوسف خود را در زندان و چاہ افگندہ نا قدر دانا و کوتہ نظر۔ ۶

	بشناس خویش را کہ تو شاہی نئی گدا است

برخود لقب از حواس کردی		حیوان دگر قیاس کردی

ننگی نہاوے تو کیا نچوڑے۔ اشارت بر اہل تجرید و تفرید میکند کہ از ہمہ علایق یکتا است معنے لفظ نہاوے آنست کہ ہرچند در ... سے امکان غریق است اما نہ ازین غریق است ؎

کار پاکان را قیاس از خود مگیر		گرچہ ماند در نوشتن سیر و شیر

قول حضرت مخدوم شیخ بہاء الدین ذکریا است قدس اللہ روحہ العزیز کہ میخ طویلہ را در گل نہادم نہ در دل پس از روز حساب باکی ندارند ؎

عاشقانرا روز محشر با قیامت کار نیست		کار عاشق جز تماشاے جمال یار نیست

آم کھانے کہ پیڑ گننے یعنے نظر بر کیفیت باید کرد نہ بر کمیت ؛

وکالی کھائین کہ کلھاڑ باندھین درین ہردو مثل حال نقل مشاہدہ عیان است کہ مجذوب دانند و بالعکس اینہا کہ اہل مکاشفہ کہ ہرچند صاحب کمال اند لیکن جویاے مقام و حال اند و درین نقل

بیان اہل کشف و شہود پیداست کو پانی بود زنی داشت حریصہ سارقہ چنانچہ شیر و دوغ و مسکہ و ہر چہ فرعیات شیر است نمیگذاشت و میخورد روزی پدر آن زن رسید شوہرش با پدرش شکوہ کرد کہ دخترت شیر و روغن و غیرہ نمیگذارد من از دست او بجان آمدہ ام آخر الامر پدر با دختر نصیحت کرد کہ تو تنہا شیر را خوردہ باشی و بدیگر فرعیات او دست نیالائی کہ در شیر ہمہ موجود است پس باید دانست کہ اہل شہود مقامی یافتہ اند کہ ہمہ حالات و فرعیات مراتب تابع اوست آم کے آم گٹھلی کے دام۔ سبحان اللہ عجب کیفیتی کہ ہمہ کمیہا وابستہ از دست آرے من لہ المولےٰ فلہ الکل ع

	سب رنگ لاؤ لال بنان	

گھرین کہانے کو ناخن پیتھر سے پھر کا پیاہ این مثل است و درست است گھرین کہانے کو ناخن اشارت بر فنا سے سالک است کہ ہیچ ندارد پس جا سے کہ فنا است آنجا سے نوید بقا است۔ ع

	چو گشتم مست و لایعقل نقاب از چہرہ بکشودی ؎	

فغانی یار می آید بالینی که میدانی		ترا دیدار ارزانی که من خود از میان رفتم

نانون نہ جانون تیراتون چھیڑامیرا - اشارت بر غیب میکند که بنا مے ہم در تعین می آید و شوکتش بر با غالب یومنون بالغیب تعبیه اوست ؎

اے عشق ندانم از کجائی		بیگانہ نماے آشنائی
اینست آشنائی این است مهربانی	؎	ما نام او ندانیم او حال ما نپرسد

در نزہی کا کیا کوچ کیا مقام این حال علایق و عوایق بریده است که سیر معنویش را لواحق صوری خللی ندارد بمرتبه فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب سرافراخته و ذائقه موتوا قبل ان تموتوا داشته آرے - ؎

غلام همت آنم که زیر چرخ کبود		ز هرچه رنگ تعلق پذیرد آزاد است

و در نزہی اشارت بر آنست که قطع و برید تعلقات کرده —

گدہی کی کون ہین نوپنسیری کا چولا اگرچه اولئك كالانعام وهلك المتقلون در باب تن پرستان است اما فی الحقیقه نه مراتب علوی و سفلی در تنگ دل شان ودیعت است ؎

ور بست سہرچہ میطلبی ہان غلط مکن | بشناس خویش راکہ توشاہی نئی گدا

اے شحنۂ این فراز د پستی | امانہ بدین صفت کہ ہستی
کاینجا نرود خرتو واکر د ه | کین ره ول صد ہزار خون کرد

پاؤ سیر کی لوکھڑی تین پاؤ کی پونچھ این مثل را نیز بر معنے اول محمول بنوده من فہم نہم پوت بھئے سیاینن دار ور کی بیاینن وصف وجود ثانی میکند لم یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین ٥

تا وجودت وجود ثانی نیست | در تواز کاہلی نشانی نیست

پس چون وجود ثانی متولد از سالک شده وکمال گرفته الزم والنسب کہ بخوست وخلی ندارد ونقصانے خیال نہ گمارد حلاوت این مثل از کسب معلوم خواہد شد دودھ ہو دہولا چھا چھہ ہو دہولی۔ ۶

یکسان ظہور اوست چہ در کعبہ و کنشت

المقصود قول عارف است کہ خلق را در حق وحق را در خلق می بیند مفصل را در مجمل ومجمل را در مفصل یعنے یکرنگ است پنچ مل خدا خدا مل پنچ معنے مثل ہم در حکایت پیدا گردید ٥

یاری دارم کہ جسم و جان صورت اوست   چہ جسم و چہ جان جملہ جہان صورت اوست

لپس ۔ ع

ہر جا کہ ما مقام نمائیم دیار ماست

دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک پیئے ۔ ارے پٹنے کہ در

لطارہ افتاب سوزند پس آفتاب ساور آب بے تکلف دوند یعنے

سالک حیرتی کہ از ذات یافتہ ۔ ع

جن ڈار دنرکن ممندمنہ بھرنا یہو چاہین

در صفات ہم کہ تنزلات است سینے چھاچھ بنظر عبرت می نگرد در ین فرد

سطوت ذات و صفات باز چہ ۔ ہ

تا بعزم جلوہ آن بے باک می آید برون   توان ز چشم حلقہ فتراک می آید برون

ہمدرین معنی است ۔ ہ

بہو مست زندہ می گردند سوی کشتگان مگذر   کہ این آسودگان را بازبے آرام خواہی کرد

نزور کوٹ جو بارے ع

دگر ناموس راز ما سلامے

حال سالک است کہ نفرت بے خودی خود مینماید کہ محکم ترین از حصن حصار

است تا سفر دع تفنگ وتعال بپاید۔ ع

توخود حجاب خودی حافظ ازمیان برخیز

کا یارا کھین دہرم الشریعت افعالی آرسے دہرم یعنے دین موقوف بر جسم است کہ یافت دین از افعال است وآن بے جسم میسر نیست والطریقۃ اقوالی۔ ع

ترسم کہ من بمیرم وغم در بدر شود

ازین حسرت محافظت او میخواہد والحقیقۃ حالی چون حلاوت ؎

گر تجلی خاص خواہی صورت انسان ببین	شخص را بشناس کو ہم اول وہم آخر است

یافتہ در مرمت آن کوشیدہ مشہور است کہ حضرت یا حضرت غوث الاعظم ہموارہ لباس فاخرہ پوشیدی وطعام لذیذ خوردی و گفتی اسمی کاسم الاعظم وسبحانی ما اعظم شانی قول بایزید است قدس اللہ روحہ واین حال اہل شہود است کا یارا کھین باپ نہین۔ ؎

مسافران تو از قید جسم آزاد اند	چہ احتیاج کشتی بود شناور را

مسافران منازل معنے را آزاد ور احلہ صوری چہ در کار دیگر بشنو

کلام قدسی است لا ینظر الی ابدانکم وافعالکم واعمالکم
ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم پس ازین قول نیز هویدا گردید
که جسم موقوف علیه نیست بلکه بے حاصل است ومفصل درین
مثل احوال اہل کشف یافته می شود وگرنه درمیان معنے مثلین
تناقض رودہیا کا پیارا کاچھ ہین پنیان درین مثل بیان آن
شخص است که این شفقت را نشناخته وخودرا درعلائق کثیف
انداخته وآن آنیست ؎

ترا زکنگرہ عرش مے زنند صفیر		ندامتت که درین دامگه چه افتادست

	دوہره	

تین لیکھ کوٹھا کر ٹہاٹو ہوتم مین کچھ ہوکوری		تیرو نانولیت مرلی ہین ٹیرت وہو دہوری

رمز دیگر شنو لفظ ما محمول بر مقام اصلی است که آنرا صور علمیه گویند ازان زائیده
درعین آمده وپیارا آنکه چون خواستم که خودرا ظاہر کنم آدم را آفریدم یا
آنکه آدم را بر نمونه خود آفریدم خلق آدم علی صورته وبه الانسان سری
وصفتی موسوم کردم پس معنی مثل باید دانست که باین کمال وظهور اتم
خودرا عاجز وحقیر نموده وبنا بود شاگردیده ؎

کزبود غم خورند زنا بود شادمان	از حادثات وصف آن صوفیان گریز

بیان اوست آرے سہ

کند با خواجگی کار غلامی	کسی مرد تمام ہست از تمامی

چکنا گھڑا وصف دل عاشق است کہ خطرہ ماسوائے بروقیام نگیرد واز ملامت خلق ہیچ گرانی ندارد گھڑین چکین جو سے با ہر بے این مثل نیز حال عاشق است وشرحش درین فرد پیداست سہ

بسان برگ حنا باطنم ہمہ خون است	بظاہرم منکر گرچہ در نظر سبزم

گاے کھڑی اوجھ کاڑہ لیا۔ درین مثل خوشش حالتی است۔ سہ

خلق را وہمی کہ جان درقالب است	قائیم اینجا است جان درکوئی دوست

کاشفی فرمودہ سہ

بحیلہ جان کہ جہان می داشتم اوانگذاشت	زچشم وغمزہ وخط سیاہ وزلف دراز

ٹھالا بنیان پھر پھر تولے۔ ازان قبیلہ است کہ بتمکین رسیدہ واز جست وجوے معطل گردیدہ ولذت ملک چشیدہ وبنیان آن معنی دارد کہ دوکان دلش از لذت ہر مقام متلذذ است پس ہیچ

ازحادثات درصفت آن صوفیان گریز | گر بود غم خورند ز نابود شادمان

بیان اوست آرے ؎

کسے مرد تمام است از تمامی | کند با خواجگی کار غلامی

چکنا گھڑا وصف دل عاشق است که خطرۂ ماسوی بر وقیام نگیرد وازملامت خلق ہیچ گرانی ندارد گھڑمین ملپین چوہے باہر پی این مثل نیز حال عاشق است وشرحش درین فرد پیدا است ؎

بظاہرم منگر گرچہ در نظر سبزم | بسان برگ حنا باطنم ہمہ خونست

گای گھڑی او جہد کاڑھ لیا درین مثل خوش حالتیست ؎

قالبم اینجاست جان در کوی دوست | خلق را وہمے که جان در قالب است

کاشفی فرموده ؎

ز چشم و غمزه و خط سیاه زلف دراز | بحیله جان که نگہداشتم ادانگذاشت

ٹھالا بنیان پھرپھر تولے ٹھالا ازان قبیله است که تمکین رسیده وازجہت وجوی معطل گردیده ولذت ملکه چشیده و بنیان آن معنی دارد که دکان دلش ازلذت ہرمقام متلذذ است پس ہمچو کاسلے ملکه داشته و خود را معطل انگاشته ہردم سہان یک حسن

حقیقی را در هر لباس می سنجد ٥

تو هر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش		کہ من آن جلوهٔ قدری شناسم

وازخوشی درخود نمی گنجد و میگوید ٥

عاشقم بر هفتاد جاهشتاد جایکجا مقید نیستم
یار گر هر جائی آمد بنده هم کم نیستم

لاکھا ہیر پنگل پڑھے تو ایک بھوس لا کی بہی

ترجمہ حدیث ست اشارت به شرک خفی میکند که هر چند بمرتبہ یکے رسیده اما از شرک تمام نه رهیده الشرک فی امتی اخفی من دبیب النملة التی تدب فی لیلة مظلمة علے صخرة السوداء ٥

اے کاش نبودمے عراقی		گرنیست ہمین حجاب باقی

اذکر لیلة اللعین خطاب با ابایزید بسطامی بود و اهیر برا ے آن گفته که محرومان چراگاه فضای انس را شبانی میکند و میرساند اپنین میں ہی بن سر کے نہ دیکھی آرے از خود گذشتن معراج مردانست ٥

بیفشان بال و پرازامیزش خاک
بپر تا کنگره ایوان افلاک

دلا بر سعی دیگران منشین که برای تو نه رفته اند و از گفته کسان خورسند مشو که برائے تو نگفته اند کانو کا جوگی آن کانو کا سده درین مثل اشارت به نفخت فیه من روحی میکند که در شهر وجود از کثافت نفسانی لطف او یافته نمی شود و باآنکه در مقام علوی بشرافت و براقت متجلی و منور است دیگر شنو درین مثل صفت انسان کامل است کانو کا جوگی یعنی در مقام ناسوت که امکان است بحکم انا بشر مثلکم طعنه بدخواهان و بے بصران گشته و در دار القرار وجود از سلطنت انا احمد بلا میم بر مسند شاهی نشسته کافرے با حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم در ایامے که حضرت قاسم وفات یافته بود این ابتر گفته و هذا ساحرا و مجنون و مهتر جبرئیل علیه السلام در لامکان از پس پرده لالی وحی ازو سفته صلی الله علیه وسلم سبحان الله چه رمز رفته ؎

ما هیچ نه ایم و جمله مائیم	گه چون مگسیم و گه همائیم

بلی سے کے بجنون چھینکا ٹوٹا گربه فی الحقیقت حریص آمال است و عاشق هم حریص جمال و جویان وصال پس عاشق میگوید که آنچه نابود

بوجود آمد و از غیب بشهود آرسے مدد طالبے بود کارے کہ از بازوے سعی نمی کشود خود بخود از ہر رنگے جلوہ نمود ے

ہر لباسے کہ بہ پیش نظرت می آید		خلعت تازہ براے قد بجوی کسوت است

اپنا دام کھوٹا تو پرکھانون کیا دوس ؎ اپنا دام اشارت از عمل سالک است کہ کشودی از ونیافتہ قلب گشتہ ع

قلب سیاہ بود از ان در حرام رفت

پس ترک اعتراض از مرشد می کند و میگوید اگرچہ خورشید علی السویہ بر رفع ظلمت در نوید است اما روے گازر سیاہ و روے جامہ سپید است ے

طبیب عشق مسیحا دم است و مشفق لیک
چو درد در تو نباشد دوا کرا بکند

اکرون اور پھونک ے

دلے داریم اندوہی سرے داریم سودائی
نمیدارم جز اندوہی و سودائی من محزون

مری پوت کی بڑی بڑی آنکھیں قول عاشق است

که خطاب از دل کرده ست

مسلمانان مرا وقتے دلے بود	که با وے گفتمے گر مشکلے بود
دلے همدرد و یارے مصلحت بین	بتدبیرش امید ساحلے بود
کنون ضائع شد اندر کوی جانان	چه دامن گیر یارب منزلے بود

العاقل تکفیه الاشارة دیگر شنو مری پوت اشاره بمردگی جسم است که موتوا قبل ان تموتوا پس جائے که اینچنین موت است الزم وانسب که چشمانش حق بین و جلوه چین باشد

شرکت کی ہانڈی بزار مین پھوٹری ازین مثل اشارت بگنج خفی کرد شرکت آنکه اضداد و استعداد و قابلیات در وے پدید است و ہانڈی عبارت بحال جامعیت نموده و بازار اشارت به ممکنات کرده پھوٹری یعنی در ظهور آورده فرد

همه رنگے ز بیرنگی ست گر بینی بچشم جان	بسا رنگے که مے زاید چه از دلها چه از گلها

ع

یکے مومن یکے را کافر کرد

ساه کی بھون پھڑی دونی اشارت به افتادگی و خاکساری میکند

پس باید دانست آنجا کہ افتادگی وخاکساری بیشتر یافت ہم بیشتر یہ نشانہ آن معنیٰ دارد امر معروف خائن نیست ٹٹو مارئیے تازی کو کان ہونٹھ درین مثل ارشاد ریاضت است ٹٹو یعنی جسم و تازی یعنی دل پس کششیے و ضربے کہ در حالت ریاضت بجسم میرسد دل متنبہ میگردد و درپے آن کار اینکا مے نماید آرے یافتن حلاوت دل موقوف بر ریاضت جسم است ؎

اندرون از طعام خالی دار		تا درو نور معرفت بینی

و دل را با تازی برائے آن مناسبت دادہ کہ در ترکتاز فضائے انس مہمیزہا دارد فاماس ؎

دلے کہ دلدل میدان کبریا باشد		نہ در طریق ہوا مرکبے یا باشد

دیگر شنو دل را ٹٹو میگوید و روح را تازی دانی اگر خود را بیازی مجمل آنکہ ضربی کہ بدل در حالت شغل میرسد حضوری روح پیدا می گردد حمایت کی گدھی عراقی کو لات مارے آرے ع

شیران زادب پائے ببوسند غنم را

لفظ حمایت آنکہ عارفی کہ درکس و ناکس تعبیہ ذات دیدہ بے تردد

مصروف ونثار آن گردیده روزے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میفرمود کہ با
اہل بہشت مقابل نباید شد و مدارائے شراب وطعام نباید کرد ہمدرین بود
کہ شلغم در باغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ نشست فی الفور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حلوائے گرم پختہ پیشش برد و از دست مبارک
خود لقمہ در دہن او مے انداخت واو بر ہر لقمہ گریہ میکرد و ناخوشیہا
می نمود کہ لقمہ را بسختی چون می اندازی کہ دہنم درد میکند و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بسیار ملول می شد و عجز و عذر می فرمود باید دانست
کہ حمایت ذات درین حال نمودار بودہ و گرنہ شلغم را خود امر فرمودہ
چنانچہ بالا گفتہ کینی ء کوٹھی ترکش کہان ٹانگون درین مثل
حال درویشان اہل ظاہر است کہ کارے و کردارے ندارند و
شب ... خوابند گنتہہ نہ پوچھے بات مجھ من سہاگن نانو
بعینہ این حال است لمؤلفہ

زہے ... بہ آمدہ شہ سپتان دلستان را		بلے چرا آب نمایند عفو احسان ہی یارا

نانو لیوے ... آگلی ... ہیت بران گئے کہ نامش انسان و قول و فعلش
... انہا ... مردم بلکہ چرا آمدہ حیوان نہ کہ بہر چرا آمدہ کونکی

کاکر مصرع۔

	ہر آن ذوقے کہ من دارم بگفتار مے نمے آید	

آرے در مغز جان سرشتہ اند بر روے کاغذ کم نبشتہ اند من عرف اللہ
کل لسانہ سونان اورسگندہ وصف انسان کامل است کہ ہر چند
بالقوہ مخزن اسرار الہی ست اما بالفعل ہم متجلی بجلیہ جمال لاتناہی است
اندھلا بانٹے ریوڑی پھر پھر اپنون دے بشنو اندھلا
یعنی غیر را نہ بیند و بر حال یگانگی نشیند پس ہر عرفان کہ مے کمار و ہر
ذوقے کہ مے برارد و بہر کہ جان مے سپارد و بدوست سیدادہ باشد
فاینما تولو فثم وجہ اللہ موٹد منڈا آیا اور اولی پڑی باید دانست
کہ موٹد منڈ آیا عبارت از فقر و طلب میکند یعنے طمع دیگر از سر
بدر کردہ اولی پڑی اشارت از سودا و واردات و تصدیعات
وامتحان این راہ میکند ع

	اینقدر بس کہ براہست سر و سودا دارم	

مشہور است کہ ارہ بر سر ذکریا علیہ السلام راندند بات پرائی
جو کہے اینچا کھینچا پھرے جاے مقولہ کامل است بات پرائی

اشارت بغیر ماسوا کرده یعنی غیرت معشوق سخن غیر را گنجائی نمیدهد بر تقدیر
اگر بوقوع هم آید موجب کشمکش عارف است چنانچه خطاب با بایزید بسطامی
رحمه الله علیه شده بود از کر لیلة اللبن و دیگر شنوبات پرائی
اشارت بالوہیت میکند یعنی در اظہار آن جا نتے است کہ بر
منصور حلاج رفته قدس الله روحه آرے سهنان دری پیار
مین کوکهه پری هوئی معنی این مثل در حکایت حل گشته و حاصلش
آنکه مصرع –

	در زیر گلیم تست هشدار

روهین راج نه پائے ۵

عرفی اگر بگریه میسر شدی وصال		صدسال میتوان تمنا گریستن

جهان روکهه نانهه تهان انڈهی روکهه میگوید جهان
روکهه نانهه یعنی صحراے لامکان و فضاے بے نشان کہ تعینے
و نشانے ندارد همین تشخص شخصی پیداست کہ شجرة زیتونة لاشرقیة
ولا غربیة الآیه وصفت اوست قول حسن واعظ رحمه الله علیه است
کہ تا تو درمیان نامدی کرانه پیدا نشد ۵

محیط و مطلق و پایان ندارد بحر احدیت	یقینم می شود هر دم که ما با شیم ساحلها

جب گھر آئے پاہنے تب گئے کروندے کھان در مقدمہ سلوک میگوید یعنی جوانے مورد و مرکز عرفان و طفل و پیر یا ازین حالت حرمان بس موسمے کہ مہبط انوار الٰہی باشد گذاشتہ در طلب باطل نفسانی چون رفتہ ہ

ہر نفس نو رسیدہ مہمانے است	پاس دارش کہ بہتر از جانے است

گھر کا قاضی دو در ے اگلے ہ

من از بیگانگان چندان ننالم	کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد

روزے لیلی را آثار شدہ بود عہدے درمیان آوردہ اگر صحت یابم دیگے پختہ از دست خود یک یک کفچہ در کاسہ ہر یک فقرا و غربا میداد کسے بمجنون اطلاع داد کہ لیلی امروز فرصت یافتہ طعام بفقرا میدہد ترا ہر گونہ رفتن و از دست او طعام ستدن و او را دیدن لازم است بہر حال فی الفور مجنون کاسہ گرفتہ خوشان و شادان پیش لیلی رسید کاسہ فرا کرد لیلی بر کاسہ اش کفچہ چنان زد کہ پارہ شد مجنون برقص آمد و خوشیہا کرد غرض من رمز بیگانگی درین مثل پیدا است ہ

الہی شوخ تو نیرنگ پرہیز ہسان گر تیغ استغنا	سر امید من ببریدہ در دامانم اندازد

ہ

تو نظر باز نہ ورنہ تغافل نگہ است	تو سخن فہم نہ ورنہ خموشی سخن است

مری بچھیا پانڈے کی نا وتحقیق است مری بچھیا اشارت
بمو تو قبل انمتو تو سیکندا سے نیاز تو ہمین کہ خود را در بازی تا با دوست
بسازی مصرع

تو خود حجاب تحودی حافظ از میان برخیز

اگون دو پچھون چھوڑ حال کامل است کہ ہر رتبہ را پس پشت دادہ
سطے مراتب کردہ ہ

اگر طالبی کا ین زمین سطے کنی	نخست اسپ باز آمدن پے کنی

مروے کہ درصفت ہیچیا بہ ہیچ پشت دادہ روے نیاوردہ در منقبت
علی ست کرم اللہ وجہہ یعنی ہر مرتبہ را کہ پس پشت کرد باز بدو روے
نیاورد چوئے پانڈے کی پوتھی سوئے ملھ بچن اشارت
بدل وزبان صدیقان است کہ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب
وصفت ایشان است نفاق را گنجائی نیست اونٹ کی چوری

نهورے نهورے طرفه تماشاست نهورے نهورے اشارت بمراقبه میکند یعنی مراقبان معانی چون سر در گریبان کشند حلاوت عرفان که علو الدرجات است در بر میگیرند و چوری عبارت از انکه دیگران نمی فهمند که چه میکند دُهره

احمد نت اونکھے رہین لوگ جانیں اونگھا نھه بورا لوگ نه جانیے اونگھے او نکھے جانھه	

تیتر کے منهه چھین اشارت بگفتار دل کرده که همه لذات تابع اوست جوئی ستی جو بهانڈے سیمٹے ٥

هم خدا خواهی وهم دنیاے دون		این خیال است و محال است و جنون

آرے چھوڑے گانو کا کیا ناتا و مرن چلی سوک سامنے از همین قبیل است و معنی هر دو مثل یکے است ٥

اگر میل این راه داری درست		بکام نهنگ است منزل نخست

کھیتی کھسم سیتی اشارت به ممکنات می کند یعنی رونق اسمی صفات بے مسمیٰ و ذات نیست و نفخت فیه من روحی ٥١

چو یکساعت کند پنهان ازان روی		افتد در عرصه نابود شان گوی

ازمعنی مثل گفتگوے معطلہ غلط شدہ اندا ندھلے کو اپنا گھر سو کوس
مین سوجھے وصف نابیناست کہ بالا گذشتہ واکثرجا گفتہ شدہ
پس عجب نابینائے کہ مقام اصلی خودرا کل شیے یرجع الی اصلہ ہموارہ
می بیند کول کوئے بلرام سیکا آرے ہ

زغیبت مدد میرسد دمبدم		تو قائم بخود نیستی یک قدم

میری سین آگ لیائی نانو دہر اپلسا ندر ارشاد بر تنبیہ انانیت
میکند، واشارت بر بار امانت می سازد کہ ہرچہ ہست ازوست
ازخود شمردن نادانیست کہ الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق
لہ اثر باید دانست کہ غیر از جلوہ رایت بی یری دیگرے دخلے
ونامے ندارد بے ینطق وبی یسمع وبی یبصر بیان اوست آرے
کھانے کو علاؤالدین چپڑنے کو فروز گفتن لائق نیست
چونکہ ہرچہ ہست ازوست وبدوست وہموست بدیگرے
منسوب نمودن نادانی است ع

	عبارت را اشارت گفت بر خیز	
	مصرعہ	

نظارۂ جمال خدا جز خدا نکرد

عزیز من موزات معارف در عبارت نمی گنجد تعلق از اشارت است پس از علم رسمی حصول نه تھو تھا پچھٹکیے اڑ اڑ جاے و این بیچارہ که درین امر عاجز است و حیران کو استعداد سے و طاقتے که بدیگران ارشاد نماید آپ ہی بابا مانگنی دوار کھڑے درویش لیکن ذوقی و وجدانی ورآنی که سرہ بر کند این کس معطل می ماند و تاب اخفاے آن نمیدارد کون کہے راجا دھانک بیٹھے پس لازم و انسب آنست گوینده ہمانست نه این ناتوان و ہیچدانست اسیر کی ڈسینڈی مھتیا سرخرو سے یا آنکه تیل تیلی کا بھگت بھیا جوگی گفتن منسوب نمودن کار نادان است آرے ہ

نے که ہر دم نغمه آرائی کند	فی الحقیقت از دم نائی کند

مرے پر سودرے وہ وہ چه خوش است ناز معشوق جز نیاز عاشق بر نتابد ہ

من اندر خاک مید انش لکد کوب بلا گشتم	ہنوز آں شہسوار مین سے جولانگری دارد

مختصر آنکه مصرع –

نزدیکان را بیش بود حیرانی

یعنی نزدیکان مردگان حقیقی کھانے کو اونٹ لادنے کو یعنی
عبارت از نفس میکیند کہ حریص آمال است و درپے لجاجت و سماجت
کمال آنرو ساز کہ اگر عالمے در اختیارش دہند قانع نشود و در بارکشی یاد
حق تحمل نمی آرد مصرع

خلاف نفس کا ورکن کہ رستی

پس باید کہ خصائل نا محمودہ اش تراشی کہ در سوختگیش عین فرخندگی است
کٹے توکسان کا سکھے تونائی کا اینجا کسان را بانفس مشابہ
کردہ یک تماشائے است در نوشتن مے اید من فہم و نائی
با سالک مناسبت دادہ کہ خیال غیر می تراشد
مین تیری لیچری کھانو تو میری لڑکی کھلاونا در مثلے کہ بیانش
این باشد یعنی اے رحمٰن رحیم من از لذات نعیم تو و حلاوت ماورائے
امید و بیم تو متلذذ شوم و ہر بارے و تعلق کہ ہست بتو سپردم ہمدر ہمعنی
بزرگے فرمودہ رباعی

فرزند بندہ ایست خدا را تو غم مخور	تو آن نۂ کہ بہ ز خداوند پروری

گر مقبل است گنج سعادت برای او ست		ور مدبر است رنج زیادت چه می بری

درین مثل معنی توکل پیدا است آرے نجی المخفون ہویدا ست

سپردم بتو مایہ خویش را		تو دانی حساب کم و بیش را

آہ صد آہ ۔ رباعی

طفل تا گیرا و تا پویا نبود		مرکبش جز گردن بابا نبود
چون درشتی کرد و دست و پا نمود		در عنا افتاد و در کور و کبود

میرے میاں کی الٹی ریت ساون مانس اٹھا وے بھینٹ

حال سالک است ساون مانس اشارت بر جریان اشک کردہ و اٹھاوے بھینٹ بہ قیام عبارت دل منسوب نمودہ یعنی سرانجام و قیام عاشق در زاریست مصرع

کہ ما و عاشق زاریم و کار ما زاریست	

سودا از دکان را جز زاری کارے نیست و غیر این وسیلہ در حریم جانان بارے نہ فلیضحکو قلیلاً و الیبکو کثیرا

زمین واقعہ ہیچ دوست و دشمن نگرفت		خرد دیدہ کہ ہرچہ داشت دریا بگریخت
واین خود ہویدا ست کہ درین حال چشم را آب و تاب بے نمایش آفتاب نیست		

میرے میاں کی اُلٹی ریت اشارت بزبار معشوق نمودہ آرے

ڈھارگاے کی دولاتین سہئین رمز نا در رفت جیسا منھ

تیسی ہا تھیپڑ آرے تکلموا الناس علی قدر عقولہم بوالہوسان و

اہل خرد سخن عرفان ہمچو دری پیش خران فی الواقعہ خرد را چہ یار است

اے کہ از دفتر عقل آیت عشق آموزی	ترسم این نکتہ بتحقیق ندانی دانست

بوڑے نہ منہا سے فی الواقع ہے

عشق ہر جا کہ سر برافرازد	پیر صد سالہ را جوان سازد

چہ خوش است مصرع

ہر کہ یاد روے تو کردم جوان شدم

سوت کے بنولے ہو جایہ بڑھیا بیٹھ بن رہی حال شوریدہ

راست سوت عبارت از تعلق و تدبیر است یعنی ماند یا نماند مصرع

جیسی ہو سنو آج جا ہو ما دھو جو کی بیت جن جا ہو ہیر من تین

و بڑھیا بمعنی کبری کہ درین حال کمال دارد بیٹھ اشارت بہ لبس جدید

کہ برآن لباس تازہ و صفات بے اندازہ در نظرش مے آید المقصود

بہ را باخت ہر دو ہم باجمال نامتناہی کہ چندان حرکت از یک سیاہی است

ساخت خرید و فروخت دارد ٥

خریداران جانان جان فروشند		بگرد بهندوشش ایمان فروشند

اوچھی لڑائی کا کالا منھ فی الواقع جہاد کبیر بایدتا لشکار ہستی ربایدیں ٥

سیستان ہر صفہای فرگان من تم خودا		غزلان ہمتے یاران دعائے دوستان ہوئے

صنوان گنگا نہایا ہے کھا کھدائی کسکی ہے لاف من منم میزند

درتذکرہ نوشتہ کہ حضرت جنید علیہ الرحمہ بعد بیست سال بہشت

آمدند و گفتند تمام عالم بندہ من است اندہلون کا ہاتھی بیان این

مثل در مثنوی مولوی رحمۃ اللہ علیہ مبین است عاشقی اولہا نا

جی کا ڈر آرے ٥

تعلق حجاب است و بی حاصلی		جو پیوند ہا بگسلی واصلی

بھولے جوگی ادونا لاجہ بایددانست بھولے جوگی اشارت

بہ محویت میکنند یعنی ہرچند سالک را محہ بیشتر یافت معنی ہم

بیشتر ٥

کسان را درین بزم ساغر دہند		کہ دارو بے بیہوشیش در دہند

آگ کھا سے سوانگارا لگا ہے سبحان اللہ دقیقہ کہ آتش ما را اللہ

الموقدة التي تطلع على الافئدہ در دلہا زبانہ میزند و درزبانہا بیا نہا نمودار میگردد ۵

بزبان چو حرف عشق آرد گذار		شعلۂ بر شعلۂ بینی سوار

وزے حضرت بہاء الدین سہروردی قدس اللہ روحہ بدرین معنی سخن می فرمود ناگاہ شعلۂ آتش از زبان مبارکش جدا شد و در ہوا ناپدید گردید آہ صد آہ مصرع

	دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند	

دیس چوری پردیس بکھ حال کامل است یعنی در امکان ہر سان است و خراب الدنیا سجن المومنین و در لامکان بنہایت سیراب و فیض یاب مصرع

	گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی است	

رتبۂ علوی را کہ پردیس گفتہ دیس نگفتہ مقدمہ سلوک است کہ مسافر معنوی جبا بست از وست وطریقہ عروج در گفتگوست والا نہ وطن اصلی ہموست کل شئی یرجع الی اصلہ خصوصًا نزد ما مردم نادان کہ با تعلق پنہان متعلق شدہ ایم کہ سوائے امکان دیگر از جان رفتہ و نا یا و است

راجا چھوڑی نگری جس بھاوی تس لہو منقولہ مردان دین آست
لیہہ پر وسن جھونپڑا نت آٹھ کرتی رار لطیفہ رہروان یقین
گنگا گیئن منڈا این سدہ ہر کرا مجالست کہ مجانست با این قوم
کند کو ہر چہ محالست از سر بنہ شناوری درین بحر کردن آسان نیست ع

	نکام نہنگ ست منزل نخست	

اینجا من مانی گھر جانی نیست قاضی نیا و نگر سیکے تو گھر نہ جان
دسینگے چنانچہ قول دیوانہ مصرع

	چہ دامنگیر یارب منزلے بود	

گتے کو پنڈول ہی بیٹھا اشارت بر نفس است کہ امتیاز نے ندارد
تیر نہ کمان اللہ کی امان باید دانست کہ تیر و کمان اشارت بر تدبیر
است و آنجا کہ تدبیر را گنجائی نیست عین سلامتی و امان است چیری
جیو سون سینان کہی الونین درین مثل نیاز عاشق است و استغنائے
محبوب ۵

سبے فرد بود و منت ہر خدمتی کہ کردم		یارب مباد کس را مخدوم بی عنایت
نے نے پیٹ چلے جیون سر ہونس احوال ایشان است کہ نہ خیند		

شناست بیشترمے یا بند لست زیادہ تر سازند چنانچہ کسے گفتہ دُہرہ

ہریا ہر سون ہیت کر جیون کہان کی ریت		دام چوگنے دیکھ کہان توو کھیت بن ہیت

ملان کی دوڑ مسیت تا ئین بشنو مسیت اشارت بدل است یعنی مرد آگاہ راہموارہ توجہ طرف دل صنوبری است ؎

کس ند انست کہ آن شوخ کجا شانہ نیست		بر در دل بشنیم و یک آواز دہیم

ٹوٹی بانہہ گل جندی بدانکہ ٹوٹی بانہہ بر رفع علائق و لواحق کردہ یعنی از ہمہ گسستہ در خود پیوستہ آرے لمولفہ

در خود چو نظر کنی جہان رابینی		کون و مکانین و زمان را بینی
بیخود چو بخود رسی خدا میداند		جان رابینی تو جان جان رابینی

اس ہاتھ کا مانڈا اس ہاتھ مصرع

	ہر عمل اجرے دہر کردہ جزائے دارد	

مانگ کھانا مسیت مین سونو نان جا نم منگر مانگ کھانا از مظہر کہ مرائی جمال اوست کردہ و مسیت بدل مناسبت دادہ آرے اہل دلان راہردم افطار از نگاہ است افطر و ابرویتہ بیان اوست وہموارہ در دل آرامگاہ است کہ لی قلب ان

عصیتہ فعصیت اللہ درشان او ہو نہوئے کیھون نوکرے کا کیھون درین مثل ماضی و مستقبل را گنجائی نمیدہد وازدم حال ارشاد مے کند ہ

ازآمدہ ورفتہ دگر یاد مکن		حالی خوش باش و آنکہ مقصود اینست

دمان چار کی چاندنی پھر اندھیارا پاکھ بیان واردات است کہ بر سالک میگذرد و چاندنی عبارت از تجلیات تلوین مے کند و اندھیارا اشارت بر نور ذات کہ لایزال است مے نماید و معنے اش آنکہ درحالت کسب از اشتیاق تمام و طلب مالا کلام میگوید یعنی تلوین راطے نمودہ تمکین مے رسم ہ

ہر کرا دو روز او یکسان بود		سود عمر او ہمہ تاوان بود

کانے چوٹ کنوڈے بھینٹ درین مثل حال نظر بازان است کانا چشم یک بین و حق بین دارد و دو بین نیست پس وہمی ہم از غیر نزد وش ضرر (؟) شدید و کنوڈے بھینٹ ازین قبیل است بر دانا ست پدید العاقل تکفیتہ الاشارہ جھینگا مول روہو دو کانونین پشنو جو انمردے کہ بہ نقطہ وحدت رسیدہ ہمہ مراتب تجلیات

تابع اوست من لہ ہیولی فلہ الکل پر یہہ جو جب تم جہتئی موتن میا کرتب جک موتن جہتی چلتی بیل نہ دیکھی آرطتول کامل است یعنے ہر دم کہ ہست دریا دمولی مے آید و میرود احتیاج بتقید نیست مصرع

	یاد شش کنم ار شود فراموشش	

سوختن بے تکلف و ساختن بے تصرف رمز سے عجیب گھر بیاہ ہو کنڈون کو جاے مصرع

	درست ہرچہ میطلبی ہان غلط مکن	

پس میگوید یعنی بظاہر مقید مشو لمولفہ ٥

حیف لعل بے بہائے درست		کو دما یا لالہ و گل رو کند

گھر لے سانپ نہ پوجیے بانبی پوجن جاے این ہر دو مثل یک معنی دارد ٥

شب با تو غنودم و نمے دانستم		در ست بتو بودم و نمے دانستم

کو دکی چھوڑ می پیٹ کے آس این مثل رنگین است و معنیش بالعکس عوام است یعنی کو درا اشارت بظاہر کردہ کہ بیحاصل است و پیٹ را بباطن مراد نمودہ و حصول جاویدگی از و کشودہ لکھمین بپھنابان بانچین گیتا ر

مردے کہ بمرتبۂ الوہیت رسیدہ ہر رمزے کہ از وبوقوع آید جز خدا دیگرے نداند

جوگی کا کی میت جوانمردان کہ سیر تلوین میکنند الفتے وخصوصیتے

بہیچ ازان منظور نمیدارند اگرچہ نمایش ولذات آن رتبات حلقہ بگوش

ایشان است اما تابع بودن نہ کار دروشیان است المقصود با ہیچ مواے

استقامت نمیکنند کہ پھٹ پڑا وہ سونا جاسے ٹوٹین کان

کہ کرم روان را در تنزلات تلوین آمدن وماندن ازان قبیلہ است کہ

بھولے یا نجھن گاے کھاسے چون باین سخنان سی آزمان

حلاوت آن معلوم نمائی بنظر سرسری تہ بینی چنانچہ اندھا بگلا

کیچ کھاسے کار جان باختن است وخود را از خود دور انداختن نہ

آنکہ درین امر مصلحت ساختن کہ خرگوشی سون جانون یا کوسون پاچک

ودر جان دادن چندان جانہا نثار توسازند اوڈن ہار بھور یا دیکھ بلیڈی

دوس یعنی امر علوی را ردیاتی ودر جانبازی سخن می آیی وترک غیر وما سوا

اللہ میشوی جانم زنہار زنہار کار امر تو رابفر داتہ گمار ی گھوڑا چاہیے

بنا ئیگے گون تک پھر تی آئیو یس باید کہ زود آئی تابیابی وخیال حیواتی

ونادانی را از دل بزدائے کوڑھ مین کھاج ہر چند تخواہم کہ باشارت

عرفان بے محابا مشہر نشوم واز تدبیر سرد ہم کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے
وازین راہ فاش گفتن مصلحت نمے بینم کو ٹھو سے کھل آتری بھٹی
بلدھون جوک راز پوشیدہ را باہل آز یعنی باحیوان چون بازم
فاما درآنی کہ تعبیہ شوق و تسلط ذوق مستولی میگردد دھینگ دھینگا
بلو کا راج کار و بار اختیار از دست میرود مصرعہ

	تیرے ست وی کمانش در دست کسی است	
	لمولفہ مصرع	
	گفتگوئے با کماندار ی مجال تیر نیست	

آرے سخن عشق آمدنی ست آوردنی نیست والا نہ حال این عاجز معلوم کہ کبکی
تیلن کبکا پلا مصرع

	عمرے باید کہ یار آید بکنار	

کالھہ ہین بنیا آج ہین سیٹھ بودن دشوار است و یقین است
کہ پوس ہے تین پھاک سبتدی را حال منتہی گفتن سکے سزاوار است
کہان راجا بھوج کہان گنگا تیلی مصرع

	چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا	

المقصود ہرگونہ درین امر قاصر ما مانجکم آنکہ بھیڈ پہ اٹھی مچھلی پری

مصرع

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

ازبے استعدادی خود قاصرم ویک چند سطرے کہ نوشتہ ام اندھلی کی بیشیریا آنکہ کو بری لات بنگئی تعجب نیست ٹاٹ کا جامان موبخ کی بخیا قال موافق حال خود زدہ ام الٰہی ہرچہ گفتہ ام براے تو گفتہ ام و بتو گفتہ ام وازتن گفتہ ام ؎

گرم جرم بینی مکن عیب من		توئی سربرا ورده از جیب من

الٰہی از جلال تو حیرانم و در جمال تو نگرانم کہ بھوبن پریت نانہہ الٰہی از کبریائی تو دلم ترسناک است چنانچہ لکڑی کے ڈر بندری ناچے الٰہی ازحالت خود ا و رنباسے تومری سے پاتن کرواسے نہایت غمناک ؎

ہمچو من ناقابلے وصلت آید ہم دیدہ		زین سبب ایں سیہ باعین سجدہ آردم نکرد

الٰہی ہمیشے بخش لہ سولزدا ردن ایاک کرنہ کیہاڑ ون یعنی پردہ تعدد کثرت دیدہ برمرا تبہ مستقیم وآرمیدہ شوم الٰہی درلذات جمال خود

چنان حریص کن کہ چنے چباسے کے انگلی چاٹے یعنی سرموہم
شرک نماند وہیچ ازان نگذارم اسلے ہر عملے وفعلے کہ میکنم لایق درگاہ
تو نیست عبادت من نادرست وارادت من سست چنانچہ چیل
مانڈسے لے گئی تپا تھاری نانون الہی طاقتم طاقست لذت
شوق وذوق را برمن شاق مگردان کہ ادھیلے کی بڑھیا ٹکا
منڈوائین الہی عاجزم وناتوان الہی برکردارم خوردہ مگیر کہ ایک
گھر ڈائن بھی چھوڑے وتو رحیمی وغفوری وستاری الہی حلاوت
روحی ارزانی فرماے کہ از سرکشی نفس درآزارم چنانچہ دہی بھات
مون موسل الہی عبادت نفسانی ازان قبیل است کہ چھیری نے
دودھ دیا میگنی بھرا کیفیت روحانی کرامت فرماے مارگسیان
تیری اولی ۵

ہمچو مرغ نیم لبسمل ماندہ ام دردم تو		یا بکش یا دانہ دہ یا از قفس آزاد کن

این بیچارہ را چہ چارہ تن بہ تقدیر تسلیم است فالحاصل از علم رسمی کہ
گفتگوسے بیحاصل است یعنی سارا دن پیسا چپنی بھر اُٹھایا فراغے
نمودم واختتامے کردم سوت نہ کپاس کولی سون لٹھم لٹھا

نہ قوت وجدان و نہ طاقت بیان پیش ازین احتیاج ندیدم و قلم
دو زبان و سخنان لسان پیچیدم پس آرسیدم چھوٹی نند پرائی تین ۹

خواہی بفراق کوش و خواہی وصال		من فارغم ازین ہر دو مرا عشق تو بس

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیأت اعمالنا اللھم احفظنا
من شر ما قضیت برحمتک و فضلک و کرمک یا ارحم الراحمین
این دوہرہ نہایت مرغوب دل آمدہ

	دوہرہ	

پیلی پار ڈگڈگی باجی سنیوری بھری		اندھلی نین ایک چو رپکڑا دو ٹیوری لنگری

باید دانست پیلی پار اشارت بماسوی اللہ است و ڈگڈگی بمعنی برصداے
ہویت بلکہ عین نداست و بھری مقصود از ہے یسمع شنوائی خود برداشت
و اندھلی ہمان معنی دارد کہ ممکن در نظرش نماندہ جلوہ بے یبصر مشاہدہ کرد
و چور عبارت از ذات است اگرچہ کسے نمے بیند و او کار ہامیکند
و چور را با محبوب نسبت دادہ اند

مصرع

	شوخ دزدیست کہ در دست چراغے دارد	

فالحاصل مردے کہ از حکم بے بیصر جلوہ دیدہ و یافتہ آنرا بحز ترانہ

بے بیمع شنیدہ نشود و غیر از پا شکستہ برین حال نہ دود

مصرع

بر دند شکستگان ازین میدان گوے

تمت